Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۳ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء ذی قعدہ سنہ ۱۳۵۲ھ جلد ۳۳

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نشکلنک اوتار

جس میں آخری زمانے کے اوتار کی بابت از روئے کتب ہندو مذہب بحث کر کے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت ثابت کی گئی ہے

از قلم ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر

چندہ سالانہ اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپیہ آٹھ آنہ

چندہ سالانہ بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

قیمت فی رسالہ ۶/

ایک روپے کے تین

کرشن لیلا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادبھت مہا تمرد ایشور
مہامنت صلعم کے گُن پھرگاویں
محمد صلعم
دھرم دین ہمکا اسلاما
نگر قادیاں بھوم پوِتّر
مہدی و دُہو مسیحؑ اپانا
دھن دیش اودھن جاما نا
ایشور سنمکھ وا بڑ بھاگی
سوریہ چاند چنتہ دکھلائے
سین کین تارا آکاشا
کینہ پلیگ دیش کا ناشا
سبھی بات آرتھ برچاوا
واکا میگھ واک کرتارا
سیدھے ہو شر اپن اٹھاؤ

دیا دان کیول جگد یشور
دا پر درود صلواہ پہنچاویں
جنیہ موتھ اوترے نیک الماما
براجے جانپہ واہ نر - متر
دیشیو وا پر لیہوّ ایمانا
دیا درشٹ کینہی بھگوانا
جنینہ کی پریتی واسوں لاگی
جون بھوشیت وکت بتائے
پرتھوی پرشنکٹ پرکاشا
بھوبچل دیکھ کرو بسواشا
تبھی میگھ پر عیسےٰؑ آوا
ششرونشٹ کین جینہ دوارا
اودھار نمکٹ آوا سے ہاوُ

دھن دھن مہدئی مسلم کے دھن مسیحؑ اوپار
ہندو جن کے کرشن مُراری
جس کرشنا کورو کو مارا
جس کورو آندہر کہلاوا
پانڈو آرتھ پیر جو آوا
جس کرشنا راما اوتار
ناتھیس کرشن ناگ بلوان
دھرم تھتھن گربر دھاری
اس واہ دوہتر سورگ سدھاری

آوت پراکرم ایشور یہ سوں دیکھا ہموں تہار
کورو نشٹ کین بلہاری
تس مہدئی دجّال پچھاڑا
کنواں تس دجّال بتاوا
پیر چدریا وا پہراوا
تس وہ ہمرو کرشن مُرار
مہدئی ڈوئی کین بلی دان
پٹکی گئی نندِ دولاری
جینہ بھراتا احمد بلکاری

پانڈو یُدھ بھیا اتے بھارا
مہدی یُدھ امرتسر لیشاں
جس راجہ ڈیرو دھن بھاگا
اس آتھم بڑ پینچ دجّال
کرشنہ کل راجہ بلوان
بھوم پتی راجن جو کنسا
کشن سنگ وا بیر رچاوا

جینہ مانہ ذِن گجرے اٹھارا
جینہ موتھہ آتھم نربل کیناں
یدھ پاچھ دا پران تیاگا
کھیت ہار کے پادا کال
مہی پال مرزا پہچان
آپو نشٹ بھیا او بنسا
گُن کرموں کا اپنے پاوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نِشکلنک اوتار

بعثتِ مامورین کے متعلق سُنّت اللہ

یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ دنیا میں جب جب بھی ظلمت چھائی، فسق و فجور بڑھا، گناہوں کی کثرت ہوئی، اور لوگ اپنے خالق اور مالک کو بھول گئے، اسکے احکام پر چلنا چھوڑ دیا۔ تب تب ہی خدا نے اپنی مخلوق کی حالت پر رحم کھا کر نبی، پیغمبر اور ہادی بھیجے۔ جنہوں نے آکر دنیا کی حالت بدلی۔ اور اُسے گناہوں اور پاپوں سے چھڑا کر نیکی کی راہ پر چلایا۔ اور جس قدّوس اور برتر ہستی سے وہ دِمکھ اور رُوگردان ہو گئے تھے۔ از سرِ نَو اُسکے ساتھ ان کا تعلق قائم کیا۔ خدائے عالمیان کا یہ احسان اور سلوک کسی ایک قوم یا ملک کے ساتھ ہی خاص نہ تھا۔ بلکہ ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک میں ہی اس نے رسُول اور اوتار بھیجے جنہوں نے مبعوث ہو کر بھولی بھٹکی دُنیا کو خدا کا حقیقی چہرہ دکھلایا۔ اور اُس کو ایک نئی زندگی اور نئی روشنی بخشی ؁

ہمارا زمانہ بھی مامور ربّانی کا محتاج تھا

چونکہ ہمارا زمانہ بھی گناہوں کی کثرت، فسق و فجور کی کثرت، پاپوں کی بڑھتا اور دہریت کے غلبہ کے باعث ایک ربّانی مصلح، آسمانی ہادی اور ایشوری اوتار کا محتاج تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ رحمتِ خداوندی اسوقت بھی جوش میں آتی۔ اور اُس کی طرف سے اِس گھور کلجگ اور ظلمت و ضلالت سے بھرپور دَور میں کوئی آسمانی فرستادہ اور ایشور کا اوتار آتا ؁

اور کیوں نہ آتا۔ جبکہ زمانہ کی حالت، الٰہی وعدے اور انبیاء کرامؑ کی پیشگوئیاں اس امر کی مقتضی تھیں کہ اس جگ یہاں گھور کلجگ میں کوئی برگزیدہ انسان ایشور کا اوتار بن کر آئے ؁

خدا نے اپنا اوتار بھیجدیا

چنانچہ وہ آیا۔ اور بڑی شان کے ساتھ آیا۔ خدائی کلام اور آسمانی نشانوں سے مشرف و ممتاز ہو کر آیا۔ اور یقیناً وُہی آیا۔ جس کی خبر انبیائے بنی اسرائیل نے دی تھی۔ حضرت مسیحؑ اور جناب سرور کائنات (صلعم) نے دی تھی۔ مہاتما بدھؑ اور شری کرشنؑ نے دی تھی۔ بیشک وُہی آیا جس کے متعلق بابا نانکؒ اور گورو گوبند سنگھ بھی خوشخبری سُنا گئے تھے، وہ کون؟

حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی!

ہاں یہ آپؑ ہی تھے جن کے متعلق مدّتوں پہلے صحفِ انبیاءؑ میں اطلاعیں دی جا چکی تھیں۔ جن کے متعلق بدھ مذہب کے لٹریچر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب حالت اتنی ابتر، اتنی خراب، اتنی تباہ ہو چکی ہے۔ تو کس بنا پر یہ کہنے کی جرأت کی جاتی ہے۔ کہ فی الحال کسی مصلح یا اوتار کی ضرورت نہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ اس موقع پر یہ کہا جائیگا کہ اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ کلجگ کا ہی مظہر ہے۔ اور موجودہ زمانہ واقعی کلجگ ہے۔ لیکن یہ کلجگ کا آغاز ہے جب اس کا آخری حصہ شروع ہوگا تب نِشِ کلنک اوتار آئینگے۔

لیکن اس قسم کی بات زبان پر لانے والے۔ سینہ پر ہاتھ رکھکر بتائیں۔ کیا دُنیا کی موجودہ حالت اس مریض نیم جان کی طرح نہیں؟ جو درد سے تڑپ رہا ہے کسی کروٹ چین نہیں، تکلیف اور کرب کے مارے بے تاب ہے۔ نبضیں چھوٹ رہی ہیں اگر دنیا کی حالت اسوقت اس قسم کی ہے تو کیا ایسی حالت میں کسی نبض شناس حکیم کی ضرورت نہیں؟ جو اسکی تکلیفوں کو رفع کرے اسکی بے چینی کو دُور کرے اور ایسا جام شفا پلائے جو اسکی رگوں کے اندر حیات تازہ پھونک دے؟

جب مرض کا اقبال ہے۔ تو معالج کی ضرورت سے کیوں انکار؟ وہ تیماردار کتنے بُرے سمجھے جائینگے۔ جو تڑپتے بلکتے اور موت کے مُنہ میں جانے والے مریض کو صرف یہی کہکر تسلّی دیتے رہیں۔ کہ ابھی ڈاکٹر کے آنیکا وقت نہیں۔ کیا ایسے موقع پر وہ یہ نہ کہیگا۔ ~~~

پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر ❖ جب مر چکے تو آئے ہمارے مزار پر

پس جس طرح وہ تیماردار یا رشتہ دار قابل مذمّت ہیں جو مرض کی شدّت، بیماری کا زور اور کرب و بے چینی کی انتہا دیکھ کر بھی، یہی کہتے رہیں کہ ڈاکٹر کو بُلانے کا ابھی وقت نہیں آیا۔ اسی طرح وہ لوگ بھی قطعاً کسی تعریف کے مستحق نہیں۔ جو زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے بھی یہی رٹ لگائے جاتے ہیں کہ ابھی روحانی معالج کے آنے میں لاکھوں سال باقی ہیں ایسے لوگ نہ صرف اپنے اوپر، اپنی اولاد کے اوپر، بلکہ ساری دُنیا پر ظلم کر رہے ہیں۔ اور یہ نہیں دیکھتے کہ دُنیا مریض ہے اسکی مرض انتہائی حد تک پہنچ چکی ہے۔ اور لُطف یہ کہ معالج بھی موجود ہے مگر دُنیا کو یہی کہے جا رہے ہیں کہ ابھی معالج آیا ہی نہیں۔ کیونکہ اس نے ابھی لاکھوں سال کے بعد آنا ہے۔

مندرجہ بالا ہندو اخبارات کے اقتباس نقل کرتے ہوئے ہم نے زمانہ کی دُردشا اور بُری حالت کا بہت کچھ حال لکھدیا ہے۔

ہندو معززین کی رائیں کہ ایشوری اوتار اسی زمانہ میں آنا چاہیئے

اب ہم بعض ایسے ہندو اصحاب کی تحریریں نقل کرنا چاہتے ہیں جو نہ صرف زمانۂ موجودہ کے بگاڑ ہی کی تصدیق کرتے ہیں بلکہ اس امر کے بھی اقبالی ہیں کہ دنیا کی موجودہ حالت واقعی ایشوری اوتار کے آنے کا تقاضا کر رہی ہے۔ اور یقیناً یہی وقت ہے جبکہ گیتا میں کیا گیا وعدہ پورا کیا جائے۔ سب سے پہلے ہم اخبار تیج دہلی سے ایک مضمون نقل کرتے ہیں۔ جو "بھگوان کرشن آؤ" کے زیر عنوان ۱۹۳۰ء میں شائع ہُوا تھا۔ اس کے بعد اور بھی نقل ہونگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار تیج دہلی کا مضمون

کہ زمانہ کی حالت تباہ ہو چکی۔ اب کسی اوتار کا آنا ضروری ہے۔

"بھگوان کرشن آؤ"

"ہندوستان کو سری کرشن کی بہت بڑی ضرورت ہے"

"جب کبھی دنیا میں اخلاق زوال پر ہوتا ہے۔ سوسائٹی کی حالت گرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ آدمی میں اچھے بُرے کی تمیز جاتی رہتی ہے۔ نظام عالم معرض خطر میں دکھلائی دیتا ہے۔ لوگ مذہب میں اچھائی کو پسند نہیں کرتے۔ اور بُرائی کی طرف توجہ مائل ہوتی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں کہا جائے۔ دھرم اور ادھرم میں تشخیص نہیں رہتی۔ جب رعایا حکومت کو ماں باپ سمجھنا بند کر دیتی ہے۔ اور حکومت رعایا کو اولاد نہیں سمجھتی جب ظلم نہ صرف شروع ہو جاتا ہے۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں طور پر ظہور میں آنے لگتا ہے۔ تو دنیا میں کوئی ایسی بڑی شخصیت نازل ہوتی ہے۔ جو سوشل نظام کو خطرے سے بچاتی ہے۔ اور ناپاک ہستیوں کو برباد کر کے دنیا میں ایسے اصول کا اجراء کرتی ہے۔ جسکی پابندی سے ادھرم قطعاً نابود ہو جاتا ہے۔ اور لوک دھرم (بے دینی) قطعاً نابود ہو جاتا ہے۔ اور لوگ دھرم کی پابندی کرنے لگتے ہیں چنانچہ متھرا میں جب ظلموں کی انتہا ہو گئی۔ اور حکومت وقت قطعاً مفلوج ہو گئی۔ اور کنس کے ظلم سے بیزار تھی۔ جب برج کے خطوں میں شرم و حیا دُور ہو گئی اور ناپاکیزگی۔ کیرکٹر کا جزو اعظم بن گئی۔ اور ایسا وقت آنے والا تھا کہ سوسائٹی اور جلسوں میں برہنہ عورتوں کو لانا یا ان کی عصمت پر حملہ کرنا قابل اعتراض نہ تھا۔ جب کنس۔ ششپال۔ کیچک سے لوگ پیدا ہو گئے۔ اور حق تلفی ایک عام بات ہو گئی۔ اور غاصبانہ طور پر مکاری و دھوکہ بازی سے تخت چھینے جانے لگے تو بھگوان کرشن کو جنم لینا پڑا اور جنم لیکر ان کو دنیا میں نہ صرف اصلاح کرنی پڑی اور بے غرضی کی ایک مثال دکھانی پڑی۔ بلکہ خود بھی وعدہ کیا کہ آئندہ جب کبھی دھرم میں زوال ہوگا۔ مَیں خود آؤنگا۔ اور جنم لیکر سنسار (دُنیا) کو ناپاکیزگی سے مبرّا کر دونگا۔ اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے۔ تو شائد اب بھگوان کرشن کے جنم کی مہابھارت کے زمانہ سے اب بھی زیادہ ضرورت ہے دُنیا سے شرم اُٹھتی جاتی ہے۔ یورپین ممالک تو ایک طرف مشرقی خطہ جات میں بھی حیا بالائے طاق رکھدی گئی ہے لنڈن۔ پیرس۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ سنگاپور کے بعض مقامات بے شرمی کی انتہائی حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ خود غرضی۔ بد دیانتی۔ حکمت عملی کہلائی جاتی ہے۔ اگر دھوکہ بازی سے کوئی کامیاب ہو گیا تو وہ مستحق داد ہوتا ہے۔ چھوٹی قوموں کو ستانا۔ ان کے حقوق کو مارنا۔ ان جا بیجا طریقہ سے لُوٹنا، ان کو بھوک سے مار ڈالنا۔ ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے۔ اگر ہندوستان کو ہی دیکھا جائے تو حالت زار ہے۔ نہ پیسہ۔ نہ روٹی۔ نہ کپڑا۔ نہ عزت۔ نہ آبرو۔ دنیا میں ہندوستانی جہاں جاتا ہے۔ غلام کہلاتا ہے۔ اب تک عورتوں کی عزت کرنا ایک مناسب طرز عمل سمجھا جاتا تھا۔ ان کو لاٹھیوں سے مارنا۔ تذلیل کرنا اب مہابھارت کے بعد دروپدی کے واقعہ کی یاد دلاتا ہے۔ لکھنؤ۔ بمبئی و دیگر مقامات اس امر کی زندہ مثالیں ہیں۔ گذشتہ ایک ہزار برس سے جو ہندوستان میں آفتیں نازل ہوئی ہیں ان کی مثال دُنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن بیسویں صدی میں سوشل زوال اور پولیٹیکل گراوٹ انتہائی حالت کو پہنچ گیا۔ اگر بھگوت گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچّا ہے تو اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے اس لئے بھگوان کرشن آؤ۔ جنم لو۔ دُنیا سے ناپاکی دُور کرو۔ دھرم پھیلاؤ۔ مستحق کو اسکے استحقاق دو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غصّابوں سے دُنیا کو پاک کرو۔ اور یہ وعدہ پورا کرو۔ سہ

چوں بُنیادِ دین سُست گردد بسے ❊ نمایم خود را بشکلے کسے"

اخبار تیج دہلی ۱۸۔ اگست ۱۹۳۰ء منقول از الامان دہلی ۲۲ اگست ۱۹۳۰ء)

اب وہ لوگ جو بھرے بھالے لوگوں کو یہ کہکر زمانۂ موجودہ کے اوتار سے دُور دُور رکھنا چاہتے ہیں۔ مندرجہ بالا مضمون کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔ کیا اس کے پڑھنے سے زمانہ کی ردّی حالت، اور پھر اسکی اصلاح کے لیئے کسی اوتار کے آنیکی حقیقی خواہش اور ضرورت کا اظہار نہیں ہوتا؟ جب آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ دھرم کی گلانی ہو گئی۔ جب دل بول اُٹھے کہ حالت موجودہ کے بدلنے کا وقت آگیا۔ اور یہی زمانہ ایشوری اوتار کے آنے کیلئے مقدّر تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس نعمت سے محرومی اختیار کی جائے جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کھا کر نازل کی؟

ڈاکٹر ستیہ پال کا موجودہ حالت پر ماتم اور کرشن اوتار کے آنیکی ضرورت پر زور

"اسوقت ماتری بھومی (مادر وطن) کی حالت سخت ناگفتہ بہ ہے۔ دُنیا کا کونسا دُکھ ہے جو ہمارے نصیبوں میں نہیں ہے۔ نہ کھانے کو اناج۔ نہ پینے کو دُودھ۔ نہ پہننے کو کپڑا۔ نہ سر پر سائیہ۔ نہ کھڑے ہونے کیلئے زمین۔ سرگردان ہیں۔ مُلک ہمارا ہے یہ کہنا بھی جُرم ہے۔ ایسی گُستاخی پر تو زبان کٹتی ہے۔ نہ بہنوں کو سُکھ ہے۔ نہ بھائیوں کو۔ پاپ زور افزوں ہے۔ دھرم مُنہ لپیٹے ایک گوشہ میں پڑا ہے۔ دھرم کے نام پر تجارت زوروں پر ہے۔ سندیں اور گدّیاں تو دھڑا دھڑ بن رہی لیکن صد حیف کہ دھرم کی کوئی پُوچھ نہیں۔ ہمارے نصیبوں میں نہ معلوم کیوں دُنیا کی ٹھوکریں لکھی ہیں ❊

بھارت بھومی کے اُدّھارک (نجات دہندہ) کرشن نہ معلوم اسوقت کہاں ہیں۔ نظر سے نہاں ہیں۔ کہیں پنہاں ہیں۔ شاید وہ دیکھ نہیں رہے کہ ہم پر کیا بیت رہی ہے۔ وہ تو دریودھن کے مظالم سے گھبرا گئے تھے۔ اور یہاں تو پرمیشور ہی حافظ ہے۔ کہہ نہیں سکتا کہ اب اُنہیں ترس کیوں نہیں آتا۔ تب وہ کیوں اپنے روپ میں پرگٹ (ظاہر) نہیں ہوتے۔ وہ کیوں ہماری مشکلات کے حل کیلئے درشن نہیں دیتے"۔ (پرتاپ کا کرشن نمبر ۱۱۔ اگست ۱۹۲۵ء صفحہ ا)

پھر یہی صاحب اخبار تیج کے کرشن نمبر میں شری کرشن کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

ایضاً "ہے بھگوان! آپ دیکھ ہی رہے ہونگے کہ آپ کی بھارت بھومی کی کیا حالت ہے۔ جس سرزمین پر آپ کے پاک قدم پڑ چکے ہیں۔ اسکی آج کیا گت بن رہی ہے۔ جن گئوؤں کے ساتھ آپ کو اتنا پریم تھا کہ آپنے خود کو گئو پال کہلایا آج کس بے دردی کے ساتھ ان کے گلے پر چھُری پھر رہی ہے۔ دروپدی کے چیر ہرن (بدن کا کپڑا اُتارنے) پر آپنے اسے نگن (ننگا) ہونے سے بچا لیا لیکن آج ان کی پتریوں کے گھونگھٹ اُٹھا اُٹھا کر ان کے مُنہ پر تھوکا جاتا ہے اُنہیں بے آبرو کیا جاتا ہے۔ جس بھومی کی یہ حالت تھی کہ یہاں کوئی بھوکا نہ رہتا تھا۔ وہاں آج آدھے سے زیادہ صبر کے لقموں سے اور آنسوؤں کے پانی سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ جس بھومی کی یہ حالت تھی کہ یہاں دُودھ پانی سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی زیادہ افراط سے نصیب ہوتا تھا وہاں آج دوسرے ممالک سے آکر بکتا ہے۔ گھی بھی غیر ممالک اب بھیجنے لگ گئے ہیں۔ دہم میں اب) علم نہیں۔ عقل نہیں۔ دولت نہیں۔ حشمت نہیں۔ شاستر نہیں۔ وید نہیں۔ گیان نہیں۔ دھیان نہیں۔ کرم نہیں۔ دھرم نہیں۔ شرم نہیں۔ آبرو نہیں۔ عزت نہیں۔ سچ پوچھو تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ پھر کیا آپ کی یہ مرضی ہے کہ یہ قوم اب صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ اونہیں۔ جس قوم میں آپ درشن دے چکے ہیں جس سرزمین پر آپ جلوہ افروز ہو چکے ہیں۔ وہ بھلا کیونکر گم ہو سکتی ہے۔ پھر اب کیا ارادے ہیں۔ کب تک یہ حالت رہیگی۔ کب تک یہ صورت رہیگی۔ کب تک یہ آزردگی۔ کب تک یہ بے توجہگی۔ کب تک یہ لاپرواہی"۔ (تیج دہلی ۲۹ اگست ۱۹۳۶ء صفحہ ۲)

لالہ گنپت رائے ایڈیٹر پرتاپ کی پکار کہ "بھگوان آؤ"

"بھگوان آؤ"

"کب تک بھگوان! کب تک!! آریہ جاتی آپ کے انتظار میں رہیگی؟ ارجن! دیر ارجن لیکن مہا بھارت کے سمے (وقت) اپنے بندھوؤں (رشتہ داروں) کو دیکھ کر مستعمل (ہراساں) ہوئے ہوئے ارجن کو اپنے کرتویہ کے پالن پر اُتساہت کرتے ہوئے (فرض منصبی کے لئے اُبھارتے ہوئے) بھگون آپ نے کہا تھا:۔

"ہے ارجن! جب جب دھرم کی گلانی ہوتی ہے اور ادھرم ترقی کرتا ہے۔ مَیں پاپیوں کے ناش اور دھرماتماؤں کی رکھشا (حفاظت) کرتے ہوئے دھرم کے پُنہ ستھاپن (دوبارہ قائم کرنے) کیلئے پھر جنم لیتا ہوں"۔

ہے یوگی راج! کیا اپنے اس اقرار کو پورا نہ کرو گے؟ آریہ جاتی کے شرومنی (سرتاج) یہ جاتی رام کی نام لیوا ہے۔ آپ کے نام کی مالا جپتی ہے.... اس لئے آؤ درشن دو..... مدن موہن آؤ۔ آریہ جاتی کے آنکھوں کے تارے آؤ۔ ایک بار تو اس کاٹر (بزدل) اور مُردہ جاتی کو اَمَر تو (لافانی ہونے) کا اُپدیش سُنا کر زندہ کر جاؤ۔ مُرلی منوہر آؤ۔ دیر سے تمھاری باٹ (راہ) دیکھ رہے ہیں۔ آؤ اور اپنی مُرلی کی سُوَر (سُر) سے ایک بار تو اس جاتی کو سنگھٹت (منظم) کر جاؤ۔ دینا نبدھو (غریبوں کے دوست) سُنو گے یا نہیں؟" (پرتاپ کا کرشن نمبر ۲۰ اگست ۱۹۳۶ء صفحہ ۷)

بابو شیورام زخمی جرنلسٹ کی آہ و بکا اور ایشوری اوتار کے لئے پکار

"بھگوان کرشن کی یوم ولادت کے مقدس دن ہم گیتا گائیک بھگوان سے پرارتھنا کریں۔ کہ آج یہ ہندوستان کے رہنے والے ہندو اپنے فرائض بھول چکے ہیں۔ دھرم کو فراموش کر چکے ہیں۔ اس لئے آپ ایک بار پھر اس بدنصیب ملک میں پدھاریں (تشریف لائیں) اور اپنی لیلا بھومی کی دردناک حالت پر غور کرتے ہوئے اسے بچانے کی سعی کریں۔

بھگوان! پرانے ناطہ سے ہی ایک بار پھر آ جیئے۔ آج یہاں دودھ گھی تو ہے نہیں جو آپ کی بھینٹ (نذر) کریں، اب تو صرف آپ کے چرن کملوں (مبارک قدموں) میں پرارتھنا (التجا) ہی کرنی ہے۔ اس لئے بھگون اپنے اناتھ (لاوارث) بچوں کی پکار سُن کر آ جیئے۔ جنم اشٹمی آگئی۔ اور تم نہ آئے"۔ (سُدرشن چکر کا کرشن نمبر ۲۹ اگست ۱۹۳۶ء صفحہ ۲۵)

لالہ چھبیلداس صاحب بی اے آنرز کے نزدیک بھی کرشن جی کی ضرورت ہے آج بھی۔

"کیا آج کنس جیسے ادھرمی اور دھرم کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وچار سے عاری۔ پاپی۔ ظالم اور اتیاچاریوں (ستم شعاروں) کی کمی ہے۔ کیا دریودھن جیسے ضدی۔ ہٹھی اور بغیر لڑائی دنگہ اور خون خرابی کے ٹس سے مس نہ ہونیوالے اور رعایا کے جائز حقوق کو عرصہ دراز سے غصب کر رکھنے والے اشخاص ہندوستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں نہیں ہیں۔ ان سب کو زبردست سبق سکھانے والے کرشن جی کی ضرورت آج بھی ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ وہ جنم اشٹمی بھی آج دوالیہ بن گئی ہے۔ کنس دریودھن۔ جراسندھ۔ ششوپال وغیرہ ظالموں کی موجودگی میں بھی آج کرشن پیدا نہیں کر سکتی" (سدرشن لاہور کا کرشن نمبر ۱۹ اگست ۱۹۲۸ء صہ ۱۳)

ہمارے نزدیک قابل رحم دونو ہیں۔ وہ بھی جو رو رو اور بلک بلک کر یہ کہہ رہے ہیں کہ کرشن اوتار کی اسی وقت ضرورت ہے، اور وہ درشن نہیں دیتے۔ کیونکہ یہ ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ مقصود حقیقی تو آ بھی گیا۔ اور وہ لوگ بھی قابل رحم حالت میں ہیں جو یہ معلوم کر لینے پر بھی کہ خدا نے دنیا پر ترس کھا کر اپنا اوتار بھیجدیا۔ مگر پھر بھی کہے جاتے ہیں کہ ابھی تو اس کے آنے میں لاکھوں سال باقی ہیں +

ہم نہیں سمجھتے کہ جب موجودہ حالت کو دیکھ دیکھ کر آنکھیں اشکبار ہوں، دل پھٹے جاتے ہوں، سینے چاک ہو رہے ہوں، جسم کانپ رہے ہوں، اور کلیجہ منہ کو آرہا ہو، اور زبان پر یہی فریاد ہو، بھگوان آؤ اور ہماری ڈوبتی نیّا کو پار لگاؤ! مگر پھر بھی کہا جائے کہ ابھی ناخدا کی ضرورت نہیں۔ ابھی معالج کے آنیکا وقت نہیں +

ہربنش چند صاحب حیدر آباد دکن کی کرشن اوتار کے لئے بیکلی۔

"پیارے کرشن! حیرت اور بسا حیرت!! تمھارے مقدس قدموں کی خاکِ پاک کو سُرمۂ چشم بنانے والے آج سیلِ حوادث کا شکار ہیں۔ اور تم خاموش ہو اے پیکرِ حیات! ہماری حیاتِ اجتماعیہ منتشر ہے۔ آج ہم نگوں بخت۔ ذلت و خود غرضی کی دلدل میں مصروفِ کشمکش ہیں۔ اے تاجدارِ روحانیت! آؤ ہمیں جلائل عرفان کے رموز سمجھاؤ۔ بھگون! آج ہمیں تمھارا۔ اُپدیش یاد نہیں۔ آہ وہ جلوہ گاہِ ناز کیوں سنسان ہے؟ ہائے! اب ہمارے لئے مصافِ ہستی کیوں اجڑ گیا؟

اے بانسری کی صدا۔ ایک بار پھر۔ صرف ایک بار سنائی دے۔ اے برقِ جفا سوز چمک۔ صرف ایک بار چمک" (پرتاپ کا کرشن نمبر ۱۱ اگست ۱۹۲۵ء صہ ۶)

سری کرشن جی کو مخاطب کرتے ہوئے ایڈیٹر سدرشن لکھتے ہیں کہ:۔

ایڈیٹر سدرشن چکر راولپنڈی کے نزدیک دنیا کی ابتر حالت اور اصلاح کے لئے اوتار کی ضرورت

"سچے پتا! آج دھرم کی اس سے بھی ابتر حالت ہے۔ جس کو اٹھانے کیلئے آپکو اوتار دھارن کرنا پڑا۔ ظالم اپنی طاقت۔ اپنی تنظیم کے بل بوتے پر آپ کے پیارے دھرم کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح ہو۔ دھوکہ مکر اور سینہ زوری کے ساتھ آپکے پتر دل کو دھرم سے پتت کر دیں (گرا دیں) اس لئے پتا! اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ خود تشریف لاویں" (سدرشن چکر راولپنڈی ۱۱ اگست ۱۹۲۵ء صہ ۲)

پھر اسی اخبار میں لکھا گیا ہے کہ:۔

51

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"آہ گوپال! ہمارے لئے نہ سہی پران بے زبانوں کی آہ بھی آپ نہیں سُنتے۔ شائد بھارت سے اب آپکو پریم نہیں ہے۔ اگر یہی بے اعتنائی تھی تو پھر کہا کیوں تھا "یدا یدا ہی دھرمسیہ"، کہ جب جب دھرم کا ناش ہوگا میں آؤں گا۔ یہ وعدہ خلافی تیری شان کے خلاف ہے۔ ہزاروں برس سے ہم راہ دیکھ رہے ہیں۔ ہر سال تیرا جنم دن مناتے ہیں۔ اور اسی اُمید میں ہر سال لاکھوں دبار) دُعائیں کرتے ہیں پھر کیا ہم مایوس ہی رہینگے۔ نہیں ہم نراشا (نا امیدی) ندی میں تیرنا نہیں جانتے۔ تُو نے ہی سبق سکھا دیا تھا پس اے کرشن اب کے تو درشن دے جا۔"

(سُدرشن چکّر راولپنڈی ۱۱ اگست سنہ ۱۹۲۵ء صک)

لالہ اتم چند صاحب کا اظہار حیرت نارائن شیون اور کرشن اوتار کو بُلانے کی التجا

"پربھو! آپکو خوشی اور ماتم سے کیا سروکار تم نے تو اپنے بھگتوں کی فریاد کو سننا ہے۔ اور پرتھوی کا اُدھار کرنا (دُنیا کو نجات دلانا) ہے۔ پربھو کچھ عجب حیرانگی ہے کہ اُسوقت تو ایک کنس تھا۔ مگر آج لاکھوں کنس موجود ہیں جو استری جاتی پر اتیاچار (ظلم) کر رہے ہیں۔ پربھو! تمھاری موجودگی میں تو ایک دروپدی کی نرادری (بے عزّتی) ہوئی تھی۔ مگر آج لاکھوں دروپدیاں ننگن (ننگی) ہو رہی ہیں۔ (اُسوقت) ایک دریودھن تھا جس سے دھرم نشٹ ہو رہا تھا۔ آج لاکھوں دریودھن پیدا ہو گئے ہیں جو دھرم کو نشٹ کر رہے ہیں۔ پربھو چاروں طرف ہاہا کار مچی ہوئی ہے۔ مگر تیرے دربار میں شنوائی نہیں۔ آخر اس کا کوئی کارن (باعث)؟ .... ہماری بُدھی (عقل) بھرشٹ ہو چکی ہے۔ ہمارے درمیان لاکھوں غدّار پیدا ہو چکے ہیں جو شکم پروری کی خاطر دھرم کو کُچل رہے ہیں۔ پربھو! (یہ) درست ہے کہ پرتھوی (زمین) بھگتوں (عابدوں) سے خالی ہے..... ہماری پاپوں کی کشتی پوری پُر ہو چکی ہے۔ اس کا بچنا دُشوار ہے۔ دینديال (رحم مجسم) رحم! رحم! تیرے در کے سوالی ہیں۔ پربھو! اپنی گودی میں لیلو۔ اور اس اتیاچار (ظلم) کا ناش کر کے بھارت ماتا کے ہردے (دل) کو شانت (مطمئن) کرو۔ پربھو! دن گذرے۔ ماہ گذرے۔ صدیاں گذریں۔ ہزاروں برس گذرے پربھو یہ تیری دیالتا (نوازش) ہے۔ کہ اس قدر پاپوں کی موجودگی میں بھی آج تک زندہ ہیں۔ تُو نے وقتاً فوقتاً ہماری سہائتا (مدد) کی۔ مگر پربھو! اب وقت دشوار ہو چکا ہے۔ اور جبتک تیری وُہی مُرلی۔ وُہی پریم۔ وُہی سُدرشن چکّر۔ وُہی گیتا کا اُپدیش نہ ہو۔ بھارت بھومی کا کلیان نہیں ہے۔ پربھو! آؤ۔ درشن دکھلاؤ۔ اور اپنی پیاری گئوؤں کو ظالم کی تلوار سے بچالو۔ اور بھارت بھومی کا کلیان کرو۔" (سُدرشن چکّر راولپنڈی ۵ کارتک سمت ۱۹۸۲ بکرمی صک)

یہی نہیں اور بھی بہت سے اقتباس ہندو اخباروں اور رسالوں سے نقل کیئے جا سکتے ہیں جن میں زمانہ حال کی دُردشا، اور ابتر حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور رو رو کر ایشور سے یہی پرارتھنا کی گئی ہے۔ کہ وہ اس مشکل کے وقت اپنا اوتار بھیجے۔ اور دُنیا کی حالت سنوارے۔ کیونکہ سابقہ وعدے اسی وقت کیلئے تھے۔ مگر ہمارے خیال میں یہ جاننے کیلئے کہ اسوقت دُنیا ظھر الفساد فی البرّ والبحر کی مصداق ہو کر گراوٹ کی انتہائی منزلیں طے کر چکی ہے۔ اور اسی لئے انسانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دل خود بخود بول اُٹھتے ہیں کہ اسوقت ایشوری امداد کی اشد ترین ضرورت ہے۔ کیونکہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں ایشوری اوتار کے آنے کا وعدہ کیا گیا تھا اور یہی اس کے آنے کیلئے موزوں اور مناسب بھی ہے۔ مندرجہ بالا چند اقتباس بھی کافی ہیں کیونکہ انہی سے حقیقت حال بخوبی منکشف ہو رہی ہے ٭

ہندو شاعروں کے نزدیک بھی یہی بگڑا ہوا زمانہ اوتار کے آنیکا محتاج ہے

مگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ ذیل میں چند مشہور ہندو شاعروں کی وہ نظمیں بھی درج کر دیں جن میں کہ زمانۂ موجودہ کی خرابی۔ بربادی اور گراوٹ کا نقشہ کھینچتے ہوئے۔ ایشور سے اوتار بھیجنے کی منتیں، خوشامدیں، اور التجائیں کی گئی ہیں۔ اور اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ جب اسی زمانہ میں اوتار بھیجنے کا وعدہ کیا گیا تھا تو وہ کیوں پورا نہیں کیا جاتا۔ ہمیں اُمید ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار جو رقت۔ درد۔ سوز اور گداز میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ پوری توجہ اور غور سے پڑھے جائینگے۔ تاکہ یہ امر اور بھی اچھی طرح عیاں ہو جائے کہ ایشوری اوتار کے آنیکا یہی وقت ہے نہ کہ لاکھوں سال بعد۔

آ! کہ تیرے ہجر میں اب زندگانی شاق ہے

(از پنڈت راج نرائن صاحب ارمان دہلوی)

تُو جب آیا تھا۔ تلاطم خیزیاں تھیں ہر طرف
کُرۂ عالم پہ حشر انگیزیاں تھیں ہر طرف
کر دیا تُو نے حسک نام و نشاں بیداد کا
زعم باطل ہو گیا تھا ہر ستم ایجاد کا
پھر زمانہ ہو گیا ہے کار پرداز ستم
چار سُو سے آ رہی ہے ایک آوازِ ستم
دھرم تیرا آج کل مہبطِ آلام ہے
مُنکروں کو پھر دلآزاری سے ہر دم کام ہے
انتظارِ دید میں پھر دیدۂ مشتاق ہے
آ! کہ تیرے ہجر میں اب زندگانی شاق ہے
کِشتِ اُمید طرب تاراج ہے برباد ہے
ہند کی یہ انتہائی حالتِ اُفتاد ہے
آ! بُلاتی ہے تجھے بربادیٔ ہندوستاں
آ! کہ ہوگی تجھ سے ہی آزادیٔ ہندوستاں

(پرتاپ کا کرشن نمبر ۲۸ اگست ۱۹۲۹ء صفحہ ۹۲)

آئی کرشن اشٹمی اے کرشن آئیے

(لالہ رونق رام صاحب شاد)

آئی کرشن اشٹمی۔ اے کرشن آئیے
اپنی سُریلی بانسری کی دُھن سُنائیے
بھارت سے نام مٹ چلا ہے پریم اور پیار کا
پریم اور پیار کا سبق آکر پڑھائیے
سدّھرم کی گلانی ہے اب حد سے بڑھ گئی
پھر اس کی ستھاپنا کرنے کو آئیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھارت تو اسی کنس کے بھائی سے بہت
چھوٹی ہوئی ہے آریہ جاتی کی نبض اب
جاتی ہماری کھاتی ہے پد۔ پد پہ ٹھوکریں
سر چڑھ رہا ہے دیش کے ششوپال پاپ کا
رہ رہ کے یاد شاد کو آتی ہے آپ کی

ان کے سُدھار کا کوئی سادھن بتائیے
پھر مُنہ میں اس کے گیتا کا امرت چوائیے
جیون کی نیتی آن کے اس کو بتائیے
چکر گھما کے اپنا۔ سر اِس کا اُڑا ائیے
اپنے سمے کا پھر اسے بھارت دکھائیے

[illegible]

(پرتاپ ۱۱ اگست سنہ ۱۹۲۵ء صفحہ ۵)

بنسری والے آجا

بنسری والے مدھر بنسی بجاتا آجا
سخت مشکل میں گرفتار ہیں بھارت والے
لاج رکھی تھی دروپدی کی سبھا میں تُو نے
گھور کلجگ کو ستیو جگ سے پلٹ دے بھگون

دِل کو جو موہ لے وہ راگنی گاتا آجا
قوم کی بگڑی کو اے کرشن بناتا آجا
لاج بھارت کی بھی رکھ چیر بڑھاتا آجا
گلشن ہند کو گلزار بناتا آجا

(پرتاپ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۸ء صفحہ ۷)

پنجابی نظم

آجا! شام بہاری!! آجا!!!

(لالہ دھنی رام چاترک امرتسر)

(۱)

مور مکٹ اور کالی کملی ٭ سادی صورت بھولی بھالی
ہسدے ہونٹھ نگہ متوالی ٭ مکھ مُرلی دھر تان سُنا جا

آجا شام بہاری آجا
برجموہن گردھاری آجا

(۲)

پریم نغیچی دل دی لائی ٭ چُن چُن کلیاں سیج وِچھائی
راہ وِچ کھلیاں نیجھ لگائی ٭ آن کے اُجڑے لیکھ وسا جا

آجا شام بہاری آجا
برجموہن گردھاری آجا

(۳)

شام! گھٹاں لائیاں گنھگھوراں ٭ باغ اُٹھائے سرتے موراں
ہُن تے شاماں تیریاں لوڑاں ٭ جھوٹا دیکے پینگ چڑھا جا

آجا شام بہاری آجا
برجموہن گردھاری آجا

(۴)

برِج منڈل وِچ چھائی اُداسی ٭ سُنجے دِس دے گام چوراسی
دُکھیارے سب گوکل واسی ٭ بجھے دلاں وِچ جوت جگا جا

آجا شام بہاری آجا
برجموہن گردھاری آجا

(پرتاپ کا کرشن نمبر ۲۸ اگست سنہ ۱۹۲۹ء صفحہ ۸۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندی نظم

گھنشیام آج آؤ

(ساہتیہ رتن اِیش دت پانڈے شرِیش)

بھارت پکارتا ہے۔ گھنشیام آج آؤ بِگڑی دَشا بنانے گھنشیام آج آؤ
نج دیش بھاؤ بھوشا تج دیش گِر رہا ہے پھر سے اسے اُٹھانے گھنشیام آج آؤ
رِشی گیانیوں کا چِت بھی جس نے چُرا لیا ہے مُرلی کا وِشو موہی وہ سُور سُنانے آؤ
جھنڈا نہ دھرم کا کب گِر جائے پڑ رہتے ہے (قیامت) سب کام چھوڑ بھگون! اس کو اُٹھانے آؤ
اتی کلانت ہو گیا۔ بھارت انت دُکھ سے سُکھ شانتی کے ٹھکانے گھنشیام آج آؤ
مریاد رِشس دھرا کی اب شریش مٹ رہی ہے کرنے دیا۔ دیالو! گھنشیام آج آؤ
کرُونیش! دیش کی ہم کیا دُردشا سُنائیں دھن دھام لُٹ رہا ہے گھنشیام آج آؤ

(براہمن سروسو اٹاوہ جلد نمبر ۲۹ نمبر ۴ صفحہ ۱۹۹)

آ - آ - کہ وقت ہے یہی صورت دکھا ہمیں

(از جنابِ تصوّر ڈراماٹسٹ لُدھیانوی)

آ - آ دکھا جمال یشودھا کے نونہال دل کی لگی بُجھانے کو گھونگٹ سے رُخ نکال
بھارت کے آسماں پہ چمک بن کے تُو ہلال اَوجِ فلک سے بڑھ گیا ہے کیا، تیرا کمال

خواہش ہے تیرے دید کی ہر جاں نثار کو
اور ہے تلاش تیری دلِ بے قرار کو

سُن التجا ہماری اے غم خوار بیکساں پھرتے ہیں تیرے بندے بھٹکتے۔ کہاں کہاں
ہر چشم اشکبار ہے ہر لب پہ ہے فغاں جَور و ستم کا سِکّہ ہے ہر چار سُو رواں

آ - آ - کہ وقت ہے یہی صورت دکھا ہمیں
آ - آ - کہ قیدِ غم سے تُو کر دے رہا ہمیں

بس انتظار اب نہ اے موہن دکھائیے تیرا ہی واسطہ۔ تجھے دیتا ہوں آ سیئے
ہیں غم رسیدہ سینے سے اپنے لگائیے بگڑی ہوئی ہماری ہے حالت بنائیے

مُدّت ہوئی ہے دیدۂ دِل وا کیئے ہوئے
اور اِک فقط تمھاری تمنّا لئے ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے کرشن۔ آ بامِ رفعت پر چڑھا دے ہند کو

(لالہ رام رکھا مل صاحب برقؔ)

نیم بسمل ہیں تڑپتے۔ اور ہُوا حالِ دِگر — دانے دانے کو ترستے ہیں ترے نورِ نظر
بانسری والے ذرا آ جلد اس کی لے خبر — بوستانِ ہند پھر وقفِ خزاں ہے سر بسر

اے کرشن آتا نہیں کوئی سبب اس کا نظر

نغمۂ توحید پھر آ کر سُنا دے ہند کو — پست ہے یہ اوج کی صورت دکھا دے ہند کو
گر رہا ہے قعرِ ذلت میں۔ اُٹھا دے ہند کو — رو کش باغ جناں پھر سے بنا دے ہند کو

اے کرشن آ بامِ رفعت پر چڑھا دے ہند کو

ڈھونڈتے ہیں ہند کے دن رات تجھ کو مرد و زن — پھر ترستے ہیں تیرے دیدار کو اہلِ وطن
پھر مئے عرفاں پلا دے۔ ساقیٔ بزمِ کہن — خون دل سے سینچ دیں تا بادہ کش اُجڑا چمن

برقؔ دل میں ہندوؤں کے پھر لگا ایسی لگن

(پرتاپ کا کرشن نمبر ۱۱ر اگست ۱۹۲۵ء صفحہ ۳۲)

تیرا اقرار ہے آنے کا۔ پیارے آجا!

(ماسٹر پردیسی جیوڑا وید راولپنڈی)

برج کے باشی تو اے کرشن دُلارے آجا — بحرِ فرقت میں بھٹکتے ہیں پیارے آجا
مثل ماہی کے تڑپتا ہوں تپِ ہجراں میں — داروئے وصل کا دے جام پیارے آجا
ماسوا تیرے کوئی اپنا سہارا ہی نہیں — جان جاتی ہے چلی۔ جاں کے سہارے آجا
راستہ سیدھا ہمیں شام بتا دے آ کر — راہ بھولے ہیں۔ ہوئے پھرتے ہیں مارے آجا
پھر سے گیتا کا ہمیں مست بنا دے بھگوان — پھر سے سوتوں کو جگانے کو دُلارے آجا
جبکہ ہو دھرم کی ہانی و بڑھے پاپ کا زور — تیرا اقرار ہے آنے کا پیارے آجا

(سُدرشن چکر راولپنڈی ۲۰ر اپریل ۱۹۲۵ء صفحہ ۳)

او وقت ہے امداد کا

(شری یُت پریتم جی مہاراج احمد آبادی)

وہ قول جو رن میں دیا — اب وقت ہے اس کو نبھا — فریاد ہے فریاد ہے — آ ساعت امداد ہے
ہم سے ہے گر کوئی گِلا — بہرِ کرم اُس کو بھلا — اُفتاد پر اُفتاد ہے — بیداد پر بیداد ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں خبر دی جا چکی تھی، جن کے متعلق انجیل اعلان کر چکی تھی - اخبار و احادیث نبوی خوشخبری سُنا چکے تھے۔ ہاں یہ آپؑ ہی تھے جن کا بٹالہ کے پرگنہ (تحصیل) میں پرگٹ ہونا سکھ مذہب کے مقدس گرنتھوں میں بتلایا جا چکا تھا۔ اور یقیناً یقیناً یہ آپؑ ہی کا وجود باجود تھا جو شریمد بھگوت گیتا کے اس اعلان کے ماتحت ایشور کی طرف سے دُنیا کی ہدایت و رہنمائی کیلئے مبعوث ہُوا۔ کہ :-

یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانِر بھوَتی بھارت

ابھیُتھانم دھرمسیہ تدآتمانم سرجامی ہم

بس آپ ہی مسیحؑ تھے۔ آپؑ ہی میسیا تھے۔ آپ ہی مہدیؑ - اور کرشنؑ اوتار تھے۔

حضرت کرشن قادیانی ؑ سبھی قوموں کیلئے آئے

اور خدا نے آپؑ ہی کو ہندوؤں۔ عیسائیوں۔ یہودیوں، مسلمانوں اور دیگر فرقوں اور جماعتوں کی ہدایت و رہبری کے لئے مامور فرمایا تھا ٭

اور آپؑ کو وہ نور، وہ روشنی، وہ طاقت، اور وہ قوّت بخشی۔ کہ جس کی مدد سے آپ نے غافل اور مدہوش دُنیا کو جھنجوڑا اور خداوندی ارشاد کے ماتحت اسے ہدایت کی طرف بلایا، اس کے خالق اور مالک کے احکام سُنائے، اور وہ نشان دکھلائے جو خدا نے آپؑ کی صداقت و حقانیت کے اثبات میں ظاہر فرمائے تھے، وہ کلام شائع کیا جو خدا تعالیٰ نے آپؑ پر نازل کیا تھا وہ غیب کی باتیں بتلائیں جن کا علم خدا نے قبل از وقت آپؑ کو دیا تھا۔ اور پھر اس مذہب کی دعوت دی جو بھولی بھٹکی دُنیا کو صحیح معنوں میں شادکام اور فائز المرام بنا سکتا ہے۔ اور آپؑ کی یہ دعوت اور پیغام مسلمانوں ہی کیلئے نہ تھا بلکہ عیسائیوں کیلئے بھی تھا۔ سکھوں کیلئے بھی تھا، بدھوں کیلئے بھی تھا اور ہندوؤں کیلئے بھی تھا، کیونکہ آپؑ عالمگیر مشن لیکر آئے تھے اور آپؑ کے مخاطب دُنیائے جہان کے تمام فرقے اور گروہ تھے۔ اگر آپؑ نے مسلمانوں کو انہی کے مسلمات کی رُو سے سمجھایا کہ مَیں ہی وہ مہدی معہود ہوں جس کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ اگر آپؑ نے عیسائیوں کو انہی کی کتابوں کے حوالوں سے بتلایا کہ مَیں ہی وہ مسیح موعود ہوں جس کا وعدہ صحف انبیاءؑ اور انجیل مقدس میں کیا گیا ہے تو اسی طرح بدھوں سکھوں اور ہندوؤں کو بھی انہی کے دھارمک گرنتھوں اور مذہبی پستکوں کی رُو سے ایسا ہی سمجھایا کہ مہاتما بدھ نے جس آنیوالے کی خبر دی تھی شری کرشنؑ نے جس اوتار کی خبر دی تھی وہ مَیں اور یقیناً مَیں ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھ ہی کو مسلمانوں کیلئے مہدیؑ۔ عیسائیوں کیلئے مسیحؑ اور ہندوؤں کیلئے اوتار ہاں نِش کلنک اوتار بناکر بھیجا ہے، جیسا کہ حضورؑ کے مندرجہ ذیل کلمات طیبات سے ظاہر ہے۔ فرمایا کہ :-

حضورؑ کا دعویٰ کہ مَیں ہی کرشن اوتار ہوں

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کرکے بھیجا ہے۔ ایسا ہی مَیں ہندوؤں کیلئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور مَیں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ مَیں ان گناہوں کے دُور کرنے کیلئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے۔ (آیا ہوں)، جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے بے نواؤں کی نوا بے آسروں کا آسرا

آ وقت ہے امداد کا

اے دستگیرِ بیکساں اے سایۂ بے مائیگاں

تُو ہے نصیرِ عاجزاں سُن دردِ دل کی داستاں

دھن دھام کی خواہش نہیں گُلفام کی خواہش نہیں

صمصام کی خواہش نہیں کچھ نام کی خواہش نہیں

خواہش ہے یہ دیدار ہو

اوتار ہو - ساکار ہو

بھارت کا بیڑا پار ہو

آ آکہ ہیں مِٹنے کو ہم

صبر و سکوں ہے کالعدم

پریتم تجھے تیری قسم

(اخبار آنند لاہور ۱۸- چیت سمت ۱۹۸۷ بکرمی صٓ۲۷)

یہی نہیں - اور بھی بہت سی نظمیں اسی رنگ میں ڈوبی ہوئی نقل کی جاسکتی ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں مگر چونکہ ان سب کا نقل کرنا اس مختصر سے مضمون میں قطعی دشوار ہے - اس لئے ہم فی الحال انہی پر اکتفا کرتے ہیں. لیکن محولہ بالا مضامین اور نظمیں بجائے خود بھی اتنی کافی ہیں کہ جن سے یہ معلوم کرنا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا کہ موجودہ زمانہ ہی وہ زمانہ ہے جسے ہندو گرنتھوں میں کلجگ ہاں گھور کلجگ کہا گیا ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جو اپنی بدیوں، بدکاریوں، پاپوں اور گناہوں کے لحاظ سے پچھلے تمام زمانوں کو مات کر رہا ہے - اور اس کی یہی زبون حالی بزبانِ حال اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ اس مصیبت کے وقت آسمانی مدد پُہنچے اور کوئی خدا کا بندہ آکر اس حالت کو بدلے. پس ہمارے وہ ہندو بھائی جو بعض خود غرض لوگوں کے کہنے میں آکر یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ابھی اوتار کے آنے میں لاکھوں سال باقی ہیں - آئندہ کے لئے اس قسم کے گمراہ کُن نقصان دہ اور ضرر رساں خیالات سے اپنے دلوں کو پاک کر لیں - کیونکہ جب وہ زمانہ آگیا جس میں کہ اوتار کا آنا ضروری ہے - جب وہ زمانہ آگیا کہ جس کی نشانیاں پہلی کتابوں میں درج تھیں - جب وہ زمانہ آگیا کہ جس میں بدی و بدکاری اپنی انتہا کو پُہنچ جائے - اور لوگ بھی اس کی حالت کو دیکھ کر بلبلا اُٹھیں، اور دن رات یہی دُعائیں کریں، التجائیں کریں اور فریادیں کریں کہ اے بھگوان! دُنیا تباہ ہوگئی - برباد ہوگئی - اس کی خوبیوں پر پانی پھر گیا - اور یہ ظلمت و جہالت میں گرفتار ہو کر غارت ہونے کو ہے - اس لئے اس کی مدد کرو - اور اِس وقت اپنا کوئی اوتار بھیجو - تو کیا ان حالات کو دیکھتے ہوئے اور انسانی طبائع کی اس خواہش اور تڑپ پر نظر ڈالتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ نہیں صاحب ابھی تو لاکھوں برس گذرنے پر اوتار آئیگا ء

جب وقت کے مطابق اوتار آگیا تو اسے قبول کرنا چاہیئے

چونکہ کلجگ آچکا ہے - اس کی نشانیاں پوری ہوچکی ہیں - اور خود دل بھی بول اُٹھے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے جبکہ کرشن اوتار کا آنا ضروری ہے - اس لئے اپنے آپکو زیادہ دیر تک ورطۂ ضلالت میں ڈالے رکھنا یقیناً دانشمندانہ فعل نہیں -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پھر ایسی حالت میں جبکہ خدا نے دُنیا کی ہدایت و رہنمائی کیلئے اپنا پیارا بھیج بھی دیا اور اس نے آکر اپنے مشن کا آغاز بھی کر دیا تو کیا یہ عقلمندی ہے کہ گھر آئی نعمت کو ٹھکرایا جائے۔ اور غضب الٰہی کا نشانہ بنا جائے؟

پس وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً ایشور نے دُنیا کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اوتار بھیجے وہ اس زمانہ کے اوتار کے بھی پیغام کو سُنیں۔ اس کی باتوں پر کان دھریں۔ ان پر عمل کریں اور اپنی مراد کو پہنچیں۔ اور اگر کوئی لکیر کا فقیر اس تمام بحث کو پڑھ جانے کے بعد بھی یہی رٹنا لگائے کہ ہم کس طرح اسوقت کسی شخص کو اوتار مان سکتے ہیں جبکہ ہماری کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ کلگی بھگوان تب آئینگے جبکہ

معترضین کی پیش کردہ علامتیں بھی پوری ہو چکی ہیں

" تمام ہندوستان میں جھوٹ ہی جھوٹ پھیل جاویگا۔ ہتیا۔ کرودھ۔ لوبھ از حد بڑھ جاویگا۔ برہمن لوگ ویدوں کا پڑھنا قطعی ترک کر دینگے۔ تمام ورن آشرم بگڑ جاویگا۔ ورن شنکر پیدا ہونگے۔ درختوں کو پھل نہ لگیں گے۔ بارش نہ ہو گی۔ لوگ مندروں میں بھول کر بھی نہ جائینگے۔ جپ تپ برت دُنیا سے نیست و نابود ہو جائینگے۔ بیٹا باپ کو۔ باپ بیٹے کو ترک کر دیگا۔ سب آچار نشٹ ہو جاوینگے"

ہم نہیں سمجھتے کہ ان میں سے کونسی بات ہے جو اسوقت پوری نہیں ہوگئی اور وہ کونسا امر ہے جس کی تائید ہم نے خود ہندو ایڈیٹروں ہی کے قلم سے نہیں کروادی۔ کیا ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک کے مضمون میں نہیں پڑھا کہ اسوقت سبھی ورن پتت ہو چکے ہیں۔ کیا دوسرے اقتباسوں میں یہ نہیں لکھا کہ یہ تمام بدیاں اور گناہ حد سے زیادہ پھیل گئے ہیں۔ عبادت اور ریاضت کرنیوالے نہیں رہے اور جو کرتے بھی ہیں وہ بھی ڈھونگی ہیں۔ جب اس قسم کے حالات پیدا ہو چکے اور ان کی تائید ہندو ایڈیٹر بھی کر چکے تو پھر یہ کہنا کہ ابھی اوتار کا آنا مشکل ہے کیونکر درست مان لیا جائے،

شودر واعظ اور برہمن سامعین

اگر کہا جائے کہ ہمارے ہاں یہ بھی لکھا ہے کہ اوتار کے آنے سے قبل

" شودر لوگ وکتا (واعظ) اور برہمن لوگ ان کے غلام ہو کر شروتا (سامعین) ہونگے راجہ کی سختیوں سے برہمن تنگ آکر جنگل میں بھاگ جاوینگے۔ برہمنوں کے گھروں رشیوں کے آشرم۔ دیو مندر اور ہون کُنڈوں میں ہڈیوں کے ڈھیر ہی ڈھیر پائے جائینگے"

تو اس کے متعلق بھی ہم عرض کرینگے کہ جب بقول ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک براہمن اپنے فرض سے گر چکے ہیں تو کیا ایسی حالت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسوقت یہ نشانی کہاں پوری ہوئی؟ کیا آجکل انگریز۔ جرمن اور چھوٹی ذات کے پروفیسر کالجوں میں برہمن کہلانے والوں کو نہیں پڑھاتے؟ کیا اس زمانہ میں ادنیٰ ذات کے لوگ سٹیج پر کھڑے ہو کر لیکچر نہیں دیتے اور ان کے سامعین برہمن نہیں ہوتے؟ کیا اسوقت دُنیا کے مختلف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممالک میں ہٹلر مسولینی - لنین اور سٹالن جیسے خود مختار فرمانرواؤں کے خوف سے بہت سے عالم اپنے وطن نہیں چھوڑ گئے ؟

یہ نشانیاں تو بُدھوں کے وقت ہی پوری ہوچکی ہیں

ہم تو یہ بھی کہینگے کہ یہ نشانیاں آج ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بہت پہلے ہاں بدھوں کے وقت ہی پوری ہو چکی تھیں جبکہ سب ورن شنکر ہو گئے تھے - براہمنوں کی عظمت جاتی رہی تھی، ہون یگیہ بند ہو گیا تھا - شودر اُستاد اور براہمن شاگرد بن گئے تھے، اور یگیہ شالہ وغیرہ کو ناپاک کر دیا

اب ہندو بھی انہیں پورا کر رہے ہیں

گیا تھا - اگر اُسوقت یہ حالت بُدھوں کے ہاتھوں ہوئی تو اب خود ہندو بھی اپنے دھرم کرم کو جواب دے چُکے ہیں - اسوقت خود براہمن ہی اچھوتوں اور شُودروں کو وکتا بنا رہے ہیں، اور خود شردتا بن رہے ہیں - اسوقت خود براہمن کہلانے والے ہی اپنے ہون کُنڈوں کو شودروں کے ذریعہ ناپاک کر رہے ہیں - مندروں کو بھرشٹ کر رہے ہیں - کیونکہ ہون کُنڈوں میں ہڈیوں کے ڈھیر سے یہی مراد ہے کہ ان کی پاکیزگی عظمت اور حرمت جاتی رہیگی - اور یہ تو اسی وقت چلی گئی جب سبھی ورن بگڑ گئے اور شُودروں کے ساتھ بیٹھ کر ہون کرنے سے ان کی پاکیزگی میں فرق آگیا - کیا کانگڑی مہا سبھائی اور سماجی خیال کے لوگ ہون کُنڈ اور مندروں میں اچھوتوں کو لیجا کر ان کو قدامت پسند ہندوؤں کے نقطۂ خیال سے ناپاک نہیں بنا رہے ؟ پس اگر یہ کوئی خاص نشانی ہے تو وہ پوری ہو چکی ہے *

انسانی عمر کا اوسط بھی گھٹ چکا ہے

اگر کہا جائے کہ اُسوقت انسانوں کی عمر گھٹ کر ۱۶ سال کی رہ جاویگی - لڑکیاں ۵ و ۶ سال کی عمر میں اور لڑکے ۷ و ۸ سال کی عمر میں اولاد پیدا کرینگے " تو اس کے متعلق بھی ہم بتلادیں کہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے اگر اس کو حرف بحرف صحیح سمجھا جائے تو ایسا ہونا محال ہے - اور اگر اس سے یہ مراد لیجائے کہ آخری زمانہ میں انسانی عمر کا اوسط پہلے یُگوں کی نسبت بہت گھٹ جائیگا تو یہ صحیح ہے - اور حقیقت میں اس جگہ یہی بتلانا مقصود ہے کہ اسوقت انسانی عمر بہت کم رہ جائیگی - نہ یہ کہ ہر ایک کی عمر ۱۶ سال ہو جائیگی - کیونکہ اگر ہم یہ مان لیں کہ سبھی کی عمر ۱۶ سال رہ جائیگی تو اس سے منوجی مہاراج کے اس قول کی تکذیب لازم آتی ہے -

" اروگاہ سرو سِدھ آرتھا چتُر ورشس شتا یُشہ
کرِتے تریتا دی شُو ہی اے شام آیُر ہرستی پادشہ " (منو ادھیائے ۱ شلوک ۸۳)

اس میں بتلایا گیا ہے کہ ست یُگ میں انسانوں کی عمر ۴۰۰ سال کی ہوتی ہے - تریتا میں تین سو سال دواپر میں ۲۰۰ سو سال اور کلجگ میں ۱۰۰ سال ،

پس اگر مہا بھارت کا قول درست ہے تو منو کا قول جھوٹا اور اگر منو کا درست تو مہا بھارت کا یہ کہنا ناقابل تسلیم کہ کلجگ کے آخر میں انسانوں کی عمر سولہ سال ہو گی *

55
Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن اگر دونو بزرگوں کے اقوال کا احترام منظور ہو تو پھر یہ مان لینے میں کوئی حرج نہیں کہ کلجگ کے آخر میں انسانی عمر اپنی اوسط سے بہت گر جائیگی۔ اور یہ حقیقت ہے۔ اسوقت کے اوسط عمر کا ست یگ کے اوسط عمر سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو صاف نظر آجاتا ہے کہ فی زمانہ انسانی عمر کا اوسط بہت ہی گر چکا ہے۔ پس ۱۶ سال کہنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ حقیقت میں سبھی کی عمر ۱۶ سال ہو جائیگی بلکہ اس کا صرف یہی مطلب ہے کہ عام اوسط عمر بہت ہی کم رہ جائیگا ؎

چھوٹی عمر کی لڑکیوں کا حاملہ ہونا

باقی رہا لڑکیوں کا ۵-۶ سال کی عمر میں حاملہ ہونا۔ سو یہ بھی مبالغہ سے خالی نہیں اور اگر اس کو مبالغہ نہ کہا جائے تو پھر یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ اسوقت بہت چھوٹی عمر میں لڑکیاں حاملہ ہو جایا کرینگی، اور قرین قیاس بھی یہی ہے۔ اور یہ نشانی اسوقت پوری ہو چکی ہے۔ اس امر کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ ۹-۱۰ سال کی لڑکیاں حاملہ ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے بیانات سے ظاہر ہے:۔

لالہ کرچند جی ویدنے لکھا ہے کہ:۔ "آج سے ۲۰-۲۵ برس پہلے پنجاب میں نوجوان لڑکے اور نوجوان لڑکیاں ایک جگہ کھیلا کرتے تھے۔ ان میں کبھی گندے خیالات پیدا نہ ہوتے تھے لیکن آج آپ ۱۰-۱۲ برس کے بچوں کو زنا کرتے پائینگے دس برس کی کئی لڑکیاں حاملہ سنی گئی ہیں" (رسالہ مادہری ورش ۲۶ کھنڈ ۲ صفحہ ۸۲۳)

مسٹر گابا بیرسٹرایٹ لاء اپنی کتاب "انکل شام" میں امریکہ کی بدیوں اور بدکاریوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"ڈاکٹر ایڈتھ ہوکر کا بیان ہے کہ بہت تربیت یافتہ اور امیر گھرانوں میں بھی یہ بات کوئی غیر معمولی بات نہیں کہ آٹھ سات برس کی لڑکی کے عاشق پیدا ہو جائیں جو کہ عموماً اس کے ہم عمر ہی ہوتے ہیں۔ اور جن کے ساتھ اس کے زناشوئی کے تعلقات بھی ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات وہ دوسروں کے سامنے ہی یہ کام کرتے ہیں۔ ایک نہایت تربیت یافتہ خاندان کی سات سالہ لڑکی کے اپنے بڑے بھائی اور اس کے چند دوستوں کے ساتھ بُرے تعلقات تھے۔ اسی طرح پانچ بچوں کا ٹولہ جو کہ اعلیٰ طبقہ کے علاقے میں رہتے تھے آپس میں بدفعلیاں کرتے تھے۔ ان میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ اور سب سے بڑے لڑکے کی عمر صرف دس برس تھی۔ اور یہ بچے فخریہ دوسرے بچوں سے اپنی ان حرکات کا ذکر کیا کرتے تھے۔" (انکل شام صفحہ ۶۲)

گاندھی جی نے بھی اپنے اخبار ینگ انڈیا ۲۶ اگست سنہ ۱۹۲۷ء صفحہ ۳۰۲ میں لکھا تھا کہ بچپن کی شادی کی بدولت:۔

"ہر سال ہزاروں نیم جاں بچے لڑکے اور لڑکیاں ہماری سوسائٹی میں نابالغ والدین سے پیدا ہو جاتے ہیں" (منقول از مدر انڈیا اُردو صفحہ ۵۳)

سردار بہادر کپتان ہیرا سنگھ نے بھی اسمبلی ہال میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ:۔

"کیا یہ گناہ نہیں ہے کہ وہ (قدامت پسند ہندو) نو یا دس سال کی ایک بچی کو اور ایک دس سال کے لڑکے کو خاوند کہکر پکارتے ہیں۔ یہ نہایت درجہ شرمناک ہے۔ موجودہ نسل اور آنیوالی نسل کی یہ بدنصیبی ہے کہ... نو یا دس سال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی لڑکیاں جو خود ابھی بچیاں ہیں اور جنہیں بیویاں بننے کی بجائے اپنی گڑیوں سے کھیلنا چاہیئے بچوں کی مائیں بنتی ہیں۔" (منقول از اُردو ترجمہ مدر انڈیا صلا)

یہی نہیں اور بھی بہت سے حوالجات اس قسم کے نقل کیئے جا سکتے ہیں۔ جن سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت کثرت سے ایسی مثالیں موجود ہیں جو اس امر کا ثبوت ہیں کہ فی زمانہ بہت ہی خورد سال لڑکیاں حاملہ ہو جاتی ہیں *

مبالغہ آمیز اور شاعرانہ کتابوں کی علامتوں میں بھی مبالغہ سمجھئے

لیکن اس قسم کے ثبوت دیدینے کے بعد بھی ہم یہ کہدینا چاہتے ہیں کہ جو لوگ مہابھارت یا پورانوں کی اس قسم کی باتوں کو ظاہری طور پر حرف بحرف پورا ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ بھی تو خیال کرنا چاہیئے کہ جن کتابوں سے اس قسم کی باتیں پیش کیجاتی ہیں اُن میں تو قدم قدم پر ہر ایک امر کے متعلق مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ اگر کسی کی تعریف لکھی ہے تو ایسی کہ اسے آسمان پر چڑھا دیا اگر کسی کی مذمت کی تو اسکی بھی انتہا کر دی۔ واقعات لکھے تو وہ بھی مبالغوں سے پُر۔ بادشاہوں کا ذکر کیا تو ان کی عمروں اور زمانہ حکومت کے متعلق بھی اتنا مبالغہ کر دیا کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ انسانوں کی عمریں لکھیں تو سینکڑوں ہزاروں سال۔ زمانہ کی مقدار کا حساب لکھا تو اربوں سال تک پہنچا دیا۔ الغرض جس مضمون پر قلم اُٹھایا اُسی کو مبالغہ آمیز بنا دیا۔ اور اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ کتابیں نظم میں ہیں اور نظم میں رنگینی اور زور بھی پیدا ہوتا ہے جبکہ اس میں مبالغہ اور رنگ آمیزی سے کام لیا جائے پس اگر کلجگ اور گھور کلجگ کی نشانیاں بتلاتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ اسوقت سب جگہ جھوٹ ہی جھوٹ پھیل جائیگا یا سبھی مکار دغاباز ہو جائینگے۔ یا سبھی ذاتوں کے لوگ دو غلے ہو جائینگے یا سبھی مندر ناپاک کر دیئے جائیں گے یا سبھی لوگ ۱۶-۱۷ سال کی عمر کے ہو جائینگے۔ یا لڑکیاں ۵-۶ سال کی حاملہ ہُوا کرینگی تو سمجھ لیجئے کہ اس کا باعث شاعرانہ تخیلات اور مبالغہ آمیزی ہے۔ پس جن کتابوں کے اندر بات بات میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہو۔ ان کتابوں کے مفہوم کو دیکھنا چاہیئے نہ کہ ایک ایک لفظ کی صداقت پر اڑ جانا اور یہ توقع رکھنا کہ ان میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حرف بحرف درست اور حقیقت پر مبنی ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پُرانی کتابوں میں اوتار کی پہچان کیلئے جس قدر علامتیں مذکور ہیں وہ اس کے لئے بطور گواہ کے ہیں۔ اور گواہ مدعی کے بعد ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے ممکن ہے کہ بعض علامات زیادہ صفائی کے ساتھ بعد میں بھی پوری ہو جائیں کہ جن کا پورا ہونا مدعی کے بعد ہی مقدر ہو *

کیا گھور کلجگ نہیں آیا؟

اور اگر یہ کہا جائے کہ ہمارے ہاں تو یہ لکھا ہے کہ "اُسوقت صرف کلجگ ہے۔ جسوقت گھور کلجگ ہو جاویگا ..... تب کلجگ کا اخیر ہوگا (اور) اسوقت بھگوان خود کرپا کرینگے اور نِش کلنک اوتار دھارن کرینگے۔"

مگر ہم نہیں سمجھتے کہ کلجگ اور گھور کلجگ میں کیا فرق ہے۔ اگر گھور کلجگ کے یہ معنے ہیں کہ اسوقت بدی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدکاری حد درانتہا تک پہنچ جائیگی تو کیا یہ زمانہ ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں؟ کیا ابھی کسی اور گھور کلجگ کا انتظار ہے؟ اور دُنیا میں اور زیادہ پاپ دیکھنے کی خواہش ہے؟ کیا موجودہ حالت کچھ کم ہے جو مزید کی توقع رکھی جارہی ہے؟ مگر ہم بتلائے دیتے ہیں کہ اگر نش کلنک اوتار کے زمانہ سے پہلے گھور کلجگ کا آنا ضروری ہے تو لیجئے ہم خود ایک دو ہندوؤں کی شہادت دلائے دیتے ہیں کہ گھور کلجگ بھی آگیا ہے۔

56

ایک ہندو شاعر کا اقبال گذشتہ صفحات میں لالہ موہن لال عاقل کا یہ شعر نقل ہو چکا ہے کہ:۔

گھور کلجگ کو ستوجگ سے پلٹ دے بھگون

جس کا یہی مطلب ہے کہ موجودہ زمانہ ہی گھور کلجگ ہے جس کے متعلق ایشور سے درخواست کی گئی ہے کہ اس کو اب ست یگ میں بدلدیا جائے ؛

پنڈت راج نرائن صاحب کی شہادت ایک اور شہادت بھی سُن لیجئے۔ جس سے معلوم ہوجائیگا کہ اگر ابھی گھور کلجگ نہ آیا تھا تو وہ اب آگیا ہے۔ پنڈت راج نرائن ارمان نے اپنے اخبار ایشیا (دہلی) میں لکھا تھا کہ:۔

"رگوید کے یم یمی سُوکت میں ایک موقعہ پر یہ ذکر آتا ہے کہ یمی بہن اپنے بڑے بھائی یم سے پُوچھتی ہے کہ کیا میری اور تیری شادی ہوسکتی ہے۔ اس پر یم جواب دیتا ہے کہ:۔

"اے بہن! ایسا زمانہ بھی آجائیگا کہ جب بھائی بہن کی شادی ہونے لگیگی۔ تُو میرا خیال چھوڑ کر اپنے پتی (خاوند) کی خواہش کر جس کے ساتھ تیری تمام عمر گذرے۔"

گویا رگوید کے اس سُوکت میں یم اور یمی نے اس گفتگو سے یہ ثابت کیا ہے کہ ابھی شروع عالم کا زمانہ ہے۔ ابھی ایسی بیہودگی نہیں ہوسکتی۔ البتہ کبھی آئندہ ایسا زمانہ آجائیگا چنانچہ وہ زمانہ آجکل آگیا ہے شہر نارتھ ادنیوسٹک میں حقیقی بھائی بہن کی شادی کی رسوم گرجا میں باقاعدہ ادا کی گئی ہیں۔ مگر شکر ہے کہ یہ بیحد مذموم رسم ہندوستان سے نہیں بلکہ یورپ سے شروع ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب گھور کلجگ شروع ہو گیا ہے۔ ابھی دیکھئے دُنیا میں اور کیا ہوتا ہے۔" (اخبار ایشیا دہلی ۳۔ اپریل ۱۹۲۴ء صفحہ ۶ صفحہ ۳) یہی کیوں ہم اس سے بھی زیادہ معتبر گواہ یعنی بھوشیہ پوران کے مصنف کی شہادت دیتے ہیں

بھوشیہ پوران کی گواہی بھوشیہ پوران پرتی سرگ پرب ۳ کھنڈ ۳ ادھیائے ۲۲ شلوک ۱۱-۱۲ میں لکھا ہے کہ:

"دیوتاؤں کی ترپتی (سیری) کیلئے ست یُگ میں من میں ایشور کی پُوجا کی جاتی تھی۔ تریتا یُگ میں اگنی کی پُوجا۔ اور یگیہ دان وغیرہ افعال اور دواپر یُگ کے اندر دیوتاؤں کو بُت پرستی پیاری تھی۔ اب گھور کل یُگ آنے پر ایشور کی پُوجا سب سے اعلیٰ ہے۔"

اصل حوالہ میں صاف لکھا ہے "کلاؤ تُو دارُوئے پراپتے" جس کے صاف یہی معنے ہیں کہ بھوشیہ پوران کی تصنیف کے وقت ہی (جو صدیوں پہلے کی تصنیف ہے) گھور کلجگ آچکا ہے۔ اگر اس حوالے سے بھی تسلّی نہیں ہوئی تو ہم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شری کرشن جی کی گواہی

خود شری کرشن جی مہاراج ہی کی گواہی سُنائے دیتے ہیں:۔

"اے مُنیو اب آپ مجھ پر خوش ہوں۔ مَیں نے جو کام کرنے تھے وہ کر لئے۔ اب یہ گھور کلجُگ کا آغاز ہو چکا ہے اب سبھی آدمی اور عورتیں پاپ میں پھنس جائینگے" (بحوالہ کورم پوران۔ منقول از کورم پوران آلوچنا صفحہ ۲) اصل شلوک میں بھی صاف لکھا ہے:۔ "اِدم کلی یُگم گھورم۔ سم پر اپتم ادھُونا اشُبھم"

کہ یہ گھور کلجگ جو منحوس ہے اب آگیا ہے

یہ حوالہ بتلاتا ہے کہ گھور کلجگ شری کرشن جی مہاراج کی آخری عمر میں ہی شروع ہو گیا تھا نہ کہ ابھی آئندہ آئیگا۔

پس اب جبکہ خود بھوشیہ پوران کے مصنّف اور شری کرشن جی مہاراج نے ہی فرما دیا کہ گھور کلجگ ہزاروں برس پہلے ہی شروع ہو چکا ہے تو اس کے لئے اور زیادہ حوالجات کی کیا ضرورت ہے؟ پس جو لوگ حضرت کرشن قادیانی کے ماننے میں یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ گھور کلجگ ابھی نہیں آیا۔ وہ مندرجہ بالا چار شہادتوں کا چشم وا سے مطالعہ کریں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ گھور کلجگ آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے

کیا کلجگ کے چوتھے حصہ میں کلکی اوتار نے آنا تھا؟

اور اگر اس قسم کی شہادتوں اور گوناگون کیتیوں اور دلیلوں سے بھی کسی کو تسلّی نہ ہو۔ اور یہ بات زبان پر لائے کہ چونکہ ہمارے ہاں صاف طور پر لکھا ہے کہ ایشوری اوتار اسوقت آئیگا۔ جبکہ "سورج۔ چندر ماں اور برہسپتی پوکھیہ نکشتر میں آن کر ایک راشی پر ہونگے" اور یہ علامت ابھی لاکھوں سال بعد ہوگی کیونکہ ابھی "کلجگ کے ۵۰۳۳ سال گذرے ہیں۔ بقایا سال ۴۲۶۹۶۷ ہیں اور کلجگ کے چوتھے چرن (حصہ) میں بھگوان کا کلکی اوتار ہوگا" تو جو ہندو بھائی اس قسم کی باتوں پر یقین کیئے بیٹھے ہیں وہ خود ہی غور کریں کہ آخر یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ مریض تو اسوقت تڑپ رہا ہو بلک رہا ہو اور مارے درد اور کرب کے اس کی حالت پریشان ہو۔ اور معالج کے بُلانے کیلئے التجاؤں پر التجائیں کرتا ہو مگر اسکو یہ کہا جائے کہ ابھی معالج نہیں آسکتا؟

جب ہم نے خود ہندو اصحاب ہی کی تحریروں اور نظموں سے یہ دکھلا دیا کہ زمانہ کی حالت بگڑ چکی ہے۔ اور اسوقت بعینہٖ وہی حالت ہے جس کی طرف گیتا میں اشارہ کیا گیا ہے اور یہی وہ وقت ہے جس میں کہ گیتا کے اعلان کے مطابق ایشوری اوتار کے آنے کی ضرورت ہے تو ایسی حالت میں یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ ابھی لاکھوں سال کے بعد اوتار آئیگا؟

کیا یہ علامت ایشور نے بتلائی تھی؟

۴۲۶۹۶۷

کیا یہ خدا نے بتلایا ہے کہ ابھی چار لاکھ چھبیس ہزار نو سو سرسٹھ سال تک اور انتظار کیا جائے؟ کیا یہ ایشور نے علامت مقرر کی تھی کہ جب "سورج۔ چندرماں۔ اور برہسپتی پوکھیہ نکشتر میں آکر ایک راشی پر ہونگے"۔ تب اوتار آئیگا؟ کیا یہ پرمیشور کا قول ہے کہ جب کلجگ کا آخر ہوگا تبھی اوتار ظاہر ہوگا؟

اگر کہئے ہاں! تو اس کا ثبوت درکار ہے۔ کہ کب اور کس کو یہ باتیں ایشور نے بتلائیں؟ اگر کہا جائے کہ ہمارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشیوں نے یہ فرمایا ہے۔ تو اس کے متعلق بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ واقعی یہ رشیوں کا کلام ہے اور انہوں نے بھی ایشور سے ہی معلوم کر کے یہ علامتیں مقرر کی ہیں۔ اگر کہا جائے کہ کلکی پوران[1] میں لکھا ہے تو اس کے متعلق بھی بتلایا جائے کہ یہ کس نے لکھا اور کس جگہ لکھا اور کب لکھا اور اس کے مصنّف نے یہ کہاں دعویٰ کیا ہے کہ یہ علامتیں ایشور نے بتلائی ہیں؟

اگر کہا جائے کہ یہ کتاب تو ہزاروں سال کی تصنیف ہے اور رشیوں نے ہی اسے لکھا تھا اور وہ بھی مراقبہ یا سمادھی کی حالت میں تو کم از کم اس کا ثبوت دیجئے تاکہ ہم معلوم کر سکیں کہ اس کتاب کی اصل حقیقت کیا ہے؟

کلکی پوران وید بیاس کی تصنیف نہیں

اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ وید بیاس کی تصنیف ہے اور وہ بھی چونکہ ایشور کے اوتار تھے اسلئے یہ علامتیں ایشور ہی کی مقرر کردہ ہیں تو کم از کم یہی ثابت کر دیا جائے کہ یہ وید بیاس کی تصنیف ہے۔ اور یہ علامتیں بھی انہی کے قلم سے لکھی گئی ہیں؟ مگر ہمیں یقین ہے کہ کلکی پوران کو وید بیاس کی تصنیف ثابت کر دکھانا قطعی محال ہے۔ یہی نہیں بلکہ کوئی یہ بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ موجودہ کلکی پوران کے عہد میں ہی تصنیف ہُوا ہے خواہ اس کا مصنّف کوئی اور بھی کیوں نہ ہو؟

57

نہ صرف یہ کہ یہ ان کی تصنیف نہیں۔ ان کے زمانہ کی تصنیف بھی نہیں بلکہ ان سے کہیں بعد جاکر یہ لکھا گیا ہے۔ اور وہ بھی اُسوقت۔ جبکہ بُدھ مذہب اور براہمنی دھرم میں کشمکش اور مقابلہ شروع ہو گیا تھا۔ اور یہ امر اسکے پڑھنے سے صاف جھلکتا ہے۔ کیونکہ اس میں جا بجا بُدھوں کا ذکر ہے۔ اور انہی کو براہمنی دھرم کا دشمن بتلایا گیا ہے۔ اور کلکی اوتار کا انہی سے لڑنا اور فتوحات حاصل کرنا مذکور ہے، اور یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں۔ خود بعض ہندو محققین بھی ہمارے خیال کی تائید کرتے ہیں۔ نمونۃً ایک رائے درج ذیل کی جاتی ہے۔

کلکی پوران وغیرہ قدیم نہیں بلکہ پانچویں صدی عیسوی کی تصنیف ہیں

شری بھاسکر رامچندر بھالے راؤ صاف لکھتے ہیں:۔

"عیسیٰ کی چوتھی صدی کے بعد دش پور یعنی مندسور کے با اقبال راجہ گپت سمراٹ کے براہمنی دھرم کو ترقی دینے کے باعث بُدھ اور جین مذہب کا اثر گھٹ گیا۔ اور براہمنی دھرم کی خصوصیات کا خوب پرچار ہُوا۔۔۔۔ قدیم ہندو گرنتھوں (کتابوں) کی ٹیکائیں (تفسیریں) اور پرانوں کے اُپ پوران (پورانوں کے تتمے یا ضمیمے) بنائے گئے۔ یوں تو مہرشی ویاس جی کے مُول (اصل) پورانوں میں بہت سی باتیں ایزاد کر کے ان کی تعداد بڑھا دی گئی۔ مگر اُپ پوران بن جانے سے تو مُول (اصل) پورانوں کے متعلق بھی بڑا گھوٹالا ہو گیا ہے۔ اٹھارہ پورانوں کے اُپ پورانوں کے نام یہ ہیں:۔

"(۱) سنت کُمار (۲) نرسنگھ (۳) برہن ناردیہ (۴) شِو رہسیہ (۵) دُرواسا (۶) کپل (۷) وامن (۸) بھارگو (۹) وُرن

[1] کلکی پوران میں نکشتروں کا ذکر نہیں۔ صرف یہ لکھا ہے کہ کلکی اوتار کلجگ کے آخری چرن میں آئیگا۔ احمدی جہاجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۰) کلکی (۱۱) سامسب (۱۲) ننادی (۱۳) سُوریہ (۱۴) پاراشر (۱۵) وسشٹھہ (۱۶) دیوی بھاگوت (۱۷) گنیش (۱۸) ہنس ؎ (رسالہ مادھری لکھنؤ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۰۳)

فرمایا کہ نہ صرف یہ کہ اصل پوران جنہیں ویدبیاس جی کی تصنیف بتلایا جاتا ہے وہی چوتھی صدی عیسوی میں محرف مبدل ہو گئے بلکہ اسی زمانہ میں ۱۸ پورانوں کے ساتھ ۱۸ اُپ پوران اور بھی تصنیف کیئے گئے، جو اصل پورانوں کے ضمیمے سمجھے جاتے ہیں۔ اور انہی اُپ پورانوں میں نمبر ۱ پر کلکی پوران کا بھی نام لکھا ہے۔ جو ثبوت ہے اس امر کا کہ کلکی پوران نہ صرف یہ کہ اصل پوران نہیں بلکہ اُپ پوران ہے اور وہ بھی چوتھی صدی عیسوی کی تصنیف۔ یعنی شری ویدبیاس جی کے ہزاروں سال بعد کا لکھا ہوُا۔ پس جب یہ بہت بعد کی تصنیف ہے اور اسکے مصنّف کا بھی پتہ نہیں تو ایسی حالت میں اس کی مقرر کردہ علامت پر تکیہ لگائے بیٹھنا کہاں تک مناسب ہوسکتا ہے؟

اور اگر کہا جائے کہ یہ علامات تو مہابھارت میں بھی لکھی ہیں۔ اور یہ سبھی جانتے ہیں کہ مہابھارت شری ویدبیاس کی تصنیف ہے۔ تو پھر کیوں نہ ہم ان کی بیان کردہ علامات کو صحیح تصوّر کریں؟

اس میں شک نہیں کہ مہابھارت میں یہ باتیں مذکور ہیں۔ مگر اس کا کیا ثبوت کہ شری ویدبیاس نے ہی اس میں یہ باتیں لکھی ہیں اور وہ بھی خدا سے اطلاع پاکر؟ کیونکہ جب یہ دو اور دو چار کی طرح ثابت شدہ امر ہے کہ اصل مہابھارت بہت سے افسانوں اور ترمیموں کے بعد اپنی موجودہ شکل میں آئی ہے تو ایسی حالت میں کس طرح یقین کر لیا جائے کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ شری ویدبیاس جی ہی کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے؟ اگر کہا جائے کہ اس کا کیا ثبوت کہ مہابھارت کا موجودہ نسخہ اصل نسخہ نہیں تو اسکے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہ کہتے ہوئے، خود ہندو محققین کی ہی چند رائیں پیش کیئے دیتے ہیں جو بتلائینگی کہ واقعی مہابھارت وہ اصل مہابھارت نہیں جو شری ویدبیاس جی نے تصنیف فرمائی تھی مہابھارت بھی محرّف ہو چکی ہے

مسٹر تلک آنجہانی نے اپنی کتاب "گیتا رہسیہ" میں لکھا ہے کہ:۔

"زمانہ موجودہ میں جو مہابھارت موجود ہے وہ ابتداً ویسی نہیں تھی۔ بھارت یا مہابھارت کی مختلف صورت میں مختلف تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ اور اس گرنتھ کو جو آخری صورت حاصل ہوئی ہے۔ وہی ہمارا موجودہ مہابھارت ہے" (صفحہ ۳۱۵)

پنڈت مہیش چندر پرشاد بی۔ اے، لکھتے ہیں کہ:۔

"مہابھارت کے آدی پرب سے پتہ لگتا ہے کہ کسی زمانہ میں اسکے اندر ۸۸۰۰ اور کسی زمانہ میں ۲۴۰۰۰ شلوک (شعر) تھے لیکن بعد میں آہستہ آہستہ اور بھی مضامین بڑھائے جاتے رہے۔ جسکے باعث اس کا حجم بڑھ گیا۔ اور جس صورت میں وہ آجکل ہمیں دستیاب ہوئی ہے اس میں شلوکوں کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے" (سنسکرت ساہتیہ کا اتہاس جلد دوم صفحہ ۲۳۱)

"ان باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہابھارت بُدھ دھرم کی اشاعت کے بعد یا عیسوی سنہ کے آغاز میں دوسری حالت کو پہنچی۔ سنہ ۵۳۲ عیسوی کے ایک کتبہ میں مہابھارت کے ایک لاکھ شلوک ہونے کا ذکر آیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

58

کہ یہ اپنی تیسری حالت یا موجودہ صورت میں سنہء کے کچھ بعد آئی" (ر ر صفحہ ۲۳۲)

یہی نہیں اور بھی اس قسم کی بیسیوں شہادتیں نقل کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس مختصر سے مضمون میں گنجائش نہ ہونیکے باعث انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے دعویٰ کے ثبوت میں یہ بھی بہت کافی ہیں اور انہی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مہابھارت جسے شری وید بیاس جی کی تصنیف بتلایا جاتا ہے وہ کس طرح وقتاً فوقتاً مختلف لوگوں کے خیالات اور افکار کا تختۂ مشق بنتی رہی اور اس میں سینکڑوں نہیں ہزاروں ہی شلوک بعد میں ملا دیئے گئے جسکی وجہ سے اسکی اصل صورت مسخ ہو کر رہ گئی۔ اور اب ہم نہیں معلوم کر سکتے کہ کونسی بات شری وید بیاس نے فرمائی اور کونسی بعد کے لوگوں کے دماغوں کی اختراع ہے۔

پس جب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ موجودہ مہابھارت اصلی مہابھارت نہیں تو ایسی حالت میں یہ کہنا کس طرح یقینی دلائل پر مبنی ہو سکتا ہے کہ چونکہ مہابھارت نے یہی کہا ہے کہ جب چندرماں۔ سورج۔ برہسپتی پوکھیہ نکشتر میں آکر ایک راشی پر ہونگے۔ تب ایشوری اوتار آئیگا۔ اور یہ کہ وہ زمانہ کلجگ کا آخری چرن ہوگا۔ جس کے لئے ابھی کئی لاکھ سال کا انتظار کرنا ہے؟

اور اگر ان محرّف مبدّل اور مسخ شدہ کتابوں کے ہر ایک لفظ پر اعتبار کرنا ضروری ہے تو کیوں نہیں ان کی باقی باتوں کو بھی عقل و خرد کے مطابق سمجھتے۔ جب دوسری کئی باتوں میں شک ظاہر کیا جاتا ہے جب دوسری کئی باتوں کو مبالغہ آمیز بتایا جاتا ہے۔ جب دوسری کئی باتوں کو جعلی اور ملاوٹی کہا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس بات کو بھی ملاوٹی اور فرضی نہ سمجھ لیا جائے جبکہ اس کے ماننے سے ایشور پر بھی الزام آتا ہے کہ اُس نے پہلے یُگوں میں تو دُنیا کی بھلائی اور ہدایت کیلئے بیک وقت کئی کئی اوتار بھیجے حالانکہ وہ یُگ ہندو نقطہ خیال سے گناہوں اور پاپوں میں اتنے لت پت بھی نہ تھے۔ مگر کلجگ میں صرف ایک یا دو اوتار ہی ضروری سمجھے۔ اور ان میں سے بھی ایک کلجگ کے شروع ہونے کے ہزار ڈیڑھ ہزار برس بعد (مہاتما بُدھ) اور دوسرا اس سے اکٹھے چار یا پانچ لاکھ سال کے بعد؟

ایشور کا لاکھوں سال کے بعد اوتار بھیجنا اس پر الزام کا باعث ہے۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ کلجگ میں اب صرف ایک ہی اوتار آنا ہے اور وہ بھی لاکھوں سال کے بعد تو اس سے یقیناً یقیناً ایشور پر حرف آتا ہے اور ہر ایک دانشمند یہ کہے بغیر نہ رہیگا کہ ایشور کو اب اپنے بندوں سے وہ محبّت نہیں رہی جو پہلے کبھی تھی۔ اب اُسے اسی میں مزہ آتا ہے کہ لوگ اچھی طرح تباہ اور برباد ہوں۔ گناہوں اور پاپوں میں ملوّث ہوں اور جی بھر کر ایمان اور اخلاق کی مٹّی پلید کریں اور جہاں تک ان سے ممکن ہو اباحت بیدینی اور بدکاریوں میں ترقی کر جائیں، کیونکہ اگر یہ بات نہیں تو پھر کیوں نہ اس زمانہ میں اس نے دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے کوئی اوتار بھیجا۔ جبکہ اسوقت اس کا بڑی بے صبری کے ساتھ انتظار ہو رہا ہے اور خود ہندو بھی کہہ رہے ہیں کہ گیتا میں جس وقت اوتار بھیجنے کا وعدہ کیا گیا تھا وہ یہی زمانہ ہے اور اِسی میں اُس کو آنا چاہیئے۔

اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو آپ کی مزعومہ مہابھارت اور کلگی پوران کی باتوں پر یقین کیا جائے اور

45
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ رُوحانی حقیقت کی رُو سے وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔ اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اِس کو سُن کر فی الفور کہینگے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لیکر کُفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے۔ لیکن یہ خدا کی وحی (دگیان) ہے جس کے اظہار کے بغیر مَیں نہیں رہ سکتا۔ اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبّت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اُس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہُوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہُوا تھا کہ

"ہے رُدر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"۔

سو مَیں کرشنؑ سے محبّت کرتا ہوں۔ کیونکہ مَیں اُس کا مظہر ہوں، اور اس جگہ ایک اور راز درمیان ہے کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کیئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنے والا۔ اور غریبوں کی دلجوئی کرنیوالا اور ان کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں۔ پس گویا روحانیت کی رُو سے کرشن اور مسیح موعود ایک ہی ہے۔ صرف قومی اصطلاح میں تغائر ہے الخ" (لیکچر سیالکوٹ)

سعید الفطرتوں نے آپؑ کو قبول کیا بَدوں نے مخالفت کی

جن لوگوں کو عقل سلیم اور فہم صحیح عطا ہُوا تھا انہوں نے تو اس برگزیدہ انسان کو پہچان لیا۔ اور اس پر ایمان لائے، اور اس نور اور عرفان کو حاصل کر لیا جو ان کے لئے مقدر تھا۔ مگر جن لوگوں کے اندر کجی۔ دنیا کی محبّت اور نفسانی جذبات کارفرما تھے انہوں نے اس کی آواز پر کان نہ دھرے۔ یہی کیوں بلکہ مخالفت کی۔ ہاں ایسے ہی مخالفت کی جس طرح کہ گذشتہ نبیوں کی مخالفت کیگئی جس طرح مہاتما بدھؑ اور شری کرشنؑ کی مخالفت کی گئی۔ جس طرح کہ حضرت مسیحؑ اور سرور کائناتؐ کی مخالفت کی گئی۔ لیکن جس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے پہلے برگزیدہ رسولوں اور اوتاروں کی مدد کی تھی اور انہیں قدم قدم پر نصرت و کامیابی بخشی تھی اور مخالفین کی ریشہ دوانیوں کو ناکام بنا دیا تھا اسی طرح دَورِ آخر کے اس مصلح اور اوتار کی بھی خدا تعالیٰ نے قدم قدم پر تائید فرمائی اور اس کے مخالفوں کو ناکام و نامراد کر دیا۔ اور وہ، مخالفین کی سر توڑ کوششوں کے باوجود مظفر و منصور ہُوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاکھوں سال تک مَن مار کر انتظار کیا جائے، یا ایشور پر الزام لگایا جائے کہ اُس نے جو وعدہ گیتا میں کیا تھا کہ جب جب بھی دھرم کی گلانی اور ادھرم کی ترقی ہو گی مَیں نیکوں کی حفاظت اور بُروں کی ہلاکت کیلئے ظاہر ہونگا۔ وہ پورا نہیں کرنا چاہتا اور یہ کہ اب اسے اپنی مخلوق کے ساتھ وہ محبت نہیں رہی جو ست یُگ تریتا یُگ دواپر یُگ کے لوگوں سے تھی لیکن چونکہ کوئی آستک اور خدا پرست ایشور پر الزام لگانے کی جرأت نہیں کر سکتا اور کسی کی مجال نہیں کہ وہ ایشور کو عام انسانوں کی طرح وعدہ کر کے مُکر جانیوالا کہے۔ اس لئے یہی ماننا زیادہ مناسب ہوگا کہ مہابھارت اور کلگی پوران میں ہی اس قسم کی باتیں کسی نامعلوم شخص نے ایزاد کر دی ہیں جو قطعاً قابل قبول نہیں ہیں۔

ہمارے نزدیک ہی نہیں ہر ایک عقلمند کے نزدیک وہ شخص سخت بدنصیب واقع ہوا ہے جو یہ دیکھتا ہوا بھی کہ زمانہ بگڑ چکا۔ حالات خراب ہو گئے، دھرم کی گلانی ہو گئی۔ ادھرم بڑھ گیا، اور لُطف یہ کہ خود اوتار بھی آ گیا اور اس نے اعلان بھی کر دیا کہ مَیں ہی گیتا والے وعدہ کے ماتحت ایشور کی طرف سے دنیا کی بھلائی اور بہبودی کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ خود ایشور نے بھی بتلا دیا کہ یہی میری طرف سے اوتار ہو کر آیا ہے۔ جس کی تائید میں اُس نے سینکڑوں کیا ہزاروں نشان ظاہر کیئے۔ تاکہ لوگ اس کی اوتاری حیثیت پر ایمان لا سکیں مگر ان حالات کو دیکھتے ہوئے بھی یہی کہے جائے کہ ابھی لاکھوں سال انتظار کرونگا کیونکہ ابھی کلجگ کا آخری چرن نہیں آیا اور ابھی چندرماں۔ سورج۔ برہسپتی پوکھیہ نکشتر میں آکر ایک راشی پر نہیں آئے۔“ اور اگر مان بھی لیا جائے کہ کلگی پوران اور مہابھارت کی بیان کردہ یہ علامت درست ہے کہ ایشوری اوتار کلجگ کے آخری حصہ میں آئیگا تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ اس میں ابھی ۴۲۶۹۶۷ سال باقی ہیں؟

حضرت اقدسؑ کے ظہور پر کلجگ ختم اور ست یُگ شروع ہو گیا ہے

یہی کیوں نہ کہا جائے کہ کلجگ حضرت کرشنؑ قادیانی کے آنے پر ختم ہو گیا۔ اور اب ست یُگ شروع ہو گیا ہے۔

کیونکہ جتنے مہاپُرش اور ایشور کے اوتار دنیا میں آتے ہیں۔ ان کی آمد ایک نئے دَور کا آغاز ہوتا ہے۔ وہ یُگ پرورتک ہوتے ہیں۔ اور انہی کی برکت اور کوشش سے نیا دَور شروع ہوتا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ پُرانی کتابوں میں یہ لکھا ہونا کہ کلگی اوتار کلجگ کے آخر میں آئیگے یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں آئیگا جب بدیاں اپنی انتہا تک پہنچ گئی ہونگی۔ اور اسی کے آنے سے نیکیوں کا دَور شروع ہوگا۔ مگر اسکو بعد کے لوگوں نے یہ لاکھوں سال والا کلجگ سمجھ لیا۔ کلی کے معنی صرف لاکھوں سال والا یُگ ہی نہیں بلکہ اس حالت کا نام بھی کلی ہے جس میں گناہوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اور یہ حالت اُن یُگوں میں بھی پیدا ہوتی رہی ہے جنہیں ست یُگ۔ تریتا یُگ اور دواپر یُگ کہا جاتا ہے۔ اگر ست یُگ میں نیکیاں ہی نیکیاں ہوئیں تو اس میں بہت سے اوتاروں کے آنیکی کیا ضرورت تھی۔ اگر تریتا اور دواپر میں نیکیوں کی کثرت ہوتی تو بہت سے اوتار کیوں آتے؟ بات دراصل یہی ہے کہ ہر ایک یُگ میں بدیوں اور نیکیوں کے

59

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دَور آتے رہے ہیں۔ اور اسی طرح کلجگ میں بھی کئی بار ایسا ہو چکا ہے۔ مہاتما بدھؑ۔ حضرت مسیحؑ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد اس کی روشن مثال ہیں۔ اور اب بھی کلکی اوتار کے آنے سے ست جُگ کا آغاز ہو گیا ہے ؞

پس پیشگوئی کے الفاظ کا یہ مطلب نہیں کہ جس یُگ کی عمر کئی لاکھ بتلائی جاتی ہے اس کے آخر میں کلکی اوتار آئیگا بلکہ یہی مطلب تھا کہ جب بدیاں زور پکڑ جائینگی تب کلکی بھگوان ظہور فرما ہونگے۔

اور یہ صرف ہمارا قیاس ہی قیاس نہیں بلکہ خود ہندو بھی اسے تسلیم کرتے ہیں کہ ست جُگ میں کلجگ اور کلجگ میں ست جُگ آجاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے سناتن دھرمیوں کے مشہور ہندی رسالہ براہمن سروسو کے مندرجہ ذیل الفاظ:۔

"کلی کا بودھ (علم) دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک تو سلسلہ وار دواپر یگ کے بعد ترتیب سے آنیوالے چار لاکھ بتیس ہزار سال والے زمانہ کو کلی (کلجگ) کہتے ہیں۔ اور دوسرے ادھرم (بیدینی) کی مختلف اقسام کا نام کلی ہے جھوٹ بولنا۔ فریب۔ دغا۔ حسد۔ مذمت۔ جوا۔ شراب خوری۔ رنڈی باز۔ مانس کھانا۔ وغیرہ پاپ کلی روپ (کلجگ کی شکل میں ہیں)، جو ان کو چھوڑتا ہے۔ اس کے پاس کلی کبھی نہیں آتا"

اس کا مطلب یہ ہے کہ کلجگ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو اس زمانہ کا نام ہے جس کی عمر کئی لاکھ سال بتلائی جاتی ہے اور دوسرا کلجگ اس حالت کا نام ہے جسے بدیوں اور بدکاریوں کا دَور کہا جا سکتا ہے۔ اور جو شخص ان بدیوں سے بچا رہے اس پر کلجگ اپنا اثر نہیں ڈال سکتا ؞

پھر لکھا ہے کہ:۔

"یہ کلی ست یگ وغیرہ بھی کبھی کبھی درمیانی وقتوں میں دوسری حالتوں کی طرح بعض جگہ نمودار ہو جایا کرتے ہیں"

کہ بعض اوقات کلجگ ست جُگ وغیرہ میں بھی نمودار ہو جایا کرتا ہے؞ پھر لکھا ہے کہ:۔

"یدا سدا اَنرِتم اندر اندرا ہنسا وِشادنم۔ شوک موہ بھئے دَینیم سہ کلی ستت داسْمرِتہ

گرڑ پوران کے یگ دھرم میں لکھا ہے کہ جب لوگوں میں عام طور پر جھوٹ بولنا۔ سستی۔ نیند۔ جانوروں کو مارنا۔ شراب نوشی۔ کمزوروں کو ستانا۔ رنج۔ موہ۔ خوف اور کمزوری پھیلی جانو۔ تو اسوقت کلجگ آیا ہوا سمجھو" پھر لکھا ہے کہ:۔

"کلجگ کے دَور میں بھی ست یگ۔ تریتا۔ دواپر یگ آجایا کرتے ہیں۔ یعنی جیسے دن میں بھی اندھیرا چھا جانے کے وقت رات اور (رات میں) بھی عام طور پر روشنی کی زیادتی سے دن ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی ست یگ وغیرہ کے بیچ بیچ میں کلجگ آیا کرتا ہے" (براہمن سروسو اٹاوہ صفحہ ۷۹-۸۰)

اس جگہ صاف لکھا ہے کہ بعض اوقات ست جگ میں کلجگ اور اسی طرح کلجگ میں ست جگ آجایا کرتا ہے؞

صرف یہی نہیں بلکہ اس اصول کو زمانہ قدیم کے بزرگوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ شری رامچندر جی مہاراج کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُستاد وسشٹھ مُنی نے فرمایا ہے کہ :-

وسشٹھ مُنی کا فیصلہ کہ ست جگ میں کلجگ اور کلجگ میں ست جگ آجایا کرتا ہے۔

"کبھی کلجگ میں ست جگ برتنے (ہونے) لگتا ہے۔ (اور کبھی ست جگ میں کلجگ (اسی طرح) دواپر میں تریتا اور تریتا میں دواپر برتنے لگتا ہے۔" (جوگ بشنشٹ اُردو ترجمہ ص۳۱۹ چھٹا نردان پرکرن)

پس جب شری وسشٹھ مُنی جی کا فیصلہ بھی ہمارے خیال کی تائید میں ہو تو ایسی حالت میں یہ مان لینا ضروری ہے کہ جس زمانہ میں بھی کوئی اوتار آجائے اسی زمانہ میں ست جگ شروع ہو جایا کرتا ہے کیونکہ اسکی برکت اور سعی سے نیکیوں کی ترقی اور بدیوں کا ناش شروع ہو جاتا ہے۔ پس اسوقت خدا کے پیارے اوتار کے آجانے کی برکت سے کلجگ ختم اور ست یگ شروع ہو گیا ہے۔ اور جبکہ خود ایشوری اوتار نے بھی اعلان فرما دیا ؎

چو دَورِ خسروی آغاز کردند ❊ مسلماں را مسلماں باز کردند

تو ایسی حالت میں یہ تسلیم کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ اب چونکہ اسکے ذریعہ بدیوں کا ناش اور نیکیوں کا پرچار ہو رہا ہے۔ لہٰذا آپؑ کے آنے سے کلجگ (بدیوں کا دَور) ختم۔ اور ست یگ (نیکیوں کا دَور) شروع ہو گیا ہے۔ اور پُرانے عارفوں اور یوگیوں کا یہ کہنا کہ کلکی اوتار کلجگ کے آخر اور ست یگ کے شروع میں آئیگا۔ یہی معنی رکھتا ہے کہ اسکے ذریعہ بدیوں کا زمانہ ختم اور نیکیوں کا زمانہ شروع ہو گا ❊

ایشوری اوتار کے آنے میں لاکھوں سال باقی نہیں

اور اگر اس صداقت اور حقیقت پر مبنی توجیہ کو قبول نہ کرتے ہوئے اور براہین سرد سو اور جوگ بشنشٹ جی کے فیصلہ کو رد کرتے ہوئے یہی کہا جائے کہ ہمارے مقررہ حساب میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لئے ابھی کلجگ کے آخر اور ست جگ کے شروع ہونے میں لاکھوں سال باقی ہیں۔ تو اس پر سوال ہو گا کہ آخر اس گنتی کا ثبوت کیا ہے؟ اور اس پر کیا دلیل کہ ست یگ۔ تریتا یگ۔ دواپر اور کلجگ کا جو زمانہ پورانوں وغیرہ میں لکھا ہے وہی درست ہے؟ یہی کیوں نہ مانا جائے کہ اس قسم کی مبالغہ آمیزی بہت بعد کی پیداوار ہے؟ ہمارا یہی خیال ہے اور وہ بھی تاریخی واقعات کی بِنا پر کہ ان چاروں یُگوں کی جتنی عمر بتلائی جاتی ہے وہ محض فرضی اور خیالی ہے۔ کیونکہ یہ عقل اور نقل دونوں ہی کی رُو سے قابل تسلیم نہیں مثلاً یہ کہنا کہ :-

یُگوں کی عمر موجودہ حساب کی رُو سے

ست یُگ کی عمر سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس	۱۷۲۸۰۰۰
تریتا یُگ کی عمر بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس	۱۲۹۶۰۰۰
دواپر یُگ کی عمر آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس	۸۶۴۰۰۰
کلجگ کی عمر چار لاکھ بتیس ہزار برس	۴۳۲۰۰۰

میزان کُل تینتالیس لاکھ بیس ہزار برس

جن میں سے ست یُگ تریتا۔ دواپر سالم گذر چکے ہیں اور کلجگ کے بھی پانچ ہزار برس سے کچھ اوپر گذر گئے اور ابھی اس کے ختم ہونے میں ۴۲۶۹۶۷ سال باقی ہیں۔ کسی بُرہان پر مبنی نہیں ❊

Digitized by Khilafat Library Rabwah

60

یُگوں کا موجودہ حساب غلط اور مبالغہ آمیز ہے

اور اگر یہ حساب کسی واقعیت پر ہی مبنی ہے تو کیا اس کے ثبوت میں کوئی تاریخی سند پیش کی جا سکتی ہے؟

جب اس قسم کا حساب پیش کرنیوالے بتلاتے ہیں کہ نہ صرف یہی چار یُگ بلکہ کُرۂ ارض پر اس طور کے اور بھی بے شمار یُگ گذر چکے ہیں تو آخر انہیں ان کی واقعیت پر کوئی دلیل تو پیش کرنا چاہیئے؟ اور سبھی یُگوں کی نہیں تو کم از کم موجودہ چتریُگی[1] کے ست یُگ اور تریتا یُگ ہی کی کوئی تاریخ دکھلادی جائے جس سے معلوم ہو کہ ان دونو یُگوں کے تیس لاکھ چوبیس ہزار برس کا زمانہ واقعی گذر چکا ہے۔ لیکن ہم پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہینگے کہ اس قسم کا ثبوت مہیا کرنا قطعی ناممکن اور محال ہے۔ نہ صرف یہی کہ اس فرضی زمانہ کو کسی تاریخ سے ثابت نہیں کیا جا سکتا بلکہ خود وہی تاریخ اس کو باطل قرار دے رہی ہے جو آجکل ہندوؤں کے پاس صحیح یا غلط لکھی ہوئی موجود ہے۔ اور ہم اسی کو سامنے رکھ کر اس فرضی حساب پر اتنے کاری اور ناقابل تردید اعتراض کر سکتے ہیں کہ جس کا شمار نہ رہے۔ مگر چونکہ اتنی تفصیل میں جانا ممکن نہیں اس لئے اس فرضی حساب کے ابطال میں دو چار موٹی موٹی باتیں پیش کئے دیتے ہیں جو اس امر کو ناظرین پر واضح کر دینگی کہ واقعی یُگوں کا یہ حساب فرضی اور بہت بعد کے دماغوں کی اُپج ہے[2]۔

موجودہ حساب کی تردید میں پہلی بات

سب سے پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ جو لوگ یُگوں کا اتنا لمبا چوڑا حساب سُناتے ہیں ان کے خیال کے مطابق منوجی مہاراج نہ صرف کلجگ۔ دواپر۔ تریتا۔ ست یُگ سے پہلے گذرے ہیں بلکہ اس حساب کی رُو سے ان کا زمانۂ حیات آج سے قریباً پونے ۲۸ چتریُگیاں پہلے تھا۔ جس کو اگر سالوں میں لکھیں تو بقول پنڈت لیکھرام منو کا زمانہ بارہ کروڑ پانچ لاکھ بائیس ہزار نوسو اسی سال پہلے تھا۔ (دیکھئے کلیات آریہ مسافر صفحہ...) حالانکہ اگر منو مہاراج کا شجرہ دیکھا جائے تو ان کا زمانہ زیادہ سے زیادہ چھ سات ہزار سال قبل ثابت ہوتا ہے۔ جس کی تفصیل ہمارے ٹریکٹ "تردید قدامت وید" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اور اگر پُرانے شجروں کو نظرانداز ہی کر دیں تب بھی ان کی زندگی کے ایک عظیم واقعہ کی بنا پر ہم ان کے زمانہ کی نہایت عمدگی اور آسانی کے ساتھ تعیین کر سکتے ہیں۔

اور وہ واقعہ طوفان آب کا ہے۔ اور یہ واقعہ نہ صرف ہندوستان سے تعلق رکھتا ہے بلکہ دنیا کے دیگر اقطاع سے اس کا تعلق ہے۔ کیونکہ یہ طوفان ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی آیا تھا۔ جسے منو یا نوح کا طوفان بھی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ منو اور نوح ایک ہی شخص تھے۔ اور اگر اس واقعہ کا زمانہ دریافت کرنا ہو

---

[1] چتریُگی ست۔ تریتا۔ دواپر اور کلجگ کے مجموعی زمانہ کا نام ہے۔ احمدی مہاجر

[2] یہاں تفصیل کا موقع نہیں ورنہ یہ بھی بتلاتے کہ خود زمانہ حال کے ہندو بھی اس مبالغہ آمیز حساب کے گورکھ دھندے کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور مختلف زمانوں کی عمر بتلاتے ہوئے ایک دوسرے سے مختلف اعداد لکھ ڈالتے ہیں۔ احمدی مہاجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو علاوہ بائبل کے اور بھی کئی قوموں کی تاریخ سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ مگر چونکہ یہاں تفصیل کا موقع نہیں اس لئے ہم اس کے متعلق کچھ زیادہ نہ لکھتے ہوئے، ذیل میں ایک ہندو فاضل کے چند الفاظ ہی ہدیہ ناظرین کر دیتے ہیں۔ جو بتلائیں گے کہ اس واقعہ کو کتنا عرصہ گذرا ہے۔ آیا کروڑوں سال یا چند ہزار سال؟

شری بھاگوت پرساد جی ورما مختلف ممالک کے سنہ اور سمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اور طوفان آب کے متعلق بائبل اور دیگر ہندو کتابوں کے حوالے دیتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں کہ:-

"مذکورہ بالا باتوں پر غور کرتے ہوئے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کے نوح قرآن کے نوح مصر کے مینس اور ہمارے وید پرانوں کے (ساورنی) منو ایک ہی شخص تھے۔ اور یہی نوح۔ مینس۔ منو آج سے ۷۰۳۰ برس[ف] قبل مصر دیش پر حکمران تھے۔" (رسالہ گنگا۔ بھاگلپور۔ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۱۷۶)

پس جہاں منو مہاراج کے شجرہ ہائے نسب اور طوفان آب کا واقع متفقہ طور پر ان کا زمانہ آج سے چھ سات ہزار سال بتلاتے ہیں تو اس کے بالمقابل یُگوں کا فرضی حساب کس طرح مان لیا جائے جن کی رُو سے اِن کا زمانہ کروڑوں سال قبل جا پڑتا ہے جو کہ بالبداہت باطل ہے۔ پس اس صریح تفاوت میں یہی راز ہے کہ پہلے وقتوں میں یُگوں اور چترگیوں کی عمر بہت کم سمجھی جاتی ہوگی۔ جب بعد میں ان کی عمروں کو بڑھا دیا گیا تو مسلّمہ تاریخی ہستیوں کا زمانہ حیات بھی (خیالی طور پر) بہت دُور پہنچ گیا۔

دوسری بات بقول پنڈت لیکھرام مہابھارت میں لکھا ہے کہ شری کرشن جی مہاراج تریتا اور دواپر یُگ کے درمیانی زمانہ میں پیدا ہوئے، جیسا کہ ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے:-

"تریتا اور دواپر کی سندھی (درمیانی وقفہ) میں شستر دھاریوں (ہتھیار بندوں) میں سرشیٹ (اعلیٰ) رام ہوئے جنہوں نے ظالم راجاؤں اور دشٹوں کو مارا۔ اور ستیارتھ کا پرچار کیا۔" (بحوالہ مہابھارت پرب ادھیائے ۲ شلوک ۳ از کلیات مسافر صفحہ ۲۵)

اب اگر یُگوں کی موجودہ عمر کو مدِ نظر رکھا جائے تو شری رامچندر جی مہاراج کا زمانہ حیات بقول پنڈت لیکھرام۔

"اس حساب سے دواپر کے ۸۶۴۰۰۰ سال کلیگ کے آجتک ۴۹۹۴ میزانکل ۸۶۸۹۹۴ سال قبل ٹھہرتا ہے۔"

لیکن حقیقت اس سے کوسوں دُور ہے۔ کیونکہ جب ہم تاریخ کی روشنی میں ان کا زمانہ حیات معلوم کریں تو وہ چند ہزار سال ہی نظر آتا ہے۔ چونکہ اسوقت تفصیلی حساب پیش کرنے کا موقع نہیں اس لئے ہم اختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسکے متعلق ایک ہندو مؤرخ ہی کی تحقیق نقل کئے دیتے ہیں۔

پنڈت ہری رام چندر دیوکر صاحب ہندوستان کے مختلف شاہی خاندانوں کے زمانہ کی تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"شری رام کا زمانہ مہابھارت سے آٹھ سو برس قبل پایا جاتا ہے۔" (رسالہ تیاگ بھومی اجمیر جلد ۱ نمبر ۵ صفحہ ۳۸۴)

جب مہابھارت سے صرف آٹھ سو سال قبل شری رام چندر جی کا زمانہ معلوم ہو گیا تو اب اسوقت سے لیکر

ف اگر زیادہ احتیاط اور تحقیق سے کام لیا جائے تو یہ زمانہ اور بھی کم نکلیگا۔ احمدی مہاجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہابھارت کا زمانہ معلوم کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ ہر چند کہ اس درمیانی زمانہ کے متعلق بھی علماء میں اختلاف ہے مگر ہم فی الحال وہی زمانہ قبول کر لیتے ہیں جو سب سے زیادہ بتلایا جاتا ہے۔ اور وہ ہے بقول پنڈت لیکھرام پانچہزار سے چند سال اوپر جس کا یہ مطلب ہے کہ شری رام چندر جی کو گذرے زیادہ سے زیادہ ۵۸۰۰ سو سال ہوئے ہیں۔ نہ کہ ۸۶۸۹۹۴ برس؟ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مہابھارت کے مصنّف کو شری رام چندر جی کے زمانہ کا صحیح علم نہ ہو۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ اس نے بے سند ہی ان کا زمانہ تریتا اور دواپر یُگ کا درمیانی عرصہ لکھ دیا۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے اس نے ٹھیک لکھا ہوگا۔ اب جو اختلاف اگر پیدا ہوا ہے اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ پہلے دواپر۔ تریتا وغیرہ یُگوں کی عمر اتنی مہیب اور طویل نہ سمجھی جاتی ہوگی۔ بلکہ ہر ایک یُگ مختصر عمر کا تصوّر کیا جاتا ہوگا۔ مگر جب بعد کے لوگوں نے اپنے حساب کو پُرانا ظاہر کرنے کیلئے اس کو مبالغہ آمیز بنا دیا تو اس کے ساتھ تاریخی انسانوں کی عمریں اور زمانۂ حیات بھی بہت دُور جا پڑا جو حقیقت کے صریح خلاف ہے۔

تیسری بات اس امر کے ثبوت میں کہ قدیم وقتوں میں موجودہ یُگوں کی عمر بہت ہی کم سمجھی جاتی ہوگی ایک اَور بات پیش کرتے ہیں پنڈت کیشو لکشمن دیتری بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ:۔

”وایو پوران کے ۷۰ ویں ادھیائے میں راوَن کے متعلق لکھا ہے کہ.... ”راون نے تیرہ۱۳ چتر یُگ راج کیا تھا“ (اس) تیرہ چتر یُگ کا زمانہ سو سال سے بہت کم رہا ہوگا۔“ (رسالہ گنگا کا ویدانک ص۱۴۵)

وایو پوران کا یہ حوالہ اور پنڈت صاحب موصوف کی رائے اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ پہلے وقتوں میں یُگوں کی عمریں بہت کم سمجھی جاتی ہونگی۔ اور یہ بعد میں آنیوالوں نے محض دوسری قوموں پر اپنی قدامت کا رعب جمانے کیلئے اپنے سنہ کو سینکڑوں ہزاروں سے گذر کر کروڑوں اربوں سال تک پہنچا دیا۔ یہ بتلانے کیلئے کہ پہلے زمانوں میں یُگوں کی عمر بہت کم سمجھی جاتی تھی جنہیں بعد کے لوگوں نے بہت بڑھا دیا۔ متذکرہ بالا تین ثبوت بھی بہت کافی ہیں۔ اور ناظرین نے انہی سے سمجھ لیا ہوگا کہ ہندوؤں کا موجودہ حساب قطعاً اس قابل نہیں جو تاریخی کسوٹی پر سچا ثابت ہو۔

پہلے یُگوں کی عمر تھوڑی سمجھی جاتی تھی اور یہی وجہ ہے کہ جہاں گذشتہ دَور کے لوگوں کا زمانۂ حیات بہت دور جا پڑا وہاں آئندہ پیدا ہونے والوں کا زمانہ بھی لاکھوں سال بعد قرار دینا پڑا جو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتا پس اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ کلنگی اوتار نے کلجگ کے آخری حصّہ میں آنا تھا تو پھر بھی ہم یُگوں کی اصل حقیقت سے واقف ہو جانے کے بعد یہ خیال نہیں کر سکتے کہ اس کو ابھی لاکھوں سال باقی ہیں بلکہ یہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ زمانہ آگیا۔ کیونکہ جن لوگوں نے کلجگ کے آخری حصّہ میں اوتار کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی ان کے نزدیک یُگوں کی عمر اتنی لمبی نہ تھی، جتنی کہ بعد کے لوگوں نے فرض کر لی۔ پس اس حقیقت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہمیں اسوقت کلجگ کا خاتمہ اور ست یُگ کا آغاز ہی سمجھنا چاہیئے ؂

پورانوں کا حساب خیالی اور غلط ہے لیکن ممکن ہے کہ ہمارے حقیقت پر مبنی نتیجہ سے بعض لوگ اتفاق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ کریں اس لئے ہم ذیل میں اس گمراہ کُن حساب کے فرضی ۔ بناوٹی اور خیالی ہونے پر ایک ہندو محقق کی شہادت بھی دلوائے دیتے ہیں تاکہ ہمارے کسی ہندو بھائی کے دل میں بھی یہ خیال جاگزین نہ رہ جائے کہ موجودہ حساب چونکہ درست ہے اس لئے کلکی اوتار کا ابھی زمانہ نہیں ۔

شری بھاسکر رام چندر بھلے راؤ نے اپنے ایک عالمانہ مضمون میں پورانوں کی کمی بیشی اور ان میں مبالغہ آمیزی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

"پورانوں کو علم غیب کی کان بھلے ہی مان لیا جائے ۔ مگر ان میں درج شدہ شجرہ ہاء نسب بھی غلط ہیں۔ چندر سورج بنسی راجاؤں کے شجرہ ہاء نسب ۔ مہا بھارت کی جنگ تک تو ٹھیک ہیں لیکن اسکے بعد عیسیٰؑ سے پانچ صدی قبل تک کا حال بالکل فرضی ہے ۔ درمیانی دو ہزار سال کی تاریخ کا تو کسی کو پتہ نہیں ۔ کال گنتا (یُگوں کا حساب) بھی غلط ہے ۔" (رسالہ سادھری لکھنؤ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۰۷)

پھر یہی صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

"اگرچہ پورانوں کا مقصد مہا بھارت کی پیروی کرنا تھا ۔ مگر پھر بھی ان میں خیالی باتیں بلا وجہ داخل کر دی گئی ہیں ۔ جن سے گڑ بڑ مچ گئی ہے ۔"

"پورانوں میں چتریُگ اور منو منتروں کی اختراع کا ذکر ٹھیک گیتا جیسا کیا گیا ہے ۔ ہر ایک منو منتر کے مختلف سپت رشی بتلائے گئے ہیں ۔ اور چودہ منو منتروں کا ذکر کر کے ہر ایک کے دس دس بیٹوں کا بھی ذکر کیا ہے ۔ خصوصیت یہ ہے کہ آئندہ ہونیوالے منوؤں کے دس بیٹوں کے نام بھی الگ الگ بتائے ہیں ۔ مگر یہ سارا بیان خیالی اور فرضی ہے ۔"

"پورانوں نے جہاں سماج کا فائدہ کیا ہے ۔ وہاں ان کے ملاوٹی اور فرضی مقامات کے باعث بڑا گھوٹالا بھی مچ گیا ہے ۔ ایک ہزار چتریُگی کا ایک کلپ ۔ اس طرح ۳۳ کلپوں کا پُرانوں میں بیان کیا گیا ہے ۔ اور فلاں واقعہ فلاں کلپ میں ہُوا ایسا ذکر ہے ۔ اس طرح ماضی اور مستقبل کا بیان محض خیالی ہے ۔" (؍؍ صـ ۲۰۲ و ۲۰۳)

یہی کیوں اور بھی اسی رنگ کی کئی ایک شہادتیں تلاش کرنے پر مل سکتی ہیں ۔ مگر چونکہ اس جگہ زیادہ کی گنجائش نہیں اس لئے اسی ایک کو کافی سمجھتے ہوئے اپنے ہندو بھائیوں کی خدمت میں یہ پرارتھنا اور درخواست کرینگے کہ وہ مذکورہ بالا بحث پڑھ لینے کے بعد یہ خیال دل سے نکال ڈالیں کہ یگوں کا جو حساب ہمارے پورانوں وغیرہ میں لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے ۔ کیونکہ ہم نے تاریخی واقعات اور پھر دوسرے قرائن سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ حساب سراسر فرضی اور خیالی ہے جو بعد کے لوگوں نے اس صورت میں شائع کر دیا ۔ ورنہ پہلے زمانوں میں یُگوں کی عمر اتنی لمبی اور طویل نہ سمجھی جاتی تھی ۔ اور جب اس فرضی حساب کو تاریخی کسوٹی پر پرکھنے سے معلوم ہو گیا کہ یہ غلط ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرضی اور خیالی ہے تو ایسی حالت میں یہ خیال دل میں لئے رہنا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں کہ جس شخص کے آنے کا وعدہ کلجگ کے آخری چرن (حصہ) میں کیا گیا ہے اس کو ابھی لاکھوں سال باقی ہیں۔ چونکہ یہ خیال ایک غلط اور فرضی حساب پر مبنی ہے۔ اس لئے اس کو دلوں سے نکال دینا چاہیئے۔ ورنہ آپ اُس نعمت سے، اُس نور، اور اس فضل سے محروم رہ جائینگے۔ جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے بندوں پر رحم کھا کر نازل کیا ہے۔ اور جو انہی کو ملتا ہے۔ جو اس کے اوتار اور نبی پر ایمان لائیں ۔

خدا کا اعلان کہ کلجگ گیا ست جگ آ گیا

جب خدا تعالیٰ نے خود بذریعہ وحی بتلا دیا کہ :- جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان ذھوقا۔ کہ ست جگ آگیا اور کلجگ بھاگ گیا کیونکہ ست کے سامنے کلجگ بھاگ ہی جایا کرتا ہے تو اس آواز کو سُن کر بھی ایک غلط خیال پر اڑے رہنا بے نصیبی اور بدبختی نہیں؟ دوستو! خدائی فیصلہ کو سُن کر بھی غلط حسابوں اور فرضی ہندسوں پر اعتقاد جمائے رہنا۔ یقیناً شومیٔ قسمت ہے، نامرادی کی علامت ہے اور مند بھاگیہ کا چنہہ (نشان) ہے جس سے ہر آستک اور خدا پرست کو بچنا چاہیئے۔ اور اگر دوسروں کے بہکاوے میں آئے ہوئے بعض ہندو بھائی کہیں کہ یگوں کا حساب غلط سہی مگر یہ علامت تو ظاہر ہونی چاہیئے تھی کہ جب کلجگ ختم اور ست یگ شروع ہوگا اسوقت "سورج، چندرماں اور برہسپتی پوکھیہ نکشتر میں آن کر ایک راشی ہونگے"

پوکھیہ نکشتر والی علامت ضروری نہیں

تو اس کے متعلق بھی ہم بتلا دیں کہ یہ کوئی ایسی حتمی اور یقینی علامت نہیں کہ جب تک ایسا وقوع میں نہ آئے آپ کسی صداقت کو قبول نہ کریں اور پھر علامت بھی اس کتاب کی بتلائی ہوئی جو مختلف لوگوں کے ہاتھوں کم اور بیش ہوتی رہی اور نامعلوم لوگوں نے جو چاہا اس میں لکھا اور جو چاہا نکالدیا۔

لیکن اگر آپ لوگ ان حالات کو جانتے ہوئے بھی اس کے متعلق اصرار کریں تو ہم آپ ہی کے ہم مذہب ایک نامور فاضل کا اسکے متعلق جو خیال ہے سُنائے دیتے ہیں۔ جس سے آپکو معلوم ہو جائیگا کہ سورج چندرماں برہسپتی کا پوکھیہ نکشتر میں آکر ایک راشی میں جمع ہونا ناممکن اور محال ہے۔

ایک ہندو فاضل کے نزدیک ایسا ہونا محال ہے

راؤ بہادر چنتامنی وید ایم۔ اے۔ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف مہابھارت میمانسا کے صفحہ ۲۷۴ پر لکھتے ہیں کہ :-

"جب یہ کلی یگ ختم ہو گا۔ تب چندر۔ سوریہ پشیہ نکشتر اور برہسپتی ایک استھان پر آجائینگے۔ یہ کلپنا وہمی بات ہے۔"

پھر لکھتے ہیں کہ :-

"گنت سے نہیں معلوم کیا جا سکتا کہ یہ یوگ (اجتماع) کب ہوگا۔ کیونکہ ان سب کا ایک راشی پر آنا ناممکن ہے۔"

پھر لکھتے ہیں کہ :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"راشی لفظ سے یہاں عام میش وغیرہ راشی نہیں۔ بلکہ یہاں پر یُتی کے معنیٰ میں ہے۔ اور ہم دیکھ چکے ہیں کہ مہابھارت کے زمانہ میں میش وغیرہ راشیاں لوگوں کو معلوم نہ تھیں۔ چندر۔ سوریہ۔ برہسپتی اور پُشیہ نکشتر کی یُتی ناممکن نظر آتی ہے۔"

ہر چند کہ ہم اس قسم کی علامات کو دیگر یقینی قطعی اور بیّن دلائل و علامات کے سامنے کوئی خاص وقعت نہیں دے سکتے اور پھر ایسی کتاب کی بیان کردہ علامت جو محرّف مبدّل ہوجانے کے باعث خود بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہو۔ لیکن پھر بھی ہم نے ایک ہندو فاضل ہی کی زبان سے کہلوا دیا کہ ایسی علامت کا ظاہر ہونا "ناممکن" ہے۔

لیکن اگر اس پر بھی ہمارے ہندو بھائی اَڑے رہیں اور بوجہ ضد سے کام لیں اور یہی کہیں کہ ہم تبھی تمھاری بات مانینگے کہ کلجگ چلا گیا اور ست یُگ شروع ہوگیا جبکہ یہ علامت پوری ہوتے ہم دیکھ لیں تو ہم محض اس خیال سے کہ ہمارے یہ بھائی اُس نور اور ہدایت سے محروم نہ رہ جائیں جو خدا نے اس زمانہ میں نازل کی لیجئے وہ علامت پوری بھی ہوگئی ہم انہیں اس علامت کا پورا ہونا بھی دکھلائے دیتے ہیں۔

توقع ہے کہ ہمارے وہ ہندو بھائی جو اس علامت کے دیکھنے کیلئے بے قرار ہیں۔ اپنے ایک ہم مذہب پنڈت کی مندرجہ ذیل گواہی کو پوری توجہ سے پڑھیں:۔

شری یُت پنڈت گنیش دت جی شرما گوڑ اِندر فرماتے ہیں کہ:۔

"ہندوؤں کی کتابوں میں ہر ایک یُگ کی عمر کا ذکر پایا جاتا ہے۔ موجودہ یُگ کو کلی یُگ بتایا جاتا ہے، ہر ایک کرم کانڈی (یگیہ وغیرہ کرنے والا) ہندو اپنے مذہبی مراسم شروع کرنے سے قبل سنکلپ کرتا ہے۔ کلی یُگے۔ کلی پرتھم چرنے۔ وغیرہ یعنی ابھی کلی یگ کا پہلا چرن (حصّہ) ہی چل رہا ہے کیونکہ کلجگ کی عمر (موجودہ حساب میں) ۴۳۲۰۰۰ برسوں کی مانی گئی ہے جس میں سے آجتک ۵۰۳۲ سال گذرے ہیں۔ جس کی رُو سے ابھی تو کل یُگ کے ختم ہونے میں ۴۲۶۹۶۸ برسوں کی دیر ہے۔ لیکن شریمد بھاگوت (پوران) کے بارھویں سکندھ میں یہ ایک شلوک ہے جس میں ست یُگ کے شروع ہونے کا صاف ذکر ہے۔

"یدا چندرَ شچ سُوریشچ تتھا تِشیو برِہسپتی ——— ایک راشَو سمیش یتی تدا بھَوتی تت کرِتم"

یعنی جب سورج۔ چاند اور برہسپتی اور پُکھیہ کرک راشی پر پہنچتے ہیں تب ست یُگ کا آغاز ہوتا ہے، اور اسکے مطابق سب یوگ (اجتماع) بکرمی سمت ۱۹۷۶ شک سمت ۱۸۴۱ ساون کرشنا ۱۴۔ شنی وار کو ہو چکے۔ اور اُسی دن سے ست یُگ شروع ہُوا ماننا چاہیئے۔" (رسالہ گنگا جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۷۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب وہ ہمارے ہندو دوست جو اس علامت کو پورا ہوتے دیکھنا چاہتے تھے وہ دیکھ لیں کہ سنہ ۱۹۱۹ء یا سمت ۱۹۷۶ بکرمی میں سب کچھ ہو گیا، یہ مختلف سیارے ایک راشی میں جمع بھی ہو گئے اور ست یُگ بھی شروع ہو گیا۔ اور اگر مزید گواہ کی ضرورت ہو تو ہم آپ کی خاطر وہ بھی پیش کئے دیتے ہیں اور وہ بھی محض اس لئے کہ آپ کے دل میں کوئی وسوسہ باقی نہ رہ جائے۔

شری پنڈت یوگیندر ناتھ رائے جیوتش شاستری (بنگال)، اپنے ایک محققانہ مضمون میں محولہ بالا شلوک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:-

"جس وقت چاند۔ سورج اور پوکھیہ نکشتر۔ میں آیا ہوا برہسپتی ایک راشی میں آجائیں تب ہی ست یُگ کا آغاز ہوگا۔ یہ پیشگوئی پہلے شاستر میں لکھی ہے۔ (اور) ہم نے گنتی کے ذریعہ معلوم کیا ہے کہ ..... سنہ ۱۳۲۶[1] ۱۱ ساون روی وار مطابق ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء کو ست یُگ شروع ہو گیا ہے"[2]

(رسالہ انگریزی صفحہ ۳۰ ماہ جنوری ۱۹۱۹ء ص)

اب وہ ہندو دوست جو اس علامت کا پورا ہونا ضروری سمجھتے تھے وہ دیکھ لیں اور اچھی دیکھ لیں۔ کہ وہ حسب اعلان پوری ہو چکی ہے جس کی گواہی ایک نہیں اکٹھے دو پنڈت دے رہے ہیں۔ ہر چند کہ ہمارے نزدیک یہ کوئی خاص وزن نہیں رکھتی لیکن جو لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہیں وہ بتلائیں کیا اب بھی انہیں اس زمانہ کے ایشوری اوتار پر ایمان لانے میں کوئی عذر باقی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر دوستو اٹھو، بلکہ دوڑو اور جلد سے جلد اس صداقت اور اُس نور اور روحانی جیوتی کو حاصل کرو جو تمہارے دلوں کو پاک دماغوں کو روشن اور منور کرنے کیلئے اس زمانہ کا اوتار آسمان سے لایا ہے۔

قدیم پیشگوئی کے مطابق حضرت کرشن قادیانی وشنویش کے گھر اور سنبھل نگری میں ہی پیدا ہوئے

باقی رہا یہ کہنا کہ کلکی اوتار تو سنبھل نگری میں وشنویش کے گھر پیدا ہونگے۔ اور حضرت کرشن قادیانی مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے ہاں قادیان میں پیدا ہوئے۔

سو اس کے متعلق بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ پیشگوئی کے اصل الفاظ کو ظاہر پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں سنبھل یا وشنویش کسی خاص جگہ یا شخص کا نام نہیں بلکہ صفاتی نام ہیں۔ جن کے ہمیں معنے معلوم کر کے اصل حقیقت کا پتہ لگانا ہوگا۔ کیونکہ اگر ظاہری الفاظ پر حصر رکھا جائے تو پھر بعض دیگر اختلافی بیانات کی تطبیق مشکل ہو جائیگی۔ مثلاً ایک جگہ لکھا ہے کہ کلکی اوتار وشنویش کے گھر پیدا ہونگے۔ ایک جگہ لکھا ہے ان کے والد کا نام وشنو گپت ہوگا۔ ایک جگہ

---

[1] یہ سمت غالباً بنگال میں رائج ہے۔

[2] ہم نے طوالت کے خوف سے ان کا نقل کردہ حساب نہیں لکھا۔ جو صاحب چاہیں۔ اصل مضمون میں دیکھ سکتے ہیں۔ احمدی مہاجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ خدائی امداد اور اعانت ہی کا نتیجہ ہے کہ آج اس کے احکام کو سر آنکھوں پر رکھنے والوں کی تعداد یوماً فیوماً بڑھ رہی ہے۔ اور دُنیا کے چاروں کونوں میں اس کی تعلیم کو پھیلا رہی ہے۔ اور وہ دن دُور نہیں جبکہ خدا کے اس برگزیدہ اور منجی برحق کی جماعت دُنیا پر چھا جائے اور اس کی کایا پلٹ دے ؎

مسلمان اوروں کی نسبت زیادہ ایمان لائے

اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ کے ہادی کی تعلیم پر ایمان لانے والوں میں سے زیادہ تر مسلمان ہی تھے مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ عیسائیوں۔ سکھوں اور ہندوؤں سے تعلق رکھنے والے اس پر ایمان نہیں لائے، اگر ہزاروں اور لاکھوں مسلمانوں نے اس کو مانا تو عیسائیوں، سکھوں اور ہندوؤں میں سے بھی سینکڑوں نے ان کو خدا کا اوتار تسلیم کیا اور اپنی مراد کو پہنچے ؎

ہندوؤں کا تھوڑی تعداد میں ایمان لانے کا باعث

ہونا تو یہی چاہیئے تھا کہ جس طرح لاکھوں مسلمان خدا کے مسیح پر ایمان لائے۔ اس طرح ہندو بھی کثرت کے ساتھ ایشور کے اس آخری اوتار کے حلقہ بگوش ہو کر اپنی دیرینہ مراد کو پہنچتے مگر افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ اور اس کمی کی ذمہ واری اتنی ہندو بھائیوں پر نہیں جتنی کہ جماعت احمدیہ پر ہے جس نے کہ ۱۹۰۴ء سے لیکر اس وقت تک کوئی قابل ذکر اور مؤثر کوشش نہیں کہ جس سے برادران وطن بھی حضرت اقدس کے اس دعویٰ کی صداقت و حقانیت کے قائل اور مُقِر ہوتے ؎

اس میں شک نہیں کہ اس بارہ میں چند ایک تحریریں شائع ہوئیں۔ لیکن وہ کسی صورت میں کافی نہیں سمجھی جاسکتیں اور یہی وجہ ہے کہ ہندو دوست حضورؑ کے حلقۂ ارادت میں اتنی کثرت سے داخل نہ ہو سکے جتنی تعداد میں عیسائی یا مسلمان ؎

حالانکہ جس طرح عیسائیوں اور مسلمانوں کو حضورؑ کے دعوئ مسیحیت کے متعلق آگاہ کرنا ضروری تھا اس طرح اس بات کی ذمہ واری بھی ہمارے ہی سر پر تھی کہ آپؑ کے ایشوری اوتار ہونے کے متعلق برادران وطن کو بھی اطلاع دیتے اور بتلاتے کہ جس اوتار کی خبر صدیوں سے پہلے مختلف رشیوں منیوں اور اوتاروں نے دی تھی جس اوتار کے آنے کا اعلان شری مدبھگوت گیتا میں کیا گیا تھا۔ وہی اوتار خدائی طاقتوں کے ساتھ ہاں چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ آیا۔ اور اس دِوّیہ جیوتی اور خدائی نور سے ان تمام لوگوں کو منوّر کر گیا کہ جو اس کے حلقۂ عقیدت میں داخل ہوئے ؎

احباب جماعت سے گذارش

لیکن قبل اسکے کہ اصل مضمون کو شروع کیا جائے۔ پہلے ہم برادران جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے جس آسمانی مائدہ سے انہیں لذّت اندوز ہونے کا موقع دیا ہے اس نعمت کی حلاوت سے اپنے ہمسائیوں اور وطنی بھائیوں کو بھی ضرور شیریں کام کریں اور جہاں تک ان کے امکان میں ہو وہ اس زمانہ کے ہادی اور رہنما کے پیغام کو ہندوؤں کے بچّہ بچّہ تک پہنچا دیں کہ میں جس طرح مسلمانوں عیسائیوں اور دوسری قوموں کے پاپ نوارن کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں اسی طرح ہندوؤں کیلئے بھی مجھی کو اوتار بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں از سر نو دھرم کی بیل ہری بھری کروں۔ اور ان کو پاپ کے اس بھوساگر سے نکال کر اس اعلیٰ اور محفوظ مقام پر پہنچا دوں کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھا ہے کہ وہ وشنو کے مندر میں ظاہر ہونگے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ وہ شنبھل میں پیدا ہونگے، دوسری جگہ لکھا ہے وہ سنبھل میں پیدا ہونگے۔ پس اگر ظاہری الفاظ پر تکیہ کیا جائے تو مذکورہ بالا اختلافوں کو مٹانا محال ہو جائے۔ اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ سنبھل یا شنبھل نام کے گاؤں ہندوستان میں کئی پائے جاتے ہیں۔ اب کون فیصلہ کرسکتا ہے کہ وہ کس گاؤں میں پیدا ہونگے، مگر بات در اصل یہی ہے کہ ان ناموں کے معنی کرنے ہونگے اور ان معنوں میں جو حقیقت پوشیدہ ہوگی اسی کو دیکھ کر معلوم کرنا پڑیگا کہ آپ کا ظہور کس کے گھر اور کس جگہ ہوگا۔ سو جب ہم والد کے نام کے معنوں پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کے والد کا نام وشنو یش اس لئے تجویز کیا گیا ہے کہ اسکے ذریعہ خدا کا جلال دنیا میں ظاہر ہوگا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے ذریعہ ہی خدا کا جلال ظاہر ہؤا۔ کیونکہ انہی کے فرزند ارجمند نے خدا کی طرف سے مامور ہو کر دنیا میں وشنو کا یش پھیلایا اور اسکے جلال کو ظاہر کیا۔ پس یہاں وشنو یش سے مراد کوئی خاص معروف شخص نہیں بلکہ وہ شخص مراد ہے جسکے ذریعہ خدا کا جلال ظاہر ہو۔ اسی طرح سنبھل یا شنبھل نگری سے مراد اس نام کے معروف مقامات میں سے کوئی مقام نہیں بلکہ اس سے مراد وہ جگہ ہے جو کلکی بھگوان کے ظاہر ہونے پر عام مخلوق کیلئے شانتی، امن اور سلامتی بخشنے والی ہوگی۔ کیونکہ شنبھل کے معنی یہی ہیں[۱]۔ وہ تیرتھ یا زائرین کے جمع ہونیکی جگہ جو دوسروں کا کلیان یا بھلائی کرے اور انہیں اطمینان۔ سلامتی اور شانتی بخشے۔

اور یہ صفت حضرت کرشن قادیانی ؑ کے ظہور کے باعث قادیان میں ہی صاف نظر آتی ہے۔ اسوقت تک ہزاروں نہیں لاکھوں اشخاص اس شنبھل نگری سے سلامتی اور شانتی حاصل کر چکے ہیں اور آئندہ بھی کروڑوں اس سے شانتی اور کلیان پائینگے[۲]۔ اور ہمارے بیان کی تائید سنسکرت کی ایک مشہور لغت سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ:-

"شنبھل کے معنی کلیان وائیک تیرتھ ہیں۔ اور وہ گاؤں جہاں کلکی اوتار ہوگا" (پدم چندر کوش صـ۲۷۳)

پس جبکہ ہمارے خیال کی ایک مشہور پنڈت جو سنسکرت زبان کا ماہر اور لغت نویس ہے تائید کر رہا ہے۔ اور صاف لفظوں میں لکھ رہا ہے کہ شنبھل[۳] کے معنی وہ زیارت گاہ تیرتھ یا زائرین کے جمع ہونیکا مقام ہے۔ جہاں سے لوگوں کو شانتی ملیگی۔ اور ان کا کلیان ہوگا۔ یعنی دار الامان ہو۔ تو ایسی حالت میں یہی ماننا درست ہوگا کہ قدیم بزرگوں کی یہ پیشگوئی قادیان دار الامان پر ہی صادق آتی ہے۔ کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جو اسوقت مخلوق خدا کا کلیان کر رہی ہے۔ اور اسی سے نور کی شعاعیں نکل نکل کر باقی دنیا کو بھی روشن اور منور کر رہی ہیں۔ اور یہی وہ مقدس مقام ہے کہ جو تمام قسم کے فتن سے مامون ہے۔ اور

---

[۱] شم کے معنی شانتی۔ سلامتی۔ بھل کے معنی دان یا خیرات کرنے والا مطلب یہ ہؤا کہ وہ شمبھل وہ جگہ ہے جو دوسروں کو سلامتی بخشے ان کی مرادیں برلائے۔

[۲] عرصہ ہؤا دہلی کے ایک بھدر پرش پنڈت بالمکند جی بھی کلکی اوتار کی آمد کے متعلق اعلان کرتے ہوئے اپنے اشتہار میں لکھ چکے ہیں کہ:- "سنبھل سے مراد کوئی معروف سنبھل نگری نہیں۔ بلکہ "سنبھل" وہی ہے جہاں نش کلنک جی پرگٹ (ظاہر) ہوں"
(اشتہار بعنوان "شری نش کلنک بھگوان کا اوتار مطبوعہ دہلی)

[۳] کوئی یہ نہ کہے کہ سنبھل اور شنبھل میں فرق ہے۔ نہیں بلکہ سنسکرت میں س کی جگہ ش اور ش کی جگہ س بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ جیسے سری کرشن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامن والامان کہلاتا ہے چنانچہ خدا کی وحی نے پہلے سے بتادیا کہ مَن دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا یہ موٹے خطوں میں کئی سالوں سے مسجد مبارک کی دیوار پر لکھا ہوا موجود ہے۔ ع امن است در مقام محبت سرائے ما۔ بھی الہام ہے ؎ زمینِ قادیاں اب محترم ہے ✦ ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے - بھی مشہور ہے۔

اوتار کے رُوپ میں ایشور مجسّم ہو کر نہیں آیا کرتا

کیا ہمیشہ ایشور ہی مجسّم ہو کر آیا؟ گذشتہ صفحات میں جو کچھ لکھا گیا ہے اسے پڑھ کر اور یہ جان کر بھی کہ ایشوری اوتار کے آنے کا یہی وقت ہے۔ پھر بھی ہمارے بعض قدامت پرست بھائی یہ کہے بغیر نہ رہیں گے کہ ہماری کتابوں میں عموماً اور گیتا میں خصوصاً یہ نہیں لکھا کہ جب جب دھرم کا زوال اور ادھرم کی ترقی ہوگی تب تب ایشور کسی انسان کو دُنیا کی اصلاح کیلئے مامور کرکے بھیجے گا۔ بلکہ صاف لفظوں میں یہی لکھا ہے کہ ایسے موقعہ پر خود ایشور ہی انسانی جسم اختیار کرکے آئیگا۔ کیونکہ پہلے بھی جسقدر اوتار آئے وہ انسان نہ تھے بلکہ خود خدا تھے۔ جن میں سے بعض انش اوتار اور بعض پورن اوتار اور اب بھی جس اوتار کو آنا ہے وہ خود ایشور ہوگا نہ کہ کوئی انسان؟ لیکن جو بھائی اس قسم کے خیالات دلوں میں جمائے بیٹھے ہیں وہ سخت غلطی اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اور انہیں جسقدر بھی جلد ممکن ہو اس طور کے فاسد اور غلط عقائد سے توبہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس قسم کا عقیدہ کھلا کھلا کفر اور خدائے قدّوس کی توہین و تذلیل کرنیوالا ہے۔

ہمیشہ انسان ہی اوتار ہو کر آئے تھے انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ پہلے بھی ایشور نے دُنیا کی بہبودی و بھلائی کے لئے انسانوں کو ہی بھیجا تھا اور اب بھی ایک انسان کو ہی بھیجا ہے۔ اور آئندہ بھی اگر کبھی ضرورت پڑی تو کسی انسان کو ہی بھیجیگا۔ اور جن کو ہمارے بھائی خدائے مجسّم اور ہم (نبی و رسول) سمجھتے ہیں وہ بھی انسان ہی تھے۔ ہاں اُن میں اور عام انسانوں میں یہ فرق تھا کہ وہ الٰہی طاقتوں اور قدرتوں کے مظہر تھے، اسکے جلال اور کمال کے پرتَو تھے، اس کی نصرتوں اور تائیدوں کے حامل تھے، خدا اُن کو محبوب رکھتا تھا، اور ان پر اپنا کلام نازل کرتا تھا، اور جو مشن لیکر وہ دُنیا میں آتے تھے اس میں ان کی امداد کرتا تھا، اور دُنیا والوں کی شدید مخالفت کے باوجود آخر کار انہی کو مظفّر و منصور بناتا تھا، اور انہی کے ذریعہ اپنے ارادوں اور منشاؤں کو مخلوق پر ظاہر کرتا تھا، اور انہی کے واسطے سے دنیا کو نیکی و راستی کی راہوں پر چلاتا تھا، وہ بظاہر یکّہ و تنہا ہوتے تھے، دُنیوی ساز و سامان سے خالی ہوتے تھے، لاؤ لشکر سے محروم ہوتے تھے۔ مگر مقابلہ بڑے بڑے جبّار اور قہار لوگوں سے ہوتا تھا، ہاں ایسے لوگوں سے جو عام حالات میں ان جیسوں کا چٹکی بجاتے میں خاتمہ کردیں، مگر چونکہ وہ خدا کے محبوب، اسکے نائب، اور اس کی تجلیوں کے جلوہ گاہ ہوتے تھے۔ اور الٰہی امداد اور نصرت اُن کے شامل حال ہوتی تھی۔ اس لئے وہ یکّہ و تنہا ہوتے ہوئے بھی۔ ظاہری ساز و سامان اور لاؤ لشکر سے محروم ہوتے ہوئے بھی۔ اپنے بھیجنے والے کی امداد سے۔ ان بڑے بڑے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرکش اور صاحب اقتدار لوگوں پر فتح پا کر دُنیا میں حق و صداقت کے جھنڈے گاڑ دیتے تھے، دُنیا میں جب کبھی بھی ظلم و جور کی آندھی چلی، دُنیا میں جب کبھی بھی کُفر و عصیاں کی تاریکی چھائی۔ دُنیا میں جب کبھی بھی بیدینی و بدچلنی کا زور ہُوا۔ دُنیا میں جب کبھی بھی دھرم کی گلانی اور ادھرم کی وِردّھی ہوئی۔ تب تب خدا نے انہی لوگوں کے ذریعہ ظلم و جور کا خاتمہ کیا۔ اور دُنیا میں امن و سلامتی کی حکومت قائم کی۔ اور انہی کے ذریعہ کفر و عصیاں کو بیخ و بُن سے اُڑایا۔ اور حق و صداقت کا بول بالا کیا۔ اور انہی کے ذریعہ دھرم کی حفاظت اور ادھرم کا ناش کروایا ؛

اوتاروں میں ذاتی طاقت محیر العقول کام کرنیکی نہیں ہوتی بلکہ عطیۂ الٰہی ہوتی ہے۔

ان کی ذاتی طاقتیں قطعًا ایسی نہ تھیں کہ وہ ظالموں کا مقابلہ کر سکتے، اور ان پر فتح پاتے۔ ان کی ذاتی قدرتیں ایسی نہ تھیں کہ دنیا سے بدی و بدکاری مٹا دیتے یا انسانی طبائع میں انقلاب پیدا کر کے اور انہیں کُفر و عصیان کی دلدل سے نکال کر نیکی اور پاکیزگی کی چوٹی پر لا بٹھاتے۔ مگر چونکہ خدا کی مدد اور نصرت ان کے ساتھ ہوتی تھی، اور وہی ان کے ذریعہ اپنی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار کرتا تھا۔ اور اس کے ارادہ سے یہ سب کام ہوتے تھے، اور وہی ان کی رہبری و رہنمائی کرتا تھا، اس لئے یہ اتنے بڑے بڑے کام جو عام حالات میں قطعی ناممکن ہیں۔ آسانی کے ساتھ انجام دے لیتے تھے۔ چونکہ ان کے ذریعہ جو کام انجام کو پہنچتے تھے وہ انسانی طاقتوں سے کہیں بالا ہوتے تھے اس لئے وہ لوگ جو الٰہی اسرار سے ناواقف تھے۔ ٹھوکر کھا گئے۔ اور انہوں نے اپنی نادانی سے یہی سمجھ لیا کہ جن لوگوں کے ذریعہ اس قسم کے خارق عادت، غیر معمولی اور مہتم بالشان کام انجام کو پہنچے تھے وہ خدا ہی تھے۔

بھٹی میں پڑی لوہے کی سلاخ کی مثال اس مسئلہ کو حل دیتی ہے

حالانکہ یہ خیال سراسر کم فہمی پر مبنی تھا۔ اور معرفت کی کمی اور حقیقت سے بے خبری کا نتیجہ تھا انہیں اتنی بھی بصیرت حاصل نہ تھی کہ وہ آگ میں پڑی ہوئی اس سلاخ کی ماہیت کو جان کر ہی اس رمز سے واقف ہو جاتے کہ جس طرح وہ سلاخ آگ کے اثر میں آ کر۔ آگ ہی نظر آتی ہے۔ اور جس میں آگ جیسی ہی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے اور جو آگ کی طرح ہی سُرخ، روشن اور دھکتی ہے، اور جو آگ ہی کی مانند دوسروں کو جلانے اور راکھ بنا دینے کی قدرت رکھتی ہے حالانکہ وہ سلاخ آگ نہیں بلکہ لوہے کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے جس میں ذاتی طور پر قطعًا ایسی طاقت نہیں ہوتی کہ کسی کو جلا سکے یا خفیف سا چینکا بھی لگا سکے۔ مگر چونکہ وہ آگ کے اثر میں ہوتی ہے۔ اس کے رنگ میں رنگین ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے وہی کام ظہور میں آتے ہیں جو آگ کا خاصہ ہیں۔

اگر ان لوگوں کو آگ اور لوہے کی سیخ میں امتیاز کرنے کا ہی شعور ہوتا تو ان کو انبیائے کرام اور ایشوری اوتاروں کے متعلق بھی غلطی نہ لگتی اور وہ کبھی بھول کر بھی ان کو ایشور یا خدا نہ سمجھتے، مگر چونکہ وہ معرفت الٰہی سے محروم اور روحانی اسرار سے ناواقف تھے اس لئے وہ ان خاص الخاص انسانوں کے محیر العقول کاموں کو دیکھ کر یہی سمجھ بیٹھے کہ وہ انسان نہیں خود خدا تھے۔

اوتار خدا نہیں۔ خدا نما ہوتے ہیں

حالانکہ یہ خیال حقیقت سے کوسوں دُور تھا۔ کیونکہ جن لوگوں کو یہ خدا سمجھ بیٹھے وہ خدا نہیں بلکہ خدا نما تھے۔ اس کے زیر اثر تھے۔ اُسکے رنگ میں رنگین تھے۔ اُسکی صفات کا مظہر تھے۔ اسکے جلال کا آئینہ تھے۔ اور اسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاتھ کا محض آلہ۔ نہ کہ خود خدا؟ وہ چونکہ خدا کے مقرب، اسکے پیارے، اُس کے محبوب اور اسی کے ہاتھوں تربیت پائے ہوئے اور اُسی کے ارادوں کو پورا کرنے کیلئے دُنیا میں آئے تھے، اس لئے وہ جو کچھ کرتے تھے وہ خدا کی نصرت اور امداد سے کرتے تھے۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ جو کچھ کرتے تھے خود خدا کرتا تھا۔ وہ جو کچھ کہتے تھے خود خدا کہتا تھا

بشری احتیاجیں ان کے ساتھ لگی ہوئی تھیں پھر وہ خدا کیسے

مگر اس پر بھی وہ خدا نہیں انسان تھے، اور انسانی کمزوریاں اور بشری احتیاجیں انکے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔ ان کا کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، باتیں کرنا۔ چونکہ سب خدا کیلئے اور اسی کے منشاء کو پورا کرنے کیلئے ہوتا تھا۔ اس لئے وہ وہی کچھ کرتے تھے۔ جو خدا کا منشاء ہوتا تھا۔ ان سے وہی امور ظہور میں آتے تھے۔ جو خدا چاہتا تھا۔ وہ چونکہ اپنا سبھی کچھ خدا کے اختیار میں دے چکے تھے اس لئے خدا ہی انکو جس طرح چلاتا وہ چلتے، جو کہلواتا وہ کہتے تھے۔ ان کے کام، ان کے کام نہیں، بلکہ خدا کے کام ہوتے تھے، مگر اس پر بھی وہ خدا نہیں بلکہ انسان تھے۔ وہ اگر غیب کی باتیں بتاتے تھے، تو یہ ان کی ذاتی طاقت نہ تھی، بلکہ خدا سے اطلاع پا کر ایسا کرتے تھے وہ اگر بڑے بڑے صاحب اقتدار حکمرانوں پر فتح پاتے تھے۔ تو اپنے ذاتی بل پر نہیں، بلکہ خدائی امداد کے ذریعہ۔ وہ اگر بڑے بڑے گرانڈیل اور صاحب طاقت لوگوں کو میدان جنگ میں خاک و خون میں لت پت کر دیتے تھے۔ تو اپنی ذاتی قدرت کی بنا پر نہیں۔ بلکہ محض الٰہی نصرت کے ساتھ۔ ان کا وقتاً فوقتاً دنیا میں آ کر انقلاب پیدا کر دینا۔ اور مخالف حالات کے ہوتے ہوئے بھی کامیاب ہونا اپنے ذاتی اوصاف یا لیاقتوں کی بدولت نہ تھا۔ بلکہ ایشوری شکتی اور اسی کی سامرتھ کی طفیل تھا ٭

اس امر کی تائید ایک پنڈت صاحب بھی کرتے ہیں

اور یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بعض سمجھدار ہندو بھی اس کی تائید کرتے ہیں جیسا کہ پنڈت ہنومان پرساد پودار کے مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے۔ فرمایا کہ:۔

"مہا پُرش لوگ۔ یوگ۔ گیان۔ پریم اور آنند میں ایشور کے سمان ہو کر بھی ایشور کے اطاعت شعار ہی رہتے ہیں۔ ایشور کے ارادہ اور خواہش کے خلاف ان کی طاقت استعمال نہیں ہوتی۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ ان کے اندر ایشور ہی کام کر رہا ہے۔ یوگ سِدھی (مراقبہ) سے حاصل شدہ گیان (عرفان)۔ پریم (محبّت) شکتی (طاقت) ایشوریہ (جلال)، آنند (مسرت) وغیرہ سبھی چیزیں پرمیشور ہی کی ہیں۔ ان کی خواہش ایشور کی خواہش ہوتی ہے۔ ان کی زندگی کے تمام افعال ایشور کے افعال ہوتے ہیں۔ وہ ایشور کی صفات قدرت وغیرہ کو حاصل کر کے ایشور کی پرتی مورتی (خدا نما) بن کر دنیا کی بھلائی کے لئے چلتے پھرتے ہیں" (رسالہ کلیان گورکھپور جلد ۸ نمبر ۲ صفحہ ۹۲)

اس اعتراض کا جواب کہ خدا نے اوتاروں میں ایسے نشان کیوں نہ رکھے جس سے ان کی انسانیت کا پتہ چلتا

اگر کہا جائے کہ خدا نے ایسے سامان پیدا کیوں نہ کئے جن کے ذریعہ عام مخلوق گمراہی سے بچ جاتی اور ان کو خدا نہ سمجھتی؟ تو اسکے جواب میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی عرض کرنا کافی ہے کہ خدا نے تو ایسے سامان سبھی کے وقت پیدا کر دیئے تھے۔ اور قدم قدم پر یہ سمجھنے کا موقع دیا تھا کہ یہ لوگ خدا نہیں، بلکہ انسان ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ نادانوں نے موٹی موٹی باتوں کو بھی نہ سمجھا؟

جو لوگ گمراہی کے گڑھے میں گرے ان کو کم از کم اتنا تو خیال کر لینا چاہیئے تھا کہ جہاں ان مقدس ہستیوں سے خارق عادت امور کا ظہور ہوتا ہے وہاں یہ بشری کمزوریوں سے بھی خالی نہیں ہیں ✤

اوتاروں کے انسان ہونے کی علامتیں

خدا تعالیٰ محض لوگوں کے ذہن نشین کرنے کیلئے کہ یہ خدا نہیں۔ انہیں ابتلاؤں میں ڈالتا تھا ان کو مصیبتوں اور تکلیفوں میں سے گذارتا تھا۔ وہ بعض اوقات بیمار بھی ہوتے تھے دُکھ درد اور کشٹ بھی سہتے تھے، اور اسی طرح دیگر بشری کمزوریوں کا بھی ان سے صدور ہوتا تھا، جن کا باعث صرف یہی تھا کہ خدا تعالیٰ جہاں دنیا والوں کو یہ بتلائے کہ خدا ہی وہ قادر مطلق ہستی ہے جو کمزوروں اور ناطاقتوں سے عظیم الشان کام لے لیتی ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر کر دے کہ جن لوگوں کے ذریعہ ایسے ایسے عجیب کام ظہور میں آتے ہیں وہ ان کی کسی ذاتی طاقت یا قدرت کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ وہ اس وراء الورا اور نہاں در نہاں ہستی کے ید قدرت کا کرشمہ ہوتے ہیں جس نے ان کو اور باقی مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ اگر یہ اوتار آتمائیں خدا ہوتیں تو بیمار کیوں ہوتیں، دُکھ درد محسوس کیوں کرتیں اپنے عجز کا اظہار کیوں کرتیں۔ پس ان کا بیمار ہونا، دُکھوں اور دردوں میں مبتلا ہونا۔ امتحانوں میں پڑنا۔ ابتلاؤں میں سے گذرنا۔ کشٹ اور تکلیفیں سہنا۔ اور اپنے عجز اور کمزوریوں کا اظہار کرنا ہی اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ وہ خدا نہ تھیں، بلکہ خدا کی مخلوق تھیں ✤

اس امر کا ثبوت کہ شری رام اوتار ہونے پر بھی انسان تھے

ہم مانتے ہیں کہ شری رام چندر جی مہاراج سے بڑے بڑے امور ظاہر ہوئے۔ انہوں نے عظیم الشان کام کر دکھائے، اور راون جیسے باجبروت اور صاحب اقتدار بادشاہ کے غرور اور نخوت کو خاک میں ملا دیا۔ اور اس کے حامیوں اور ناصروں کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔ جو عام حالات میں ایک نہتے اور بے یار و مددگار انسان کے بس کی بات نہ تھی ✤

لیکن یہ اور اس قسم کے دیگر کارنامے اس امر کی دلیل نہیں بن سکتے کہ چونکہ انہوں نے جو کام کر دکھایا۔ وہ عام حالات میں انسان نہیں کر سکتے، اس لئے وہ خدا تھے، کیونکہ اگر وہ خدا ہوتے تو انہیں بارہ (۱۲) برس تک جنگلوں میں مارے مارے پھرنے کی ضرورت نہ تھی، انہیں کند مُول کھانے اور جنگلی میووں سے گذارہ کرنے کی حاجت نہ تھی، انہیں بے سروسامانی اور بے چارگی کی حالت میں بن باس اختیار کرنے کی آوشیکتا نہ تھی، ان کا بارہ برس تک ابتلاؤں میں مبتلا رہنا اور دُکھ درد سہنا ہی اس بات کا مظہر ہے کہ وہ خدا نہیں، بلکہ خدا کے پیارے تھے، اسکے محبوب تھے، اور اسکی رضا اور منشاء کو پورا کرنیوالے تھے۔ اور اپنے عملی نمونہ سے دوسرے انسانوں کو نیک اور اعلیٰ سبق سکھلانے والے تھے، آخر یہ تو سوچنا چاہیئے کہ وہ خدا ہوتے تو پھر ان کا کسی اور کی بندگی اور عبادت کرنا چہ معنی؟ ان کا کسی اور کے آگے سر نیاز جھکانا چہ معنی؟ ان کا کسی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

66

سہائتا اور مدد مانگنا چہ معنی ؟

اگر وہ خدا ہوتے تو ان کو علم غیب حاصل ہونا چاہیئے تھا۔ وہ ترکال درشی ہوتے۔ وہ دُنیا اور مافیہا کی ہر ایک بات اور ہر ایک واقعہ کا علم رکھتے۔ مگر چونکہ وہ خدا نہ تھے۔ اس لئے غیب کا علم بھی انہیں حاصل نہ تھا، اور اگر کبھی غیب کی خبریں دوسروں کو بتلائیں بھی تو اس کا یہی باعث تھا کہ وہ خدا سے سیکھی تھیں،

اگر کہا جائے کہ انہیں یہ قدرت حاصل تھی تو کیا باعث ہے کہ وہ یہ معلوم نہ کر سکے کہ سیتا مہارانی کو کون لے گیا؟ اگر انہیں غیب کا علم حاصل تھا تو ہنومان کو تلاش کے لئے بھیجنا کیا مطلب رکھتا ہے۔ اگر انہیں غیب کا علم حاصل تھا تو انہیں شری لکشمن کے زخمی ہونے پر بے قراری اور بے چینی نے کیوں گھیرا؟ جب وہ عالم الغیب ہونے کے باعث آئندہ کے حالات جانتے تھے تو انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ وہ جانبر ہو جائینگے۔ مگر چونکہ انہیں اس قسم کی قدرت حاصل نہ تھی اسی لئے وہ اپنی زندگی میں بارہا اسی قسم کے انسانی عجزوں کا اظہار کرتے رہے اور یہی حال باقی نبیوں پیغمبروں اور اوتاروں کا تھا۔ ہندوستان میں جسقدر اوتار آئے۔ ان میں سب سے بڑے اوتار شری کرشن جی مہاراج کو بتلایا جاتا ہے۔ اور ان کے متعلق برملا کہا جاتا ہے کہ وہ ساکشات ایشور اور خدائے مجسم تھے، لیکن کیا

شری کرشن کے انسان ہونے پر بعض دلائل

ان کے حالات زندگی یہ نہیں بتلاتے کہ وہ بھی اپنی زندگی میں اسی قسم کے حالات سے دوچار ہوئے جو ان سے پہلوں کو پیش آئے تھے؟ کیا وہ کنس کے خوف سے مُدّتوں برج کے گوالوں کے ہاں نہیں رہے؟ کیا ان کو بعض اوقات دشمن کے شرّ سے محفوظ رہنے کیلئے نقل مکانی کی حاجت نہیں پڑی؟ یا کیا انہیں دوسروں سے علم حاصل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی؟ کیا انہیں کسی دوسری ہستی کے آگے سجدۂ اطاعت نہیں کرنا پڑا؟ کیا انہوں نے دیوؤں کے دیو کے حضور جبین نیاز نہیں جھکائی؟ اس سے دُعائیں نہیں کیں؟ اس سے مرادیں نہیں مانگیں؟ اس سے اپنی فتح و نصرت کی التجائیں نہیں کیں؟ کیا انہوں نے اپنے ہاں اولاد ہونے کے واسطے منتیں نہیں مانیں؟ اس کیلئے برسوں جپ تپ نہیں کیا؟ کیا ان کو اپنے نَومولود بچّہ کی گم شدگی پر اُس خلّاق عالم ہستی کے آگے فریاد نہیں کرنا پڑی جو ان کی مُرادیں برلانے کی قدرت رکھتی تھی؟ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو پھر کس طرح کوئی عقلمند انہیں خدا اور ساکشات ایشور سمجھ سکتا ہے؟

اس میں شک نہیں کہ وہ خدا کے محبوب تھے۔ اس کے خاص الخاص پیاروں میں سے تھے۔ اور خدا انہیں قدم قدم پر نصرت اور فتح عطا کرتا تھا۔ ان سے ہمکلام ہوتا تھا۔ ان پر اپنے فضلوں کی بارشیں برساتا تھا، اور اُسی نے ان کو دشمنوں کے شرّ سے بچایا۔ اسی نے آخر کار ان کو ان سب پر مسلّط کیا، اور اسی کی امداد سے وہ اپنے زمانہ میں انقلاب عظیم پیدا کر سکے، مگر باوجود ان الوہک کاریوں اور تعجب خیز کارناموں کے وہ انسان تھے۔ خدا نہ تھے۔

خدا خود معبود ہے اسے کسی کی عبادت کرنے کی کیا حاجت۔ مگر شری کرشن جی تو کسی دوسری بالاتر ہستی کی عبادت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے تھے پھر وہ خدا کس طرح؟ اگر کہا جائے کہ یہ غلط ہے کیونکہ ہمارے پنڈت اس کو نہیں مانتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ:۔

"شری کرشن میں یہ خصوصیت اور فضیلت پائی جاتی ہے کہ وہ پیدائشی ہادی۔ اور رہنما تھے۔ وہ خود مجسم خدا تھے ان کو کسی کی عبادت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔" (منقول از ٹریکٹ "احمدیوں کی دو رنگی" مطبوعہ سیالکوٹ)

لیکن جو شخص اس قسم کی باتیں زبان پر لاتا ہے وہ یقیناً حقیقت حال سے بے خبر اور ناواقف محض ہے اور اگر یہ کہا جائے تو قطعاً بیجا نہ ہوگا کہ اسے شری کرشن جی مہاراج کے حالات زندگی تک سے واقفیت نہیں۔ اور اس نے نہ تو پوران اٹھا کر دیکھے ہیں اور نہ ہی مہابھارت کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے۔ کیونکہ اس قسم کا دعویٰ کرنے والا اپنے لٹریچر سے واقف ہوتا تو اسکو

شری کرشن نے گھورانگرس رشی سے پڑھا

اس بات کا علم ہوتا کہ شری کرشن جی مہاراج پیدائشی ہادی تھے تو انہیں اوائل زندگی میں دوسروں سے علم اور معرفت کی باتیں سیکھنے کی کیوں ضرورت لاحق ہوئی؟ کیا چھاندوگیہ اُپنشد میں نہیں لکھا کہ

"گھورانگرس نے یہ (یگیہ کے رازوں کا) دیوکی کے بیٹے کرشن کو اپدیش کر کے کہا کہ جس کے سننے سے) اُسے پھر کوئی پیاس نہیں رہی۔" (چھاندوگیہ اُپنشد پرپھاٹک ۳ کھنڈ ۱۷)

کیوں صاحب! جب شری کرشن خود ایشور اور پیدائشی ہادی تھے تو پھر ان کے اندر الٰہیات کا علم سیکھنے کے لئے گھورانگرس رشی کے پاس ایک پیاسے کی حیثیت سے جانا اور اس سے اپنی تشنگی بجھانا کیوں؟ کیا آپ کا گھورانگرس کی خدمت میں پہنچ کر اپنی روحانی پیاس بجھانا اس امر کی دلیل نہیں کہ وہ بھی انسان تھے؟ اور سنئے لکھا ہے کہ ایک دفعہ

شری کرشن کا مبدأ حقیقی کی عبادت کرنا

شری کرشن جی کو نرائن کی عبادت اور پوجا کرتے دیکھ کر

"نارد منی کے دل میں یہ خیال اُٹھا کہ یہ (کرشن) کس کی ارادھنا (بندگی) کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے تپسیا (ریاضت) کیسی؟ نارد جی نے رفع شک کے لئے ان سے پوچھا۔ تب انہوں نے کہا "ہم لوگوں کا ایک مُول پُرش اور ہے ہم انہی کا دھیان کرتے ہیں جو تمام مخلوق کے اندر نہ نظر آنیوالا۔ قائم ہے۔ حواس سے بالاو بہت ہی مشکل سے جانا جاتا ہے۔" (رسالہ کلیان گورکھپور کا کرشن نمبر صـ۲۲۴)

کیوں جی! جب کرشن مہاراج خود ایشور تھے تو پھر ان کا مُول پُرش (مبدأ حقیقی) کی عبادت کرنا چہ معنی؟

پھر اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے کہ:۔

شری کرشن کا اُپ منیو سے طریق عبادت سیکھنا

"شری کرشن مہاراج نے اُپ منیو سے شوجی (ایشور) کی عبادت کرنیکا منتر پاکر سات مہینے تک مسلسل کمل۔ بیل پتر۔ سوپتر۔ کُش۔ کینتر۔ دُوب۔ آک کے پھول۔ کنول کے پھول اور شنکھ پھولی بطور نذر گذار کر شوجی کو راضی کیا۔"

دشمنوں کے شر سے پناہ مانگنا

"اور بولے کہ اسوقت آپکی عنائت سے میرے پاس سبھی کچھ موجود ہے لیکن دیتوں (خبیث طبع لوگوں) سے دکھی ہو کر آپ کی پناہ میں آیا ہوں آپ ہی کی عبادت برہما وغیرہ پہلے بزرگوں نے کی ہے۔ تب خوش ہو کر

67

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شوجی بولے کہ مال دولت۔ اولاد۔ عورت اور دیگر قسم کے سُکھ اور بہت بڑی طاقت تمہیں حاصل ہوگی"۔

(بحوالہ شوپوران گیان سنگھتا ادھیائے نمبر ۹۶ منقول از پوران توپرکاش ص۱۵۱)

اگر واقعی شری کرشن خدا تھے تو ان کا شوجی کی عبادت کرنا۔ اور مخالفین سے دُکھی ہو کر ان کی پناہ ڈھونڈنا۔ اور مُرادیں مانگنا کیا معنے رکھتا ہے؟ جب وہ ایشور تھے تو ان کا شوجی کو یہ کہنا کہ "دُشٹیبھیہ پیڑتی تشچ اہم توام اہم شرنم گتہ"، کہ مَیں مخالفین سے دُکھی ہو کر تیری پناہ میں آیا ہوں۔ یہ کس وجہ سے تھا؟ کیا اس لئے نہیں کہ وہ انسان تھے اور مخالفین کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے خدا سے مدد چاہتے تھے؟ پھر لکھا ہے کہ:۔

دشمنوں کے شر سے نقل مکانی

"متھرا میں جاکر انہوں نے اُگر سین کو راجہ بنایا۔ اسکے بعد ملیچھوں کے خوف کے باعث دوارو تی نگری میں چلے گئے"۔ (بحوالہ دیوی بھاگوت پوران سکندھ ۱۲ ادھیائے ۱ منقول از پوران مت پریالوچن ص۳۹)

آخر یہ خود حفاظتی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا اسی لئے نا کہ وہ ایشور نہیں بلکہ انسان تھے؟

پھر لکھا ہے کہ جب آپنے اولاد پیدا ہونیکی خاطر شوجی (جو ہمارے نزدیک ایشور ہی کا نام ہے) کی بندگی کی اور اُس کے بعد شوجی نے درشن دیئے تو اسوقت

شوجی کے قدموں میں گرے

"پپات پادیو تسیہ ڈنڈوت پریم سن یُتہ"

یعنی کرشن جی پریم کے باعث شوجی کے قدموں پر گر گئے۔ اور کہنے لگے کہ:۔

اولاد کیلئے دعا کرنا

"لجّا بھوتی دیویش پرار تھنا یام جگت گورو۔ سوا ہم مایا و موڑ آتما یاچے پُتر سُکھم وِبھو"

اے معبود! مجھ کو درخواست کرتے شرم آتی ہے کہ مَیں مایا کے بس میں ہو کر آپسے بیٹے کیلئے پرارتھنا کرتا ہوں۔ مہربانی کرکے مجھے بیٹا عنایت کیجئے"۔

(بحوالہ دیوی بھاگوت پوران۔ منقول از مورتی پوجا سمانسا ص۳۹)

پھر لکھا ہے کہ ایک دفعہ شری کرشن جی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا مگر کوئی نامعلوم شخص چُرا کرلے گیا جب بہت سی تلاش کے بعد بھی اس کا پتہ نہ چلا تو آپنے اسوقت دُکھی ہو کر دیوی سے (جو ہمارے خیال میں خلاّق عالم ہستی تھی) مخاطب ہو کر کہا کہ:۔

نومولود کے گم ہو جانے پر گریہ وزاری سے فریاد کرنا

"اے دیوی ماتا! مَیں نے پہلے جنم (ہمارے نزدیک اوائل عمر) میں بہت بڑی ریاضت کرنے اور پھول وغیرہ کے ساتھ بدری بن میں آپکی پوجا کرکے خوش کیا تھا۔ اے ماتا کیا آپ میری اُس اخلاص مندی کو بھول گئی ہیں۔ آپ میری سُدھ کیوں نہیں لیتیں"۔

"زچہ خانہ سے کوئی دُشٹ میرے بچّہ کو اُٹھا کرلے گیا ہے۔ اس سے میری کتنی توہین ہوئی ہے۔ اے ماتا! یہ میری توہین نہیں بلکہ سب سے زیادہ آپ کی ہے۔ مَیں آپ کا بھگت ہوں۔ اور بھگت کی مصیبت کو دُور نہ کرنے سے آپ کو ہی شرم آئیگی"۔

"جننی! مَیں تیرے مخفی چرتر (اسرار) کو نہیں جانتا۔ جب مَیں بھی تیرے چرتر کو نہیں جانتا تو دوسرا کون جان سکتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔میرے کسی بھی یودھا (بہادر) کو بچہ کے چُرانے والے کا پتہ نہیں لگا۔ یہ سب آپ ہی کی لیلا ہے۔"

"اس چُرائے گئے بچہ کی ماں میرے پاس آکر روز کونج کی طرح ماتم کرتی ہے۔ کیا آپ اس مصیبت عظمیٰ کو نہیں جانتیں۔ جننی! دنیا کے دُکھوں سے دُکھی لوگوں کو آپ ہی نجات دینے والی ہیں۔" (بحوالہ دیوی بھاگوت پوران سکندھ ۱۰ منقول از مورتی پوجا میمانسا صفحہ ۳۶-۳۸)

ہرچند کہ مہابھارت اور پورانوں میں بہت کچھ تبدیلی ہو چکی ہے اور بعد کے لوگوں نے شری کرشن اور دیگر بزرگوں کی طرف عجیب و غریب باتیں منسوب کر دی ہیں۔ اور انہیں انسان سے خدا بنانے کیلئے بہت کچھ ہاتھ مارا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بہت سے امور باقی رہ گئے ہیں جو حقیقت حال کی نقاب کشائی کیلئے کافی مدد دیتے ہیں۔ اور انہی میں سے متذکرہ بالا چند حوالے ہیں۔ پس جو لوگ خدا کے برگزیدوں کو خدا سمجھے بیٹھے ہیں وہ ان باتوں کو دیکھیں ان پر غور کریں اور آئندہ کیلئے اس قسم کے فاسد اور غلط عقائد سے اجتناب کریں کہ انسان بھی خدا ہوتا ہے۔

گیتا کے پیش کردہ اقوال سے شری کرشن کی خدائی ثابت نہیں ہوتی

اور اگر کوئی یہ کہے کہ کرشن مہاراج اگر خدا نہ تھے تو انہوں نے گیتا میں کیوں جا بجا اس قسم کی باتیں کہی ہیں کہ اے ارجن! اس دُنیا کا ماں باپ۔ سہارا اور بابا مَیں ہوں۔ جو کچھ پاکیزہ یا جو کچھ جاننے کے قابل ہے وہ سب اور اونکار۔ رگوید۔ سام وید۔ یجروید بھی مَیں ہی ہوں۔ سب کی حرکت سب کا پالنے والا مالک گواہ۔ جائے قیام۔ جائے پناہ۔ دوست۔ باعث پیدائش۔ باعث خاتمہ باعث قیام۔ خزانہ اور پیدائش کا لازوال بیج مَیں ہی ہوں۔ اے ارجن مَیں گرمی دیتا ہوں۔ مَیں پانی کو روکتا ہوں۔ مَیں برساتا ہوں مَیں امرت ہوں اور موت۔ ست اور است بھی مَیں ہی ہوں۔" (گیتا $\frac{9}{17-19}$)

"اے ارجن! مجھ میں من لگا۔ میرا بھگت ہو! میری پُوجا کر! اور مجھے نمسکار (سجدہ) کر اس طرح میرا آسرا لیکر یوگ کا ابھیاس (مشق) کرنے پر تُو مجھے ہی پائیگا۔" (گیتا $\frac{9}{34}$)

کیا یہ اور اس قسم کی دیگر باتیں اس بات کی مظہر نہیں کہ ان کے کہنے والے شری کرشن ہی خدا اور خالق کون و مکان تھے؟

مگر اس قسم کے وساوس میں مبتلا بھائیوں کو ہم بتلا دیں کہ ان کی یہ دھارنا یا خیال بھی حقیقت کے خلاف ہے۔

گیتا کے اس قسم کے فقرات شری کرشن کے نہیں بلکہ الہامی ہیں

کیونکہ گیتا میں جو باتیں شری کرشن کی زبان سے ادا ہوئی ہیں وہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے تھیں، کوروکیشتر کے میدان میں ارجن جن کا مخاطب تھا وہ بے شک شری کرشن ہی تھے مگر اس موقع پر جو نصائح کی گئیں جو ہدایات دی گئیں جو اسرار و رموز ظاہر کیئے گئے وہ اُس بالاتر ہستی کی طرف سے تھے جو کرشن جی کو دُنیا کی ہدایت کیلئے بھیجنے والی تھی، اسوقت کرشن نہیں بلکہ کرشن کی زبان سے خدا کلام کرتا تھا، اور یہ خدا ہی کا قول ہے کہ مَیں ہی سب کی پیدائش اور فنا کا باعث ہوں مَیں ہی سب کا پالنے والا اور پرورش کرنیوالا ہوں اور مَیں ہی معبود اور عبادت کے لائق ہوں۔ وغیرہ وغیرہ

پس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شری کرشن کا کلام ہے لہٰذا وہی مالک دو جہاں اور خالق ارض و سما ہیں وہ سخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلطی اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جسوقت شری کرشن جی کی زبان سے اس قسم کی باتیں ادا ہو رہی تھیں اُسوقت وہ خاص یوگ اور مراقبہ کی حالت میں تھے اور اُسوقت وہ اپنے اختیار اور اپنی مرضی سے کچھ نہیں بولتے تھے بلکہ خود خدا کے الہام کردہ[1] الفاظ ہی دوہرا رہے تھے۔ پس اُس خاص حالت کے کلام کو شری کرشن کا کلام سمجھنا حد درجہ کی نادانی ہے۔ اور اگر کوئی ہمارے اس حقیقت پر مبنی خیال کو تسلیم نہ کرے تو ہم اپنی تائید میں خود شری کرشن جی مہاراج ہی کا قول دوہرا دیتے ہیں جو بتلائیگا کہ کورو کشیتر کے موقع پر جو باتیں شری کرشن کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوئیں وہ ایسی حالت میں ادا ہوئیں جبکہ آپ پر ایک خاص حالت طاری تھی۔ جسے ہم الہامی حالت یا یوگ کی حالت کہہ سکتے ہیں۔

شری کرشن کی گواہی کہ گیتا کا کلام ان کا نہیں بلکہ الہامی حالت میں ملا تھا

مہابھارت اشومیدھ پرب ادھیائے ۱۶ کے انوگیتا پرب میں شری کرشن اور ارجن کا جو مکالمہ درج ہے۔ اس میں ارجن شری کرشن جی سے کہتے ہیں کہ مہاراج! آپنے جنگ کے آغاز میں جس گیتا کا مجھے اُپدیش دیا تھا وہ مَیں بھول گیا ہوں۔ اس لئے آپ دوبارہ وہی سُنا دیجیئے۔ جسپر شری کرشن نے فرمایا کہ اے دوست! مَیں نے اس موقعہ پر جو اُپدیش کیا تھا اُس کا اب اسی طرح دوہرانا میری طاقت میں نہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اُسوقت مَیں نے یوگ یُکت (الہامی حالت میں) ہونے کے باعث ہی تمہیں اس کا اُپدیش کیا تھا" اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"نہ شکیم تن مَیا بھُویَش تتھا وکتم شیشتہ ـــــــ پرم ہی برہم کتھی تم یوگ یُکتین تن مَیا"

محولہ بالا ترجمہ کی تائید میں دو پنڈت

اگر کہا جائے کہ اس شلوک کا یہ مطلب نہیں تو اس کے لئے ہم دو نامی پنڈتوں کا ترجمہ بھی نقل کیئے دیتے ہیں:۔

شری پنڈت پنچانن جی ترک رتن لکھتے ہیں کہ:۔

"اے دوست! مَیں نے تمہیں گوڑھ (گہرے) سناتن دھرم تتو (راز) کا اُپدیش کیا تھا۔ تم اُسے بھول گئے۔ یہ اچھا نہیں کیا۔ مَیں اب دوبارہ اُسے مکمل صورت میں نہیں کہہ سکتا۔ وجہ یہ کہ اُسوقت مَیں نے یوگ یُکت ہو کر تمہیں اُس برہم گیان کا اُپدیش کیا تھا" (رسالہ کلیان کرشن نمبر صفحہ ۲۲۴)

شری ہریندر ناتھ دت ایم۔اے۔ بی۔ ایل ویدانت رتن۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"کورو کشیتر کے جنگ کے بعد شری کرشن جب دوارکا جانے لگے تو اُس وقت ارجن نے کہا:۔

اے کیشو! کورو کشیتر کے میدان جنگ میں آپنے مجھے جو اُپدیش دیا تھا۔ چت وِبھرم ہو جانے کے باعث مَیں اُسے بھول گیا ہوں۔ آپ مجھے دوبارہ وہی اُپدیش دیجئے۔ جسکے جواب میں شری کرشن کہتے ہیں:۔

---

[1] کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ موجودہ گیتا میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب کا سب میدان جنگ میں ایشور کی طرف سے الہاماً نازل ہُوا تھا۔ یہ نہیں بلکہ صرف وہی باتیں ایشور کا الہام سمجھی جائیں جو اس معیار پر پوری اُتریں باقی کی باتیں بعد کے لوگوں کی ملائی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے گیتا اپنی اصلی حالت میں نہیں رہی۔

خدا نے چاہا تو ہم کسی آئندہ مضمون میں گیتا کے محرف مبدل ہونے پر خود ہندو علماء ہی کی شہادتیں شائع کریں گے۔ (محمد حسن) دراہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

46

جس کی خواہش ہر آستک اور خدا پرست کے دل میں چٹکیاں لیتی رہتی ہے ؎

ہمیں توقع ہے کہ احباب جماعت ہماری گذارش پر توجہ کرتے ہوئے اس فرض کو ادا کرنے کیلئے ضرور اپنی امکانی کوششیں بروئے کار لائینگے۔ لیکن چونکہ ہمیں بھی خدا کے مسیحؑ کی جماعت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہے اس لئے مضمون ہذا کے ذریعہ اس فرض سے سبکدوش ہونیکی کسی قدر کوشش کیجائیگی جو دوسروں کی طرح ہم پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اور خدا نے چاہا۔ اور اس کی توفیق شامل حال رہی تو اس کے متعلق آئندہ بھی عندالضرورت ضرور لکھا جائیگا ؎

بعض اعتراضوں کے جواب

لیکن بجائے اس کے کہ ہم حضورؑ کے دعویٰ کرشن و مسیحیت کو دہرائیں یا وہ دلائل نقل کریں جو خود آپؑ نے اپنی مختلف کتابوں کے اندر اس کی تائید میں رقم فرمائے۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ فی الحال ان اوہام و وساوس کا ہی قلع قمع کیا جائے جو حضرت کرشنؑ قادیانی کے دعویٰ کے متعلق عام ہندوؤں کے دلوں میں بعض خودغرض، ضدی، ظاہر پرست اور متعصب لوگوں نے پیدا کر دیئے ہیں اور جن کے ذریعہ حقیقت حال سے بے خبر لوگ اس صداقت اور نور سے محروم رکھے جا رہے ہیں جو زمانۂ موجودہ میں نشکلنک اوتار لایا ؎

چونکہ یہ اعتراض اور وساوس مختلف ٹریکٹوں کے ذریعہ پھیلائے گئے ہیں۔ اس لئے ہمارے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ ان کا ازالہ کرنے کیلئے مندرجہ ذیل مضمون کو پوری توجہ سے پڑھیں۔ اور اس سے خود بھی فائدہ اُٹھائیں اور ان لوگوں کو بھی فائدہ پہنچائیں جو محض دوسروں کے بہکاوے میں آکر صداقت سے محروم ہوئے جا رہے ہیں ؎

سب سے بڑا اعتراض اور اس کا جواب

حضرت اقدسؑ کے دعویٰ پر شک و شبہات وارد کرنے والوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ ہم آپؑ کو کس طرح نشکلنک اوتار مان لیں جبکہ اس کے آنے میں ابھی لاکھوں سال باقی ہیں؟

لیکن قبل اس کے کہ ہم اس کا جواب دیں معترضین سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ آیا وہ نشانیاں جو تمہاری دھارمک پستکوں اور دینی کتابوں میں مذکور ہیں اس وقت پوری ہو رہی ہیں یا نہیں؟ اور وہ پاپ اور گناہ اور وہ بدعتیں اور وہ بُرائیاں اور وہ خرابیاں اس وقت ظہور میں آ رہی ہیں یا نہیں؟ جن کا کسی اوتار کے زمانہ میں نظر آنا ضروری ہے؟ کیا مقدس گیتا کا مندرجہ ذیل شلوک تمہیں ماننیہ یا قابل تسلیم نہیں؟ کہ:-

"یدا یدا ہِی دھرمَسیہ گلانِر بھوتِی بھارت
اَبھیُتھانَم دھرمَسیہ تدا تمانم سرِجامی ہَم

جب جب بھی دھرم کو زوال اور بے دینی کو ترقی ہوتی ہے۔ تب تب میں اوتار لیتا ہوں (یا ظاہر ہوتا ہوں)"

(گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۷)

اسی طرح یہ شلوک بھی قابل تسلیم ہے یا نہیں کہ:-

"پری تراناۓ سادھونام وِناشاۓ چہ دُشکرِتام
دھرم سنستھاپنارتھاۓ سمبھوامی یُگے یُگے

(ر ر شلوک ۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے ارجن! مَیں نے یدھ کشیتر میں تمہیں پر برہم (خدا) کے بارہ میں جو اُپدیش دیا تھا۔ اُسوقت مَیں یوگ یکت (مراقبہ یا الہامی حالت میں) تھا۔ لہٰذا۔ اِسوقت وہ ساری باتیں میری یاد میں نہیں آوینگی " (رسالہ کلیان کا کرشن نمبر صفحہ ۱۳۸)

شری کرشن کی گواہی ان کے "ایشور مجسم" ہونے کی بھی تردید کرتی ہے

پس شری کرشن جی مہاراج کا یہ قول اُن لوگوں کے تمام غلط عقائد، فاسد خیالات اور حقیقت سے دُور وِچاروں کا نہایت عمدگی سے قلع قمع کر دیتا ہے جو شری کرشن جی کو خدائے مجسّم کہنے میں ذرا بھی باک نہیں سمجھتے۔ اُنہیں یہ تو سوچنا چاہیئے کہ اگر شری کرشن خدا ہوتے اور گیتا میں جو کچھ کہا گیا ہے خالِصًا انہی کا کلام ہوتا تو کیا وجہ ہے کہ وہ اسکو بعد میں دوہرا نہ سکے، اور ارجن کی خواہش پر بھی یہ کہا کہ اب اس کا پوری طرح دوہرانا میری طاقت سے باہر ہے۔ جب وہ خود خدا تھے، علیمِ کُل اور خالقِ کائنات تھے تو ان کے لئے گیتا کا دوہرانا کیا مشکل تھا؟ زمانۂ حال کے بعض شاعر تو اپنا کلام من وعن دوہرا دیا کرتے ہیں کیا "ایشور" میں اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ وہ گیتا کو از سر نو دوہرا دیتا؟ مگر چونکہ اس کو بعینہٖ دوہرانے میں شری کرشن نے اپنی ناطاقتی کا اقبال فرمایا ہے اس لئے یہی ماننا ٹھیک اور درست ہے کہ وہ خدا نہ تھے بلکہ خدا کے نبی تھے۔ اور ان کا یہ فرمانا کہ جسوقت مَیں نے ارجن کو اُپدیش دیا تھا اسوقت مَیں عام حالت میں نہیں بلکہ یوگ یا الہامی حالت میں تھا اس امر کا کھُلا کھلا اور ناقابل تردید ثبوت ہے کہ وہ مُلہم تھے خدا نہ تھے، کیونکہ اگر وہ مُلہم نہیں بلکہ خدا ہوتے تو اس موقع پر یوگ کی حالت چہ معنی؟ کیا خدا کو بھی مراقبہ اور یوگ کی ضرورت ہوتی ہے؟ پس جو بھائی یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ شری کرشن ساکشات ایشور تھے۔ یاد رکھیں گیتا میں جو باتیں اہم یا مَیں کہکر بیان فرمائی ہیں وہ شری کرشن کا کلام نہیں بلکہ اُس بالاتر ہستی کا کلام ہے جو ان کے اندر الہام کر رہی تھی۔

ہمیں امید ہے کہ جو دوست محرّف مبدّل کتابوں یا گیتا کے ظاہری الفاظ سے دھوکہ کھا کر شری کرشن کو ہی ایشور مجسّم سمجھے بیٹھے ہیں اور اسی بنا پر یہ بھی کہتے ہیں کہ کلجُگ میں جس اوتار نے آنا ہے وہ بھی خود ایشور ہوگا نہ کہ انسان، اپنی غلط دھارنا اور حقیقت سے دُور خیال کو دلوں سے نکال ڈالینگے، اور آئندہ یہ بات زبان پر نہ لائینگے کہ گیتا میں تو شری کرشن نے خود ہی کہا ہے کہ جب جب دھرم کی گلانی اور ادھرم کا زور ہوگا تب مَیں خود ہی جنم لونگا۔

یدا یدا ہی الخ شری کرشن کا نہیں، خدا کا وعدہ ہے

کیونکہ یہ شری کرشن کا قول نہیں بلکہ ان کے ذریعہ خدا کا کلام ہے اور وہی کہتا ہے کہ جب جب بھی دُنیا میں پاپ بڑھیگا اور سچّائی کو دبایا جائیگا تب تب مَیں ہی اپنے بندوں کی حفاظت اور بدوں کی تباہی کیلئے ظاہر ہونگا۔ اور اس کا ظاہر ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ مجسّم ہو کر آئیگا بلکہ صرف یہی مفہوم رکھتا ہے کہ مَیں اپنے کسی پیارے کے ذریعہ اپنی قدرتوں کا اظہار کرونگا اور اسی کی معرفت دنیا پر اپنی محبّت اور پریم پرگٹ کرونگا۔

"اگر کہا جائے کہ ہم مان لیتے ہیں کہ یہ ایشور نے ہی کہا ہے لیکن کہنے والا یہ بھی تو کہتا ہے کہ مَیں خود جنم لونگا پس اگر خدا نے ہی یہ کہا ہے تو ماننا پڑے گا کہ وہ مجسّم ہو کر آئیگا"

خدا کے جنم لینے سے مراد اُس کا ظاہر ہونا ہے

اگر اس قسم کے وسوسے پیدا کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کا جنم لینا یہ معنی نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھتا کہ وہ نو ماہ کسی عورت کے حمل میں رہ کر اور خون حیض پی کر پیدا ہو۔ بلکہ اس جگہ صرف یہی مراد ہے کہ میں پرگٹ ہونگا یا ظاہر ہونگا یہاں "سرجامیہم" کے معنی اپنے آپکو رچنا یا پیدا کرنا نہیں بلکہ ظاہر ہونا یا پرگٹ ہونا ہے

ان معنوں کی تائید پنڈت مالوی بھی کرتے ہیں

اور ان معنوں کی تائید علاوہ اور کئی پنڈتوں کے خود پنڈت مدن موہن جی مالویہ بھی کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"جب جب دھرم کی گلانی ہوتی ہے۔ اور ادھرم زیادہ بڑھتا ہے تب تب میں اپنے کو پرگٹ (ظاہر) کرتا ہوں"۔

"نیکوں کی حفاظت کے لئے۔ بدوں کی تباہی کے لئے یُگ یُگ میں پرگٹ (ظاہر) ہوتا ہوں"۔ (رسالہ کلیان کا کرشن نمبر ص۱۱۶)

گیتا سے ہی اس کا ثبوت کہ خدا پیدا ہونے اور مرنے سے مبرّہ ہے

اور اس امر کے ثبوت میں کہ یہ خود خدا نے کہا ہے۔ مندرجہ بالا شلوکوں سے پہلا شلوک ہماری تائید کرتا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ:۔

"اگرچہ میں اجنما (پیدائش سے مبرّا) اور ادی ناشی (موت سے بالا) ہوں۔ نہ میرا جنم ہوتا ہے۔ نہ مرن۔ اور ساری مخلوق کا مالک ہوں۔ مگر پھر بھی اپنی پرکرتی (یا مایا) میں قائم ہو کر وقت وقت پر ظاہر ہوتا ہوں"۔

ایشور نے یہاں صاف لفظوں میں بتا دیا ہے۔ کہ میں پیدائش اور موت کے چکّر سے منزّہ ہوں۔ مگر پھر بھی میں دُنیا کی بھلائی کیلئے ظاہر ہوتا رہتا ہوں۔ کیسے؟ اپنی مایا کے بل سے یعنی اپنی قدرت سے۔ اور اسکی قدرت یا مایا کا ظہور اسی طرح ہوتا ہے جس طرح کہ ہم اوپر بتلا آئے ہیں۔

پس جو لوگ اوتاروں کو خدا سمجھتے ہیں۔ یا شری رام اور شری کرشن کو ساکشات ایشور سمجھتے ہیں یا موجودہ زمانہ میں بھی ایشور ہی کے جنم لینے کی امید لگائے بیٹھے ہیں وہ مذکورہ بالا بحث اور پیش کردہ دلائل کا مطالعہ کر لینے کے بعد آئندہ اس قسم کے خیالات اور عقائد سے اپنے دلوں کو پاک کر لینگے اور کبھی بھول کر بھی یہ کلمہ زبان پر نہ لائیں گے۔ کہ نعوذ باللہ خود خدا ہی مجسم ہو کر آتا ہے۔

جب شری کرشن بھی انسان تھے تو ان کا مثیل بھی انسان ہی آنا تھا

چونکہ اس مسئلہ پر ہم نے اختصار کو مدّنظر رکھتے ہوئے کافی روشنی ڈال دی ہے[1] اس لئے کسی کا یہ کہنا کہ چونکہ شری کرشن خدا تھے اور حضرت کرشن قادیانی خدا نہیں بلکہ انسان ہیں اس لئے یہ اوتار نہیں ہو سکتے قطعاً درست نہیں۔ کیونکہ ہم نے خود ہندو مسلّمات کی رُو سے ہی شری کرشن کا "خدائے مجسم" ہونا غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ پس جب وہ خدا نہیں بلکہ انسان تھے تو ان کا مثیل یا ثانی بھی انسان ہی آنا چاہیئے تھا۔

اور وہ آ بھی گیا

اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ؑ کے رُوپ میں آ بھی گیا جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے، قبول کرے اور ہمیشہ کی زندگی پائے،

---

[1] خدا نے چاہا تو ہم کسی دوسرے موقعہ پر مسئلہ اوتار پر زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھینگے۔ اور ان تمام دلائل کا جائزہ لینگے جو آجکل اسکی تائید میں پیش کی جاتی ہیں۔ اور انشاء اللہ ثابت کر دکھائینگے کہ ان میں کی ایک دلیل بھی اس لائق نہیں کہ جس سے ایشور کا تجسّم ثابت کیا جاسکے۔ احمدی مہاجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شری کرشن جس قسم کے تناسخ کے قائل تھے اسی طرح حضرت کرشن قادیانیؑ بھی

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سری کرشن تو مسئلہ تناسخ کو مانتے تھے۔ کیا حضرت کرشن قادیانیؑ بھی اس کے قائل تھے؟
سو اس کے جواب میں یہی کہنا کافی ہوگا کہ ہاں آپؑ بھی تناسخ کے قائل تھے۔ مگر ایسے تناسخ کے نہیں جو حقیقت کے خلاف، عقل کے مخالف اور صداقت سے دور ہے۔ بلکہ آپؑ ایسے تناسخ کے قائل تھے جو حقیقت پر مبنی اور عقل کے مطابق ہے۔

تناسخ کی صحیح اقسام جو قابل تسلیم ہوسکتی ہیں جس کا سروپ (حقیقت) حضورؑ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے معلوم ہوگا:۔

"واضح ہو کہ اسلام میں صرف وہ قسم تناسخ یعنی اواگون کے باطل اور غلط ٹھہرائے گئے ہیں جس میں گذشتہ ارواح کو پھر دنیا کی طرف لوٹایا جاوے لیکن بجز اس کے اور بعض صورتیں تناسخ یعنی اواگون کی ایسی ہیں کہ اسلام نے ان کو روا رکھا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسلامی تعلیم سے ثابت ہے کہ ایک شخص جو اسی دنیا میں زندہ موجود ہے جب تک وہ تزکیہ نفس کر کے اپنا سلوک تمام نہ کرے اور پاک ریاضتوں سے گندے جذبات اپنے دل میں سے نکال نہ دیوے تب تک وہ کسی نہ کسی حیوان یا کیڑے یا مکوڑے سے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اہل باطن کشفی نظر (دِوِیہ دَرِشٹی) سے معلوم کر جاتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مقام نفس پرستی میں مثلاً بیل سے مشابہ ہوتا ہے یا گدھے سے یا کُتّے سے یا کسی اور جانور سے۔ اور اسی طرح نفس پرست انسان اسی زندگی میں ایک جُون بدل کر دوسری جُون میں آتا رہتا ہے۔ ایک جُون کی زندگی سے مرتا ہے اور دوسری جُون کی زندگی میں جنم لیتا ہے۔ اسی طرح اس زندگی میں ہزار ہا موتیں اس پر آتی ہیں۔ اور ہزار ہا جونیں اختیار کرتا ہے۔ اور آخر پر اگر سعادت مند ہے تو حقیقی طور پر انسان کی جُون اس کو ملتی ہے۔ اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے نافرمان یہودیوں کے قصہ میں فرمایا کہ وہ بندر بن گئے۔ اور سؤر بن گئے۔ سو یہ بات تو نہیں تھی کہ وہ حقیقت میں تناسخ کے طور پر بندر ہو گئے تھے۔ بلکہ اصل حقیقت یہی تھی کہ بندروں اور سؤروں کی طرح نفسانی جذبات ان میں پیدا ہو گئے تھے۔ غرض یہ قسم تناسخ کی اسی دنیا کی زندگی کے غیر منقطع سلسلہ میں شروع ہوتی ہے اور اسی میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس میں مرنا اور جینا اور آنا اور جانا ایک حکمی امر ہوا کرتا ہے۔ نہ واقعی اور حقیقی۔ اور دوسری قسم تناسخ کی وہ ہے جو قیامت کے دن دوزخیوں کو پیش آئیگی اور وہ یہ ہے کہ ہر یک دوزخی جس گندے جذبہ میں گرفتار ہوگا۔ اسی کے مناسب حال کسی حیوان کی صورت بنا کر اسکو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ مثلاً جو لوگ شکم پرستی کی وجہ سے خدا سے دور پڑ گئے وہ کُتّوں کی شکل میں کر کے دوزخ میں گرائے جائینگے اور جو لوگ شہوت کے جماع کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے حکم سے روگردان ہو گئے وہ سؤروں کی شکل میں دوزخ میں گرائے جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے نافرمانی کر کے بہت سے حیوانوں کے ساتھ مشابہت پیدا کر لی تھی وہ بہت سی جُونوں میں پڑینگے۔ اس طرح پر ایک جُون کو ایسی حالت میں ختم کر کے جو موت سے مشابہ ہے دوسری جُون کا چولہ پہن لینگے۔ اسی طرح ایک جُون کے بعد دوسری جون میں آئینگے۔ اور نہ ایک موت بلکہ ہزاروں موتیں، اُن پر آئینگی۔ اور وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتیں وہی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ثبوراً کثیراً کے لفظ سے قرآن شریف میں بیان کیا ہے۔ مگر مومنوں پر بجز ایک موت کے جو موتۃ اولیٰ ہے اور کوئی موت نہیں آئیگی۔ تیسری قسم تناسخ کی جو قرآن میں بیان ہے یہ ہے جو انسانی نطفہ ہزارہا تغیرات کے بعد پھر نطفہ کی شکل بنتا ہے۔ مثلاً اوّل گندم کا دانہ ہوتا ہے۔ اور ہزاروں برس اسکی یہ صورت ہوتی ہے کہ زمیندار اسکو زمین میں بوتا ہے۔ اور وہ سبزہ کی شکل پر ہو کر زمین سے نکلتا ہے۔ آخر دانہ بن جاتا ہے۔ پھر کسی وقت زمیندار اُسکو بوتا ہے۔ اور پھر سبزہ بنتا ہے۔ اسی طرح صدہا سال ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور ہزارہا قالب میں وہ دانہ آتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسکے انسان بننے کا وقت آجاتا ہے۔ تب اس دانہ کو کوئی انسان کھالیتا ہے۔ اور اس سے انسانی نطفہ بنجاتا ہے جیسا کہ مثنوی رومی میں ہے۔ ؎

70

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام ٭ بارہا چوں سبزہ ہا روئیدہ ام"

(ست بچن صفحہ ۸۳-۸۲)

شری کرشن بھی تناسخ کی انہی اقسام کے قائل تھے

اور درحقیقت شری کرشن بھی اگر تناسخ کے قائل تھے تو اسی قسم کے تناسخ کے نہ کہ اس قسم کے تناسخ کے مؤید جو کہ آج کل ہندوؤں نے سمجھ رکھا ہے۔ کیونکہ جس تناسخ کو آجکل صحیح سمجھا جاتا ہے وہ نہ صرف خدا تعالیٰ پر بہت سے الزام لگانے کا باعث ہے بلکہ اس سے ان تمام بزرگوں رشیوں ولیوں۔ اوتاروں اور نبیوں کی بھی ہتک ہوتی ہے۔ جو وقتاً فوقتاً دُنیا کی بھلائی اور ہدایت کیلئے آئے۔ اگر تناسخ کی موجودہ صورت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے خدا تعالیٰ کی شان رحیمی پر بٹہ لگتا ہے۔ اسکی صفت غفاری پر حرف آتا ہے۔ اسکی قدرت اور سامرتھ میں نقص پیدا ہوتا ہے۔

تناسخ کا موجودہ عقیدہ غلط جس سے خدا اور اسکے پیاروں کی ہتک ہوتی ہے

کیونکہ تناسخ کا عقیدہ اس امر کو باور کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ خدا کسی کو بغیر اس کے عملوں کے کوئی انعام نہیں دے سکتا۔ خدا کسی کے گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ خدا اگر چاہے بھی تو ایک مکھی تک نہیں پیدا کر سکتا جبتک کہ گنہگار رُوح اس کے قبضہ میں نہ آئے اسیطرح تناسخ کا عقیدہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ دُنیا میں جتنے بھی مہاپُرش اور اوتار آئے وہ سب کے سب نعوذ باللہ گنہگار تھے۔ کیونکہ قریب قریب سبھی مہاپُرشوں بزرگوں، نبیوں اور اوتاروں کو دنیا میں حق و صداقت کے پھیلانے کے باعث سخت سے سخت اذیتیں پہنچیں دُکھ اور درد سہنے پڑے آلام و مصائب کی چکّی میں پسنا پڑا جن کا باعث ان کے گذشتہ جنم کی بداعمالیاں تھیں۔ کیونکہ تناسخ کا عقیدہ مان کر ان بزرگوں کے متعلق یہی فتویٰ دینا پڑتا ہے کہ وہ پہلے جنموں میں ضرور پاپوں اور گناہوں میں ملوّث رہ چکے تھے جن کی وجہ سے وہ اگلے جنم میں دُکھوں اور تکلیفوں میں ڈالے گئے۔ حالانکہ ان برگزیدہ ہستیوں اور پوتر آتماؤں کے متعلق اس قسم کا خیال ہی دل میں لانا صدرجہ کی نادانی اور بیہودگی ہے

گیتا والے تناسخ کی حقیقت

باقی رہا گیتا میں ارجن کو یہ کہنا کہ:-

"اے ارجن! میرے اور تیرے بہت سے جنم ہو چکے ہیں۔ ان سب کو میں جانتا ہوں اور تو نہیں جانتا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی معنی رکھتا ہے جو حضرت کرشن قادیانیؑ کے محولہ بالا الفاظ سے ظاہر ہیں۔ کہ شری کرشن بوجہ روحانی بصیرت رکھنے کے ان تمام تغیرات سے واقف تھے جو ان کے جسم اور رُوح کے تیار ہونے میں پیش آئے۔ مگر ارجن ان سے ناواقف تھا۔ اور اگر اس فقرہ کو خدا کی طرف سے سمجھا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ میں بار ہا دنیا پر ظاہر ہُوا ہُوں جس کا مجھے علم ہے مگر تیری گذشتہ حالتیں تجھ سے پوشیدہ ہیں۔

اور اگر اسکے سوا بھی کوئی فقرہ گیتا میں ایسا ہو جس سے موجودہ تناسخ کے عقیدہ کی تائید ہوتی ہو تو اسکے متعلق یہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ بعد کے لوگوں نے اصل بات کو نہ سمجھنے کے باعث لکھدی ہے۔ کیونکہ شری کرشن ایسے مہاپُرش۔ خدا پرست، اور عارف باللہ اس قسم کا عقیدہ نہیں مان سکتے تھے جن سے خدا اور اس کے رُسُول زیر الزام آتے ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ ان کے مثیل، بُروز اور ثانی نے بھی اس قسم کے مکروہ اور غلط عقیدہ کی تائید نہیں کی، بلکہ وہی اقسام تناسخ کی مانی ہیں جو حقیقت پر مبنی اور عقل کے مطابق تھیں، پس یہ کہنا کہ چونکہ شری کرشن تناسخ مانتے تھے اور حضرت کرشن قادیانیؑ نہیں مانتے تھے اس لئے ان کے مثیل کیسے ہو سکتے ہیں۔ اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ تو ہی تناسخ کے قائل تھے مگر ہاں اس قسم کے تناسخ کے نہیں۔ جو خدا اور اسکے پیاروں کو موردِ الزام ٹھہرائے۔

شری کرشنؑ کی طرح حضرت کرشن قادیانیؑ بھی گوپال تھے

حضرت کرشن قادیانیؑ کے دعوئے کرشن کو سُنکر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ شری کرشن کے مثیل یا اوتار کس طرح ہو سکتے ہیں جبکہ وہ گوپال تھے اور یہ گاؤ خور؟

مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا گوپال کے لفظ سے یہ مُراد کس طرح لے لی گئی کہ انہوں نے گاؤ کُشی ممنوع قرار دی تھی؟

شری کرشن پیشہ کے لحاظ سے گئو پال کہلائے

شری کرشن تو گوپال اس لئے کہلائے تھے کہ انہوں نے اپنا بچپن گوالوں میں گذارا تھا۔ اور انہی کے ساتھ گائیں چرایا کرتے تھے۔ نہ اس لئے کہ انہوں نے گائے کُشی کو منع کیا۔

ہمارے آقا و مولا سرورِ کائنات حضرت نبی کریم کو بھی چرواہا (راعی) کہا جاتا تھا کیونکہ بچپن میں بکریاں چرائی تھیں لیکن اس کا یہ مطلب کبھی نہیں سمجھا گیا کہ آپ نے بکریوں کو ذبح کرنا حرام قرار دیا تھا اس لئے وہ چرواہا کہلائے۔

بکریاں چرانا یا گائیں چرانا اور اسی لحاظ سے چرواہا یا گوالہ اور گوپال کہلانا اس بات کی دلیل نہیں کہ چرواہا یا گوالہ بکری اور گائے ذبح کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ یا شری کرشن جی اور فخر موجودات صلعم نے گائے اور بکریوں کا ذبح کرنا منع کردیا تھا پس اگر شری کرشن کو گوپال کہا جاتا تھا تو ان کے پیشہ کے لحاظ سے نہ کہ اس لئے کہ انہوں نے گاؤ کُشی کو روک دیا۔ پس جب یہ ظاہر ہے کہ شری کرشن گائیں پالنے کے باعث گوپال کہلائے تو اس لحاظ سے حضرت کرشن قادیانیؑ بھی گوپال کہلائے جانے کے مستحق ہیں کیونکہ آپؑ بھی ایک بہت بڑے زمیندار خاندان سے تعلق رکھتے تھے جن کے ہاں گائیں بھینسیں کافی تعداد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

71

میں پالی اور پرورش کی جاتی تھیں ؂

اور اگر کہا جائے کہ شری کرشن نے گائے ذبح کرنا ممنوع قرار دیا تھا اس لئے گوپال کہلائے۔ تو اسکے ثبوت میں کوئی تاریخی ثبوت پیش کرنا چاہیئے جو کسی مستند تاریخ سے ماخوذ ہو ؂

اگر انہوں نے گاؤ کُشی کو روکا تو وقتی ضرورت کے ماتحت

اور اگر ہم فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ان کا نام محض اس لئے گوپال تھا کہ انہوں نے اپنے زمانہ میں گئوکُشی بند کروادی تھی تو یہ حُکم وقتی سمجھنا چاہیئے کیونکہ ان کے عہد یا اس سے ما قبل کے واقعات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں گائیں ذبح ہونے لگ گئی تھیں۔ اور ممکن ہے کہ گئوکُشی کی اس انتہائی کثرت کے باعث ملک میں جانوروں کا قحط پڑ گیا ہو۔ جس کی وجہ سے زراعت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ محسوس کرتے ہوئے شری کرشن نے اس نقصان کو روکنے کیلئے اپنے زمانہ میں گئوکُشی ممنوع قرار دی ہو۔ اگر انہوں نے ملک کی زرعی حالت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے وقتی طور پر ایسا کیا تو عین مناسب تھا۔ لیکن اگر ان کے وقتی حکم کو دائمی ٹھیرایا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ انہوں نے ہمیشہ کیلئے اسے حرام قرار دیا تو یہ غلطی ہے۔ کیونکہ جب گاؤکُشی کا دستور قدیم سے چلا آتا تھا اور بقول شری وَید چِنتامنی راؤ یگیہ میں بھی اس کا استعمال ہوتا تھا۔ چھوٹے بڑے اس کا گوشت بھی کھاتے تھے[۱]۔ تو یہ کس طرح مان لیا جائے کہ آپ نے ہمیشہ کیلئے ایک قدیم دستور کو بند کر دیا ؟

چونکہ اُس زمانہ میں جنگلات کافی تھے۔ زمین کافی سے بھی زیادہ تھی۔ جس کو آباد کرنے کیلئے اور رقبۂ کاشت میں اضافہ کرنے کے واسطے قلبہ رانی جانوروں کی ضرورت بھی بڑھ گئی ہوگی۔

ان کے وقت گاؤکُشی زوروں پر تھی

لیکن چونکہ اسوقت گاؤکُشی بھی زوروں پر تھی۔ اور بقول مصنّف مہابھارت اکیلا ایک راجہ رنتی دیو ہی بلاناغہ دو ہزار گائیں روزانہ ذبح کرواتا تھا[۲]۔ اور بقول پنڈت گردھر شرما جی چترویدی۔ اس زمانہ میں "راجے لاکھوں، کروڑوں گائیں مارتے تھے"[۳] تو اگر شری کرشن جی نے ذبیحہ کی اس کثرت کو دیکھتے ہوئے محض زرعی رقبہ کو ترقی دینے کیلئے وقتی طور پر اس دستور کو بند کروادیا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر اس وقتی ممانعت کو دائمی قرار دے لینا قطعاً جائز نہیں ؂

زمانہ حال میں اُس وقتی حُکم کو بحال رکھنا تباہی کا باعث ہوگا

کیونکہ یہ حُکم اُسی زمانہ کے لئے موزوں ہوسکتا ہے جس میں کہ زمین کافی ہو اور جانور تھوڑے۔ لیکن اس زمانہ میں اس حُکم کی پابندی فائدہ مند ہونیکی

---

[۱] "ابھی کچھ دن ہوئے شری چنتامنی راؤ وَید نے "ینگ انڈیا" نامی اخبار میں گئو رکھشا کے متعلق ایک مضمون شائع کیا تھا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ:-

"زمانۂ قدیم میں اس ہندوستان کے اندر گائے کا گوشت کھانے کا رواج تھا۔ ویدک زمانہ میں رشی لوگ یگیوں میں گوماس کا استعمال کرتے تھے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بھوک مٹانے کیلئے بھی گئوماس کا استعمال ہوتا تھا۔"

(رسالہ براہمن سروسو اٹاوہ اگست ۱۹۲۷ء صفحہ ۲۶۳)

[۳] منقول از گومیدھ یگیہ" صفحہ ۱۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بجائے نقصان دہ ہوگی، کیونکہ اسوقت زمین کم اور جاندار زیادہ ہیں۔ اگر اسوقت ذبیحہ بند کردیا جائے تو ایک قلیل عرصہ میں ہی جانوروں کی تعداد اتنی بڑھ جائے کہ ان کے لئے چارہ مہیا کرنا مشکل ہو جائے، اور جب چارہ کافی تعداد میں ملا تو لا محالہ وہ اس غلہ پر منہ مارینگے جو انسانی ضرورت کیلئے بھی بمشکل کافی ہوتا ہے۔

پس اس حکم کو اس زمانہ کیلئے بھی موزون سمجھنا قطعاً جائز اور درست نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ کے اوتار نے اس کی تصدیق نہیں کی۔

اور یہ اگر ایسا کرتے تو گوپال کے ساتھ ہی منش گال بھی کہلاتے۔ کیونکہ اس وقت گاؤ کُشی سے منع کرنا یہی معنی رکھتا کہ انسانی نسل کو بھوکوں مار کر جانوروں کا پیٹ بھرا جائے۔ مگر چونکہ منشاء ایزدی یہی ہے کہ نسل انسانی کا بقا باقی جانداروں کی نسبت زیادہ ضروری اور مقدم ہے اس لئے ایک ایسے زمانہ میں جبکہ آبادی زیادہ اور رقبۂ کاشت اس کی خوراک کیلئے بھی ناکافی ہو۔ جانوروں کو بڑھنے دینا، انسانوں کو فاقوں مارنا ہے۔

لیکن جیسا کہ ہم اوپر بتلا چکے ہیں، شری کرشن کو گوپال محض اس لئے کہا جاتا تھا کہ انہوں نے اوائل زندگی میں گوالوں کا کام کرتے ہوئے گائیں پالیں ؎

حضرت کرشن قادیانیؑ گائیں پالنے کے باعث گوپال

اور اس لحاظ سے ان کے مثیل یعنی اس زمانہ کے اوتار بھی گوپال ہیں کہ انہوں نے بھی گائیں پالیں۔

زمیندار ہونے کے باعث بھی گوپال

حضرت کرشن قادیانیؑ نہ صرف اس لحاظ سے گوپال تھے بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ آپ بہت بڑے زمیندار بھی تھے۔ چونکہ سنسکرت میں زمین کو بھی گؤ کہتے ہیں اس لئے جو شخص زمین کی نگہداشت پرورش اور کھیتی باڑی کرے وہ بھی گوپال ہے۔ پس زمیندار ہونے کے باعث بھی آپؑ گوپال تھے۔

راست گفتار وعدہ کے پکّے ہونیکے باعث بھی گوپال

پھر سنسکرت زبان میں گؤ کے معنی بانی یا کلام بھی ہیں۔ چونکہ حضرت اقدسؑ کو ہمیشہ اپنی زبان کا پاس ہوتا تھا۔ اپنی بات کا پالن کرتے تھے، راست گو تھے اس لئے بھی وہ گوپال کہلانے کے مستحق ہیں۔

گائے صفت لوگوں کی پرورش کے باعث بھی گوپال تھے

پھر اس لحاظ سے بھی آپؑ گوپال تھے کہ آپؑ نے گائے صفت لوگوں کی حفاظت کی۔ انکی پالنا کی۔ ہاں ایسے لوگوں کی۔ جو گائے کی طرح حلیم، بے زبان، صابر، شاکر اور بے شر تھے

خود بھی گوپال ہونیکے مدعی

پھر اس لحاظ سے بھی کہ آپؑ خود گوپال ہونے کے مدعی تھے۔ جیسا کہ فرمایا۔ "ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشگوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئیگا جو کرشن کے صفات پر ہوگا۔ اور اس کا بروز ہوگا۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں ہوں۔ کرشن کی دو صفت ہیں ایک رُدّر یعنی درندوں اور سؤروں کو قتل کرنیوالا یعنی دلائل سے۔ دوسرے گوپال۔ یعنی گائیوں کا پالنے والا یعنی اپنے انفاس سے نیکوں کا مددگار۔ اور یہ دونوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صفتیں مسیح موعودؑ کی صفتیں ہیں۔ اور یہی دونوں صفتیں خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ ص۲۱۶)

خدا نے بھی آپؑ کو گوپال کہا

اور پھر اس لحاظ سے بھی آپؑ گوپال کہلانے کے مستحق ہیں کہ خود خدا نے آپؑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

72

"ہے رُدّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔"

پس یہ کہنا کہ شری کرشن گوپال تھے اور حضرت کرشن قادیانیؑ گوپال نہیں۔ اس لئے یہ ان کے مثیل اور اوتار نہیں ہوسکتے۔ محض غلط اعتراض ہے۔

شری کرشن کی طرح حضرت کرشن قادیانیؑ بھی وید کو مانتے تھے

یہ سوال بھی کیا جاتا ہے کہ جس طرح شری کرشن جی مہاراج ویدوں کو مانتے تھے کیا حضرت کرشن قادیانیؑ نے بھی ان کو مانا؟

سو اس کے جواب میں ہم یہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ ہاں آپؑ نے بھی ویدوں کو مانا۔

اس پر سوال ہوگا کہ جب آپؑ نے بھی ویدوں کو مانا تو پھر ان کا پرچار کیوں نہ کیا؟

مگر اس قسم کا سوال کرنیوالے خود ہی بتلائیں کہ جب شری کرشن جی بھی ویدوں کو مانتے تھے تو انہوں نے ویدوں کا پرچار کیوں نہ کیا؟

آپؑ نے ویدوں کا اسی طرح پرچار نہ کیا جس طرح شری کرشن نے نہ کیا

اگر کہو۔ کیا۔ تو اس کا ثبوت درکار ہے۔ اور اگر جواب نفی میں ہو تو پھر حضرت کرشن قادیانیؑ کے متعلق اس قسم کا مطالبہ کیوں؟ اگر کہا جائے کہ شری کرشن انہیں الہامی تو مانتے تھے۔ تو اس پر ہم بھی کہیں گے کہ حضرت کرشن قادیانیؑ بھی ان کو الہامی مانتے تھے۔ اگر پوچھا جائے کہ آپؑ نے قرآن شریف کی بجائے ویدوں کی مہما کیوں نہ گائی اور کیوں نہ لوگوں کو ان کی طرف بُلایا؟ تو اس قسم کا سوال کرنیوالے پہلے خود تو بتلائیں کہ شری کرشن جی نے بھی گیتا کی بجائے ویدوں کی مہما کیوں نہ گائی اور کیوں نہ لوگوں کو ان کی طرف بُلایا؟ اگر کہیں کہ انکی تو زندگی کا مشن ہی ویدوں کا پرچار تھا، تو براہ کرم اس کا ثبوت پیش کیجئے اور یہ بھی بتلائیے کہ جب ان کا فرض منصبی ہی وید پرچار تھا تو پھر ارجن کو ویدوں کا اُپدیش دینا چاہیئے تھا نہ کہ گیتا کا؟ اور گیتا بھی وہ جس کے متعلق زمانۂ حال کے علماء اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس نے ویدوں کو ناقابل التفات بلکہ ردّ کر دینے کے لائق ٹھیرایا ہے۔ جیسا کہ

علمائے حال کی رائے کہ گیتا نے ویدوں کو قابل ردّ بتلایا ہے

ودیا بھاسکر۔ وید رتن۔ پنڈت اُدے ویر جی شاستری کے مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے:

"آج کل کے وِدوانوں (عالموں) کا بھی عام طور پر یہی خیال ہے کہ گیتا کی رائے بھی ویدوں کے متعلق کچھ اچھی نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کئی جگہ گیتا نے ویدوں کو ترک کر دینے کے قابل ٹھیرایا ہے۔" (رسالہ "آریہ" لاہور فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۵)

پس جب شری کرشن جی نے ویدوں کو الہامی تسلیم کرتے ہوئے بھی ان کو اہمیت نہ دی اور ان کی بجائے گیتا کا اُپدیش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیا اور اسی کا پرچار فرماتے رہے تو ایسی حالت میں ان کے مثیل یعنی حضرت کرشن قادیانی ؑ کے متعلق یہ سوال کیوں اُٹھایا جائے کہ آپ جب ویدوں کو الہامی مانتے تھے تو پھر ان کی بجائے قرآن کریم ہی کی اشاعت اور پرچار میں کیوں لگے رہے

حضور نے ویدوں کو الہامی مانا مگر محرف ہونے کے باعث ان کا پرچار نہ کیا۔

اس میں شک نہیں کہ ان من اُمّة الا خلا فیھا نذیر کے ماتحت آپ نے ویدوں کو الہامی مانا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا۔ کہ وید محرف مبدل ہوجانے کے باعث وہ اصل وید نہیں رہے جو پرماتما نے شری برہما یا چار رشیوں پر نازل کیے تھے، اور یہی باعث تھا کہ آپ نے ویدوں کا الہامی ہونا تو تسلیم کیا۔ مگر ان کو پرچار کے قابل نہ سمجھا۔ کیونکہ وہ اپنی اصلی شان کھو چکے تھے۔ اور چونکہ آئندہ زمانہ کی ہدایت کے لیے خدا نے اپنا مکمل گیان قرآن کریم کی شکل میں نازل فرما دیا اس لیے آپ نے اسی کی اشاعت اور تبلیغ ضروری سمجھی کیونکہ خدا کا بھی یہی منشاء تھا۔ اور ہے کہ آئندہ اسی کے ذریعہ سنسار کا کلیان ہو۔

اور اگر گیتا کی اندرونی شہادتوں اور علمائے حال کے فیصلہ کو ٹھکراتے ہوئے یہی کہا جائے کہ شری کرشن وید کو قابل عمل اور دُنیا کی رہنمائی کے لیے ضروری ٹھہراتے تھے اس لیے اس کے بعد آنیوالے اوتاروں پر بھی فرض ہے کہ وہ ویدوں کو ایشور کا خالص اور مکمل گیان سمجھ کر ان کا پرچار کریں تو اس کے متعلق بھی ہم یہی عرض کرینگے کہ اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ شری کرشن نے ویدوں ہی کو سب سے افضل جانا اور انہی کا پرچار کرتے رہے تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا۔ کہ اُن کے بعد آنے والے اوتار بھی ویدوں ہی کا پرچار کریں ؛

اگر شری کرشن نے ویدوں کا پرچار بھی کیا تو بعد کے اوتاروں کیلئے انکا پرچار ضروری نہ تھا

اوتار ویدوں کے ماتحت نہیں بلکہ ویدوں والے (ایشور) کے ماتحت ہیں اور انہوں نے اسی کے حکم اور منشاء کو پورا کرنا ہے۔ جب شری کرشن کے بعد ایشور کا یہ منشاء ہی نہ رہا کہ وید کی اشاعت ہو۔ جب اسکی مرضی ہی نہ رہی کہ وید لوگوں کے راہ نما بنے رہیں تو ایسی حالت میں بعد کے اوتار کس طرح انہی کی اشاعت اور پرچار کو ضروری سمجھتے ؟

ایشور نے وید پرچار کو خود ہی روک دیا

ویدوں کی ضرورت اسی وقت تک کے لئے تھی جب تک کہ خدا نے چاہا۔ جب اس کا ارادہ بدل گیا اور دیکھا کہ اب دُنیا ویدک زمانہ سے کہیں ترقی کر گئی ہے۔ حالات بدل گئے ہیں خیالات بدل گئے ہیں۔ زمانہ بدل گیا ہے اور اہل زمانہ بھی بدل گئے تو اُس نے ایک وقتی اور انسانی تصرف کے تختۂ مشق ہدایت نامہ کو ان کی ضرورت کیلئے ناکافی بلکہ نقصان رساں سمجھ کر اسکی اشاعت روک دی۔ اور ایک ایسا اوتار بھیجا جس نے آتے ہی نہ صرف

ایشور کے بُدھ اوتار نے وید منسوخ کردیئے

ان محرف اور مبدل کتابوں کو ہی بلکہ ان میں بیان کردہ رسومات کو بھی ہمیشہ کیلئے منسوخ قرار دیدیا اور ان کی جگہ مناسب حال تعلیم دی۔ یہ اوتار کوئی جھوٹا اور فرضی اوتار نہ تھا بلکہ وہی اوتار تھا جس کو خدا نے بھیجا اور جس کی خبر پہلے زمانہ کے رشیوں مُنیوں نے بھی دے رکھی تھی اور خود اُس وقت کے ہندوؤں نے بھی خدا کا اوتار تسلیم کیا اور اِس زمانہ کے ہندو بھی اسے ایشور ہی کا اوتار یقین کرتے ہیں۔ معلوم ہے وہ کون تھا؟ وہ شاکیہ مُنی گوتم تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاں وہی گوتم جو بعد میں بدھ کہلایا۔ اور جو گیتا والے وعدہ کے مطابق آیا[۱]۔ اور جس نے نہ صرف وید۔ ویدک دھرم اور ویدک عقائد اور ویدک رسومات کو ہی قلم کی ایک جنبش سے آئندہ کے لئے ناقابل عمل ٹھیرادیا۔ بلکہ گیتا اور بھاگوت دھرم کی بھی ضرورت نہ سمجھی۔ اور یہ جو کچھ ہم نے کہا ہے واقعات پر مبنی ہے اور خود ہمارے ہندو بھائی بھی تسلیم کرتے ہیں ؀

ایشور کا فیصلہ کہ آئندہ اوتاروں کیلئے وید کا ماننا اور پرچار کرنا ضروری نہیں

پس جب قبل ازیں خود ایشور نے ہی مہاتما بدھ کو بھیجکر اس امر کا فیصلہ کر دیا کہ شری کرشن کے بعد آنے والے اوتاروں کیلئے ضروری نہیں کہ وہ وید اور ویدک دھرم کا ہی پرچار کریں تو ایسی حالت میں یہ کہنا کیونکر بجا اور درست ہو سکتا ہے کہ حضرت کرشن قادیانیؑ نے چونکہ وید اور ویدک دھرم کے خلاف ایک نئے مذہب (اسلام) کا پرچار کیا اس لئے وہ اوتار نہیں ہو سکتے جب ہنگری پو جیسا شخص جو ایک دفعہ برہما جی سے وید چھین کرلے گیا تھا ایشور کا اوتار مانا جا سکتا ہے۔ جب شری کرشن جی ویدوں کو ناقابل التفات سمجھتے ہوئے بھی ایشور کے اوتار ہو سکتے ہیں جب مہاتما بدھ وید، ویدک دھرم اور ویدک رسومات کو باطل قرار دیکر اوتار کہلائے جا سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حضرت کرشن قادیانیؑ اوتار نہ کہلا سکیں؟

اس اعتراض کا جواب کہ ایشور کے ابتدائی الہام کو بعد میں کیوں منسوخ سمجھا جائے

اس موقعہ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جائیگا کہ چونکہ "ایشور کے نیم (قانون) اٹل ہیں۔ اور وہ کامل حکیم ہے۔ اس لئے اسکے نسخہ بھی مکمل اور بے بدل ہونے چاہئیں۔ اور ہر زمانہ میں یکساں عمل پذیر ہونے لازمی ہیں۔ اس لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ شروع سرشٹی (دنیا) میں اس کا علم اور ہو۔ اور پھر وقت بوقت بدلتا رہے۔ ورنہ لازم آئیگا کہ وہ نامکمل ہے اور اس کا علم بھی محدود ہے۔"

یہ وہ اعتراض ہے کہ جو گذشتہ سال ایک سناتنی پنڈت نے شائع کیا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے اپنے ہی تحریر کردہ خطاب "کامل حکیم" پر غور نہیں کیا اور اس "کامل حکیم" کی کامل حکمتوں کو نہ سمجھ کر ہی اس قسم کا تھوتھا اعتراض کر دیا۔

لیکن قبل اس کے کہ ہم اس کا جواب دیں۔ ہمیں بتلایا جائے کہ کیا بڑے بڑے حکیم وید اور ڈاکٹر ہاں بلند پایۂ اور چوٹی کے حکیم وید اور ڈاکٹر مریض کی بیماری دور کرنے کے لئے ہمیشہ ایک ہی ایسا مکمل نسخہ تجویز کیا کرتے ہیں جو اسکی مرض کو دور کر دے یا مریض کی حالت اسکی مرض کی کیفیت اور پھر موسم اور دیگر حالات کو دیکھ کر کے بعد دیگرے مختلف نسخے تجویز کیا کرتے ہیں؟ کیا جسکو تیز بخار ہو اسکی قبض اور بخار کو دور کرنے کیلئے بیک وقت کوئی مکمل نسخہ ہی تجویز کیا جاتا ہے؟ یا پہلے ایک خرابی کو دور

پس جب بڑے بڑے حکماء اور اطباء ہاں مسلمہ اور اپنے فن کے ماہر حکماء اور اطباء مرض کو دور کرنے کیلئے مختلف اوقات میں

---

[۱] "پنڈت بھاگیرتھ پرشاد جی دیکھشت لکھتے ہیں کہ۔ "بھگوان کرشن کے لفظوں میں 'یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت' کے مطابق بھگوان بدھ نے اوتار لیا تھا" (رسالہ وشال بھارت کلکتہ مارچ ۱۹۲۸ء صفحہ ۳۴۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ:۔ نیک اور عابد لوگوں کی حفاظت کیلئے اور بدوں کی تباہی کیلئے اور دھرم کو قائم کرنے کیلئے وقت وقت پر ظاہر ہوتا ہوں"۔

اگر کہئے کہ ہم گیتا کے محولہ بالا شلوکوں کو صحیح سمجھتے ہیں تو پھر بتائیے۔ کیا زمانہ موجودہ میں دھرم یعنی نیکی پاکیزگی سچائی اور صداقت کو زوال نہیں آرہا۔ کیا اسوقت بدی۔ بدکاری اباحت بے دینی اور ادھرم زور نہیں پکڑ رہے ہے؟

کیا جس قدر اسوقت دُنیا مذہب سے غافل نیکیوں سے دُور اور ستیہ پنتھ یا صراط مستقیم سے الگ ہو رہی ہے اس کی نظیر پہلے زمانہ میں مل سکتی ہے؟ کیا اسوقت جسقدر بدیوں اور بدکاریوں کا دَور دَورہ ہے۔ اور جس شدّت اور تیزی کے ساتھ اس وقت گناہوں اور پاپوں کا سمندر جوشزن ہے کیا اس کی مثال پہلے وقتوں میں دیکھی گئی؟ اگر کہو دیکھی گئی تو اس کا ثبوت چاہیئے (جو محال ہے) اور اگر اثبات میں جواب ہو تو پھر ایسی حالت میں بتلایا جائے کہ جب ہمارے مسلّمات کی رُو سے ایشور کا شری کرشن جی کی معرفت یہ فرمانا کہ جب جب ادھرم اور بیدینی پھیلے اور نیکی و پاکیزگی کا ہراس یا زوال ہو اُس وقت مَیں ظلمت وجہالت کے پاش پاش کرنے اور دھرم کو قائم کرنے کیلئے ظاہر ہُوا کرتا ہوں کیا یہ وعدہ اس تیرہ و تاریک زمانہ میں پورا نہیں ہونا چاہیئے تھا؟ جب یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ گذشتہ وقتوں سے اس زمانہ میں بہت زیادہ بدیاں پھیل رہی ہیں۔ اور لوگ گناہوں میں اس بُری طرح لت پت ہو رہے ہیں کہ جس کی مثال پہلے یگوں میں نہیں مل سکتی تو کیا یہ زمانہ اس امر کا مقتضی نہیں کہ خدا نیکوں کی حفاظت۔ دھرم کی بحالی اور بدیوں کی بربادی کے لئے ظاہر ہو[1]؟ اگر جواب ہاں میں دیا جائے تو پھر بتلائیے اس زمانہ میں اور کون وہ شخص ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ:۔

"میَں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور مَیں عرصہ بیسؔ برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ مَیں گناہوں کے دُور کرنے کیلئے جن سے زمین پُر ہوگئی ہے (آیا ہوں")

یہی نہیں آگے چلیئے۔ کیا مہا بھارت مسلّمہ کتاب ہے یا نہیں؟ اگر کہئے مسلّمہ ہے تو پھر کیا اُس نے نہیں بتلایا کہ کلجگ میں ایشور کا اوتار ظاہر ہوگا، اگر جواب ہاں میں ہو تو بتلائیے کلجگ آیا یا نہیں؟ اگر جواب انکار میں ہو تو بتلائیے کلجگ کے مندرجہ ذیل نشان جو مہا بھارت نے بتلائے ہیں ظاہر ہو چکے یا نہیں؟

کلجگ کی علامات "کلجگ کے دَورے میں اندھا دُھند ادھرم (بیدینی) کی عملداری رہتی ہے۔ جھوٹ۔ فریب۔ ہتیا (ایذا رسانی) غصّہ۔ لالچ وغیرہ کا دَور دَورہ ہوتا ہے۔ انسان کو خراب افعال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جپ تپ (عبادت و ریاضت) پُوجا پاٹھ۔ برت ہَوَن ایسے تمام نیک کام برہمن (علمائے دین) تک چھوڑ

---

[1] اس جگہ اس بحث کا موقع نہیں کہ دھرم کو قائم اور بیدینی کو تباہ کرنے کیلئے خود خدا مجسم ہوکر آتا ہے یا وہ کسی اپنے پیارے کے ذریعہ یہ کام کروا دیتا ہے۔ اس وقت تو صرف یہ سوال زیر بحث ہے کہ موجودہ زمانہ اس امر کا مستحق ہے یا نہیں کہ اسوقت دُنیا کی حفاظت کیلئے خدا کا ہاتھ ظاہر ہو۔ باقی رہا یہ سوال کہ وہ خود جسم اختیار کر کے آئے یا کسی نبی کو بھیجے۔ اس پر بحث آگے چل کر ہوگی۔ احمدی مہاجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختلف نسخے تجویز کیا کرتے ہیں اور ان کے اس فعل پر کوئی انہیں اناڑی، نیم حکیم یا محدود العلم نہیں کہتا تو کیا وجہ ہے کہ خدا جو حکیموں کا بھی حکیم ہے اور صحیح معنوں میں "کامل حکیم" ہے وہ اگر دنیا کی امراض کو دُور کرنے کیلئے مختلف وقتوں میں مختلف نسخے تجویز فرمائے تو اُسے محدود العلم بتلایا جائے؟ اناڑی اور نیم حکیم تو وہ شخص کہلائیگا جو مرض کو نہیں دیکھتا مریض کی حالت کو نہیں دیکھتا۔ اسکے ماحول اور موسم کو نہیں دیکھتا اور اس کے لئے ایک ہی نسخہ تجویز کر دیتا ہے جو اس کی قبض بھی رفع کرے اس کا بخار بھی دُور کر دے حالانکہ ایسا نسخہ آرام پہنچانے کی بجائے مریض کو اور بھی مبتلائے تکلیف کر دیگا۔

حالات کے بدلنے پر الہام کا بدلنا ضروری تھا

چونکہ وہ "کامل حکیم" ہے اس لئے اس کی کامل حکمت کا یہی تقاضہ ہے کہ مختلف اوقات میں مرض اور مریض کے مناسب حال نسخے تجویز فرمائے، یہ نہیں کہ سبھی دوائیں بیک وقت تجویز کر کے مریض کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ بنادے۔

اور یہ کہنا کہ مختلف نسخے تجویز کرنے سے محدود العلم سمجھا جائیگا تو یہ معترض کی محض خوش فہمی ہے۔ جو کمال علم کو محدود علم کی دلیل بنا رہا ہے، اور اسے اتنا بھی پتہ نہیں کہ جن کا علم محدود ہوتا ہے جو مرض، مریض، اور اس کے حالات سے اچھی طرح واقفیت نہیں پیدا کر سکتے اور اس کی رفع شکایت کیلئے ایک ہی نسخہ لکھ سکتے ہیں درحقیقت وُہی محدود العلم ہوتے ہیں نہ کہ وہ جو ہر ایک شئے کا مکمل علم حاصل کرنیکے بعد ضرورت کے مطابق علاج کرتے اور اپنے وسیع اور مکمل علم کا ثبوت دیتے ہوئے مرض کے تغیرات کے مطابق اپنے نسخوں میں بھی تغیر کرتے جاتے ہیں۔ اور پھر ایک ایسے نسخہ پر آکر رُک جاتے ہیں جو باقیماندہ روگ کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کیلئے کافی ہو۔ اور جو نہ صرف مریض کی تکلیف کو دُور کرے بلکہ اس کی بحالی طاقت میں بھی امداد دے۔

معترض کو معلوم ہونا چاہئیے کہ طالبعلم کی استعداد کے مطابق تعلیم دینے والا ماسٹر محض اس لئے کم علم نہیں کہلائیگا کہ اس نے طالب علم کو پہلے الف، ب کیوں پڑھائی، کیونکہ اس نے جو کچھ پڑھایا یا جو قاعدہ اس کے لئے تجویز کیا وہ اپنی لیاقت کے مطابق نہیں، بلکہ بچہ کی لیاقت اور استعداد کے مطابق تجویز کیا۔ کیونکہ اگر وہ پہلے دن ہی بچہ کے سامنے ایم اے کا کورس رکھدیتا تو وہ عقلمند نہیں بلکہ اوّل درجہ کا احمق کہلاتا۔ جس نے محض اپنی علمی قابلیت کا مظاہرہ کرنے کیلئے بچہ کو اس کے فہم اور سمجھ سے قطعی بالا۔ کورس پڑھانا چاہا۔ پس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایشور نے ابتدائے دُنیا میں جو نسخہ تجویز کیا تھا یا جو ابتدائی کورس مقرر کیا تھا وہ بعد کے زمانہ کے لئے بھی کافی ہے تو یہ درست نہیں۔ کیونکہ وہ نسخہ یا کورس اُسوقت کی حالت اور ضرورت کے مطابق بے شک کافی تھا مگر بعد کے حالات اور ترقی پذیر زمانہ کی اصلاح اور ضرورت کیلئے قطعی ناکافی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایشور نے مختلف وقتوں میں مختلف نسخے تجویز کیئے۔ اور آخر کار ایک ایسا نسخہ بھی جسکے بعد کسی اور نسخہ کی احتیاج نہ رہے۔

پس جو لوگ مختلف وقتوں میں مختلف کتابوں کے نازل ہونے کو خدا کی محدود العلمی کی دلیل گردانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہیں معلوم رہنا چاہیئے کہ مختلف وقتوں اور زمانوں میں حالات کے مطابق گیان کا آنا ایشور کے محدود العلم نہیں بلکہ علیم کُل ہونیکا ثبوت ہے۔ اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں بعض پُرانے رشی بھی اس حکمت سے واقف تھے اور وہ جانتے تھے کہ جیسے حالات بدلینگے نئے نئے یُگ آئینگے، ویسے ویسے دھرم کا سروپ بھی بدلیگا۔ جیسا کہ منو مہاراج نے بھی فرمایا ہے کہ:۔

منو مہاراج نے بھی فرمایا کہ مختلف زمانوں میں مختلف دھرم ہونگے

"اَنیسے کرِت یُگے دھرماہ تریتایام دوُاپرے پرے
اَنیے کلی یُگے نری نام یُگ ہراس انوُ رُوُپتہ

یُگوں (زمانوں) کی کمزوری یا حالت کے مطابق انسانوں کے دھرم ستیہ یُگ میں اَور، تریتا میں اَور، دواپر میں، دوسرے۔ اور کلجُگ کے اور ہی ہیں۔" (منو $\frac{1}{85}$)

اور اسی اصول کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے ایک سناتنی اخبار نے لکھا ہے کہ:۔

اخبار سُدرشن نے بھی تصدیق کی ہے

"جیووں (انسانوں) کی دنیاوی حالت ہر ایک یُگ میں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے، اس لئے سادھیہ وِشو (مقصد حقیقی) ایک ہونے پر بھی شری بھگوان کے سادھن (ذرائع) ہر ایک یُگ میں تبدیل کرنے پڑتے ہیں۔" (اخبار سُدرشن لاہور ۲ نومبر سنہ ۱۹۲۷ء صفحہ ۹)

پس حضرت کرشن قادیانی کا ویدک دھرم کی بجائے اِسلام کی تبلیغ کرنا انکے اوتار ہونے کے منافی نہیں

پس جب منو مہاراج اور دوسرے ہندو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یُگوں کے بدلنے سے دھرم بھی بدل جاتے ہیں اور حالات کے تغیر سے علاج میں بھی تغیر ہونا ضروری ہے تو ایسی حالت میں اس اعتراض کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ ایشور کے اوتار صرف اُس کتاب کی تبلیغ کریں جو دنیا میں ایسے وقت نازل ہوئی جبکہ انسانوں کی حالت بچوں کی سی تھی۔ ہمیں امید ہے کہ اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد یہ نہ کہا جائیگا کہ حضرت کرشن قادیانیؑ اوتار کس طرح جبکہ وہ ویدوں کے قائل نہ تھے۔ کیونکہ ہم نے خود ایشور ہی کے فعل کو ثبوت میں پیش کرتے ہوئے بتلا دیا ہے کہ جب شری کرشن اور مہاتما بُدھ اوتار ہوسکتے ہیں تو یہ بھی ضرور اوتار ہو سکتے ہیں۔ ہوسکتے کیوں ہیں اور یقیناً ہیں۔

خدا نے آپؑ کو اوتار کہکر پُکارا

کیونکہ خدا نے خود آپ کا نام برہمن اوتار رکھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل الہام سے ظاہر ہے کہ:۔

"برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں"

اور یہ سبھی جانتے ہیں کہ برہمن کے معنی "جامع جمیع صفات کاملہ چت سروپ گیان تھ ہرنیہ گربھ ایشور بھی ہیں" (پدم چندر کوش صفحہ ۲۶)

باقیماندہ وساوس کا ازالہ

خدائے تعالیٰ کے فضل و احسان اور محض اُسی کی تائید و اعانت سے ہم نے معترضین کے اُن تمام "بڑے بڑے" "اہم" "وزنی" اعتراضوں کے جواب خود ہندو بھائیوں ہی کی تحریروں اور کتابوں کے حوالوں سے دیدیئے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے ٹریکٹوں اور اشتہاروں میں شائع کیئے تھے۔ مگر پھر بھی ہم چاہتے ہیں کہ لگے ہاتھ باقیماندہ ایک دو وسوسوں کا بھی ازالہ کر ہی دیں جو بھولے بھالے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں کے دلوں میں پیدا کیئے جا رہے ہیں ؁

دُشٹوں کا ناش کیا کہا جاتا ہے کہ اگر حضرت کرشن قادیانیؑ ایشور کے اوتار تھے تو انہوں نے تلوار کیوں نہ چلائی اور کیوں نہ مگر اُن کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک اوتار کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ جنگ و قتال سے کام لے اور مخالفین کے سر تن سے جُدا کرے۔ سینکڑوں کیا ہزاروں نبی اور اوتار ایسے ہو گذرے ہیں۔ جنہوں نے تلوار کیا کسی پر ہاتھ تک نہیں اُٹھایا۔ لیکن اس پر بھی وہ نبی اور اوتار تھے۔ اور لوگوں نے ان کو ایشوری اوتار کی حیثیت سے مانا۔

کیا حضرت مسیحؑ اور مہاتما بدھ کی مثال کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟ آخر مہاتما بدھ کو تو خود ہندو بھائی بھی ایشوری اوتار مانتے ہیں۔ مگر جب وہ تلوار اُٹھائے بغیر ایشور کے اوتار مان لئے گئے تو حضرت کرشن قادیانیؑ کو اوتار کیوں نہ مانا جائے؟ لیکن باوجود اس کے کہ آپ نے تلوار نہیں اُٹھائی کسی پر تیر نہیں چلایا۔ مگر پھر بھی آپ کی دُعاؤں کے تیر بہت سے دُشٹوں کے سینوں میں پیوست ہوئے اور ان کو موت کی نیند سُلا دیا۔ کیا دُنیا لیکھرام کا واقعہ بھول سکتی ہے؟ کیا آتھم کا انجام کسی سے مخفی ہے؟ کیا ڈوئی کی ہلاکت کوئی ڈھکی چھپی بات ہے؟ کیا بشن داس کی ذلت آمیز موت کوئی بھلا سکتا ہے؟ اسی طرح غلام دستگیر قصوری۔ سعد اللہ لدھیانوی۔ چراغ الدین جموّنی وغیرہ کے انجام نظروں سے پوشیدہ ہو سکتے ہیں؟ یہی کیوں اور بھی بہت سے ایشوری اوتار کے مخالف ذلت کی موت مرے۔ نہ صرف یہی بلکہ اور بھی سینکڑوں مکذّب اور منکر طاعون کا لقمہ بنے۔ ہیضہ کا شکار ہوئے۔ بھونچال اور زلزلوں کے باعث تباہی کی غار میں گرے۔ اور وہ لوگ جو خدا کے اس بے شر معصوم اور نشکلنک اوتار پر زبان کی چھریاں چلاتے تھے۔ گالیوں کے تیر برساتے تھے، وہ خود ہی اپنے کیئے کا پھل بھگتنے پر مجبور ہوئے۔ اور دُنیا نے ان کا عبرت ناک انجام دیکھا اور روز روشن میں دیکھا۔

اگر شری کرشن کے ہاتھوں بعض دُشٹ اور پاپی تلوار کی گھاٹ اُترے تو ان کے مثیل کی دُعاؤں کی تلوار سے بھی بہت سے دُشٹ اور پاپی۔ آسمانی بلاؤں میں مبتلا ہو کر وہیں پہنچے جہاں شری کرشن کے دُشمن پہنچے تھے۔ اگر شری کرشن کی مادی تلوار نے دُشٹوں کا ناش کیا تو ان کے مثیل کی روحانی تلوار نے پاپیوں کا بیج مارا۔ اگر کہا جائے کہ حضرت کرشن قادیانیؑ کے وقت سبھی دُشٹ کیوں نہ مرے؟ تو معترض خود ہی بتلائیں کہ شری کرشن کے وقت سارے کے سارے پاپی ہاں ایسے پاپی جو زمین کا بوجھ تھے کیوں نہ موت کا شکار ہوئے؟ اگر کہا جائے کہ انہوں نے سبھی کا صفایا کر دیا تھا تو پھر اُن کی وفات پر شری جنمیجے کے دل میں یہ اعتراض کیوں پیدا ہوا؟ اور کیوں انہوں نے شری وید بیاس سے معترضانہ رنگ میں پوچھا کہ :-

"بھیشم دروُن وغیرہ کوروؤں کے ناش کرنے پر بھی شری کرشن نے ابھیر۔ شک۔ ملیچھ۔ نشاد وغیرہ لوگوں کا ناش کیوں نہیں کیا۔ وہ بھی تو زمین پر بوجھ تھے"

(بحوالہ دیوی بھاگوت پوران سکندھ ۶ ادھیائے ۱۱ از پُران مت پریالوچن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah
75

جب شری کرشن کے ہم عہد ہزاروں نہیں لاکھوں ہی آبھیر۔ شک۔ ملیچھ اور نشاد قوم کے لوگ ہلاکت سے بچے رہے تو ایسی حالت میں حضرت کرشن قادیانی ؑ پر اعتراض کیسا؟

دشٹوں کی ہلاکت و بربادی خدا کے اختیار میں ہے۔ اُس نے جن کی ہلاکت ان کی زندگی میں ضروری سمجھی انہیں ہلاک کر دیا۔ باقیوں کو عذاب آخرت کے لئے رکھ لیا۔ اس میں اعتراض کی گنجائش کہاں؟

پاپ کا ناش اور دھرم کی ستھاپنا ہوئی

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت کرشن قادیانی ؑ جس مشن کو لیکر آئے تھے وہ پورا کیوں نہ ہُوا؟ مگر یہ وسوسہ بھی اپنے اندر کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ انبیائے کرام اور ایشوری اوتاروں کی تاریخ یہی بتلاتی ہے کہ یہ برگزیدہ انسان جس مشن کو لیکر دُنیا میں آتے ہیں وہ ان کی زندگی میں ہی پورا نہیں ہو جایا کرتا۔ کیونکہ وہ تو الٰہی مشن کی بنیاد رکھنے آتے ہیں۔ اور اپنی زندگی میں ایک ایسی جماعت قائم کر جاتے ہیں۔ جو ان کے بعد ان کے مشن کی تکمیل کر سکے۔ ان کا کام ایسے آدمی تیار کرنا ہوتا ہے جو خدا شناس ہونے کے علاوہ دنیا میں رُوحانیت کا انتشار بھی کر سکیں اور بھولی بھٹکی دُنیا کو کفر و عصیاں سے نکال کر نیکی و پاکیزگی کی راہوں پر چلائیں۔ اور جو اصول اور علوم اس مشن کے بانی نے انہیں سکھلائے ان کا دُنیا میں پرچار کریں۔ اور آہستہ آہستہ باقی لوگوں کو بھی اُسی نور سے منور کر دیں جس سے کہ وہ خود منور ہوئے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک نبی اور اوتار۔ جو مشن لے کر آئے وہ کامل طور پر اس کی زندگی میں ہی پورا ہو جائے۔

آخر معترض خود ہی غور کریں کیا شری کرشن کا مشن ان کی زندگی میں ہی پورا ہو گیا تھا؟ کیا مہاتما بُدھ کا مشن ان کے حین حیات میں ہی پورا ہو گیا تھا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر حضرت کرشن قادیانی ؑ پر اعتراض کس لئے؟ ہم اس پر تفصیل کے ساتھ لکھ سکتے ہیں مگر چونکہ جگہ کی قلت مانع ہے۔ اس لئے فی الحال پنڈت گوبند ناتھ رائے جیوتش شاستری کا ایک فقرہ نقل کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں جو ہمارے مذکورہ بالا قول کی تائید کرتا ہے۔ فرمایا کہ:

"اوتاروں (کی آمد کا) درِشٹ پھل (لازمی نتیجہ) ان کے وقت میں ہی نہیں نکل آیا کرتا۔ وہ بیج بو کر چلے جاتے ہیں جو بعد میں پھل پھول کر ایک نظر فریب شکل اختیار کر لیتا ہے۔ موسم سرما کی شدت کے معاً بعد ہی بہار کا موسم نہیں آجایا کرتا (بلکہ بتدریج آتا ہے)

(براہمن سروسو جنوری سنہ ۱۹۳۰ء صفحہ ۸)

پس جس حالت میں کہ حضرت کرشن قادیانی ؑ نے آکر دنیا والوں کو خدا کا چہرہ دکھلا دیا۔ اس کی زندگی کا ثبوت دیدیا اس کی قدرتوں اور طاقتوں سے آگاہ کر دیا۔ اس کے ارادوں اور منشاؤں کا علم دیدیا۔ اور راستی و پاکیزگی کی راہیں بتلا دیں۔ اور پھر ایک خدا شناس، سادھو سبھاؤ گناہوں سے متنفر، نیکیوں کو محبوب رکھنے والی اور خدائی مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی خواہشمند جماعت تیار کر دی تو اس حالت میں اعتراض کی گنجائش کہاں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ آپؑ جس جماعت کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں جب وہ ان کے مشن کی تکمیل میں کوشاں ہے۔ دُنیا میں دھرم کا پرچار کر رہی ہے۔ لوگوں کو آسمانی علوم سے بہرہ ور کر رہی ہے۔ اُسے پاپ میٔے جیون اور گناہ آلود زندگی سے بیزار کرتی ہوئی۔ پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی رغبت دلا رہی ہے تو ایسی حالت میں یہ کہنا کیونکر بجا ہو سکتا ہے کہ آپؑ جو مشن لیکر آئے وہ پورا نہیں ہُوا۔ یا اُن کے آنے سے پاپوں کا ناش اور دھرم کی ستھاپنا نہیں ہوئی؟

پاپوں کا ناش اور دھرم کی ستھاپنا (قائمی) ہو رہی ہے۔ اور یقیناً ہو رہی ہے۔ اور وقت آتا ہے اور جلد آتا ہے جبکہ ایشوری اوتار کی قائم کردہ جماعت کے ہاتھوں پاپ کا راجیہ نشٹ بھرشٹ ہو جائے اور دُنیا میں ہر جگہ نیکی اور پاکیزگی کا ہی دَور دَورہ ہو۔

اس موضوع پر اور بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر اس وقت قلت جگہ کے باعث مضمون ہذا کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ خدا نے چاہا اور اس کی توفیق شامل حال رہی۔ تو آئندہ کسی موقع پر باقی ماندہ وہ میٹریل اور مصالحہ بھی ہدیۂ قارئین کر دیا جائیگا جو گذشتہ چند ماہ کے مطالعہ کے بعد ہم اس کے متعلق اکٹھا کر سکے ہیں۔

لیکن گذشتہ صفحات میں بھی جو کچھ لکھا جا چکا ہے بذات خود وہ بھی اتنا کافی اور وافی ہے کہ حق پسند اسی کے ذریعہ حقیقت حال سے واقف ہو سکتے ہیں۔

اور ہمیں توقع ہے کہ ہر وہ شخص جو خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے قُرب کا متمنّی ہے۔ اس کی عنایتوں اور نوازشوں کا مورد بننے کا خواہشمند ہے۔ وہ ایشور کے اس نشکلنک اوتار کو مانے۔ اور اس کی صداقت و حقانیت کا اعتراف کرے۔ تاکہ وہ ان برکتوں کا وارث بن سکے جو حضرت کرشن قادیانیؑ کی جماعت میں شامل ہونے پر ہی ملتی ہیں۔

امید ہے کہ ہمارے ہندو بھائی معترضین کے غلط۔ فضول بے معنی اور بیہودہ اعتراضوں سے متاثر نہ ہو کر خود ایشوری اوتار کی باتوں کان دھرینگے۔ اور آپؑ کی جماعت میں داخل ہو کر اس مشن کی تکمیل میں حصہ لینگے جو پاپ کے ناش اور دھرم کی ستھاپنا کی غرض سے آپؑ نے خدا کے حُکم سے قائم کیا ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ جو لوگ اس مشن کی تکمیل میں حصہ لینگے وہی خدا کے فضلوں کے وارث ہونگے، اور انہی کو حقیقی فلاح اور کلیان حاصل ہو گا۔

خاکسار

(ملک) فضل حسینؓ احمدی مہاجر لوکل سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

(فروری ۱۹۳۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیٹھتے ہیں۔ اَوروں کا کیا ذکر۔ خورد نی چیزوں کا امتیاز نہیں رہتا۔ چھوت پات کو واہیات سمجھتے ہیں۔ کشتریوں کو رعیت پروری سے تنفّر رہتا ہے۔ جرأت و بہادری کھو بیٹھتے ہیں۔ سادھوؤں سنتوں کی خدمت گذاری سے کچھ کام نہیں رہتا۔ فکر رہتا ہے تو بس یہ کہ جس طرح بنے روپیہ ہاتھ آئے، دولت ہی کے فکر میں اندھے رہتے ہیں۔ شودروں (رذیلوں) کا عروج ہوتا ہے۔ دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ غلّہ بے مزہ۔ پھل بد ذائقہ ہوجاتے ہیں۔ کم عمر لڑکیاں صاحب اولاد ہوجاتی ہیں۔ آٹھ برس کی عمر میں حمل رہ جاتا ہے۔ درختوں کی بار آوری کم ہوجاتی ہے۔ گائیوں کا دودھ گھٹ جاتا ہے۔ اوقات مناسب پر پانی نہیں برستا امساک باران سے قحط عالمگیر ہوتے ہیں۔ ناخن اور بال بڑھا کر لوگ مہاتما بن بیٹھتے ہیں۔ برہم چاری خوب مال مارتے ہیں گوشت کھاتے شرابیں اُڑاتے ہیں۔ برہمن و عالم (واعظ) رذیلوں سے فخر کے ساتھ دان (خیرات) لیتے ہیں مطلب آشناؤں محسن کُشوں کی کثرت ہوتی ہے۔ صادق الاعتقاد اور نیک لوگوں کو چین نہیں ملتا۔ اُنکی زندگی کم ہوجاتی ہے۔ پاپی بے فکری سے بہت دنوں تک زندہ رہتے ہیں۔ عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے۔ خاوندوں کے ہوتے نوکروں سے ملتفت ہوتی ہیں۔ مرد حسین بی بی سے التفات نہیں کرتے زنان بازاری کو گلے کا ہار پہناتے ہیں۔ شراب خانے آباد رہتے ہیں۔ عبادت خانے سُنسان۔ جہاں پہلے دھرم ہوتے تھے وہاں بدفعلیوں کی گرم بازاری رہتی ہے۔ (مہا بھارت ترجمہ اُفق ادھیائے ۱۸۹ صفحہ ۶۸۶-۶۸۷)

ہمارے ہندو بھائی خود ہی غور فرمائیں کیا مندرجہ بالا امور زمانۂ موجودہ میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں یا نہیں؟ کیا کلجگ کے مذکورہ بالا نشان پورے ہوئے یا نہیں؟ اگر ہو گئے اور ان کے مطابق یہ زمانہ کلجگ ہی کا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ میں جس شخص نے دُنیا کی اصلاح کا دعویٰ کیا اُسے رد کر دیا جائے؟ کیا اسی مہا بھارت میں نہیں لکھا کہ کلجگ میں ہی ایشور کا اوتار ظاہر ہوگا؟ جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارت سے عیاں ہے:

کلکی اوتار کی آمد کا نشان

"جس وقت کلجگ آگیا سمجھ لیجئے کہ دُنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ وہ وہ گناہ ہونگے کہ زمین کانپ اُٹھے گی۔ لڑکے والدین کو بیوقوف سمجھیں گے۔ رضاجوئی و فرمانبرداری کیسی۔ عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم رکھیں گی۔ ریت رت کچا پُوجا پاٹ۔ دھرم کرم جڑ پاؤں سے لٹ جائینگے۔ لوگ ادھرم کرینگے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے۔ جب اس طرح دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا تو بھگوان کو تکلیف کرنا پڑیگی۔ کہ کلکی اوتار میں جلوہ دکھلائینگے۔ پاپ کی ناؤ ڈبو دینگے۔ دھرم کی بیل ہری بھری ہوگی۔" (ادھیائے ۱۹۰ صفحہ ۶۸۸)

جب علامتیں پوری ہو گئیں تو اوتار کو بھی اس زمانہ میں آنا چاہیئے

اب کیا صاف۔ بیّن اور روشن ثبوتوں کے ہوتے ہوئے بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ زمانہ ایشوری اوتار کیلئے نہیں؟ کیا بدیوں اور بدکاریوں کی اور بھی کثرت دیکھنے کی تمنّا ہے؟ کیا اسوقت جو کچھ ہو رہا ہے یہ کافی نہیں؟ کیا دُنیا کی موجودہ حالت اس لائق نہیں کہ اس کی اصلاح کیلئے ایشور اپنا اوتار بھیجے؟ اگر اسوقت دُنیا بگڑ چکی ہے اور بدیوں اور بدکاریوں میں انتہائی ترقی کر گئی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ گیتا والے اعلان کے مطابق اسوقت خدا کا ہاتھ ظاہر نہ ہو؟

جب پہلے وقتوں میں تھوڑی سی بدی پیدا ہونے پر ہی ایشور اپنے اوتار بھیجدیا کرتا تھا تو کیا اب اتنے گندے اور ناپاک حالات کو دیکھتا ہوا بھی دُنیا پر رحم نہیں کھائیگا؟ جب وہ رحیم ہے کریم ہے۔ دیالو اور کرپالو ہے اور اسے اپنی مخلوق کے ساتھ محبت ہے پریم ہے اور اس نے یہ طے کر رکھا ہے کہ جب بھی دھرم کا زوال اور ادھرم کی ترقی ہوگی میں اُسوقت دُنیا کو ظلم اور پاپ سے بچانے کیلئے سامان پیدا کرونگا۔ تو کیا وجہ ہے کہ اس ہیبتناک اور ظلمت عصیاں سے بھرپور زمانہ میں اس کی مدد نہ پہنچے؟ اگر ہمارے ہندو بھائی گیتا اور مہا بھارت کے مندرجہ بالا بیانات کو پڑھکر اور پھر زمانہ کی موجودہ حالت کو ان کے مطابق دیکھ کر بھی معترضین کے بہکاوے میں آکر یہی سمجھے رہیں کہ موجودہ زمانہ ابھی ایشوری اوتار کیلئے موزوں نہیں تو ہم ان کے اطمینان خاطر کیلئے ذیل میں بعض معزز اور مقتدر ہندو لیڈروں، ایڈیٹروں مضمون نگاروں، شاعروں اور ادیبوں کی چند ایسی تحریریں اور نظمیں درج کئے دیتے ہیں جو زبان حال پکار پکار کر اسی امر کی گواہی دے رہی ہیں کہ کرشن اوتار کے آنے کا یہی زمانہ ہے نہ کہ ابھی لاکھوں سال بعد۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے ہندو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوست اپنے ہم مذہب بھائیوں کے مندرجہ ذیل خیلات افکار اور آراء کو پوری توجہ سے پڑھیں گے جو ان کو اس امر کے یاور کرنے میں مدد دینگی کہ فی الحقیقت یہی زمانہ ایشوری اوتار کے آنے کا ہے کیونکہ جس قسم کے ہولناک حالات اور المناک واقعات اس اوتار کے مامور ہونے کے وقت ظاہر ہونے لازمی ہیں وہ سب کے سب اسوقت ظہور میں آچکے ہیں۔ اور اسی بنا پر وہ لوگ جن کے افکار و خیالات درج ذیل ہیں۔ بڑی بے صبری اور بے چینی کے ساتھ کرشن اوتار کی راہ دیکھتے نظر آتے ہیں۔ اور بڑی لجاجت اور عاجزی کے ساتھ یہ التجا کرتے پائے جاتے ہیں کہ زمانہ آگیا حالات وقوع میں آگئے مگر اے ہمارے قبلۂ مقصود تم کیوں آنے میں دیر کر رہے ہو؟

بعض معزز ہندوؤں کی شہادتیں کہ دُنیا بگڑ چکی

مہاشہ خوشحال چند جی خورسند ایڈیٹر اخبار ملاپ لاہور

"مجھے (اسوقت) چاروں طرف راکھش پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لاکھوں برس پہلے جن راکھشوں کو شری رام نے بھگا دیا تھا۔ وہ آج اتنے بڑھ گئے ہیں۔ کہ آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف وہی دکھلائی دیتے ہیں۔ گھر گھر میں دویش اگنی (عداوت کی آگ) جل رہی ہے۔ بڑے چھوٹوں کو اور چھوٹے بڑوں کو کھا رہے ہیں۔ غریبوں کی جھونپڑیاں اُکھڑ رہی ہیں۔ نہ بادشاہ کے دل میں چین ہے اور نہ مفلس کو اطمینان قلب حاصل ہے۔ خود غرضی۔ آرام طلبی کا راجیہ ہو چکا ہے۔ دوسروں کا خون چُوس کر اپنے جسم کی پرورش کرنے کا جذبہ پورے جوبن پر ہے۔ فساد کی آگ روشن ہے۔ وبھچار (زنا) کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ جھوٹ، دغا، فریب اور مکاری کی اگنی میں لوگ دگدھ (بھسم) ہو رہے ہیں۔ وہ محبت۔ وہ پریم۔ وہ الفت۔ وہ چاہت کے محل پیٹ کے کوہ آتش فشاں کے لاوے میں بہ گئے ہیں۔ راجا پرجا کا سمبندھ (تعلق) ٹوٹ گیا ہے۔ پرجا کہتی ہے راجاؤں نے کافی لمبا عرصہ تک عیش اُڑائے اب حکومت کی باگ ڈور عوام کے ہاتھ میں دیدو۔ وہ رشتے وہ ناطے اب بہت کم دکھلائی دیتے ہیں۔ غرضیکہ راکھشی بھاوؤں (وحشیانہ جذبات) نے دنیا کو ایک عالمگیر اگن کُنڈ (آگ کی بھٹی) میں تبدیل کر دیا ہے۔ اور بھارت ورش (ہندوستان) تو خاص طور پر بہشت کی جگہ دوزخ بن چکا ہے۔" (ملاپ ۸ نومبر ۱۹۳۱ء صٹ ۵)

کیا ملاپ ایسے مقتدر اخبار کا یہ بیان کسی توضیح یا تشریح کا محتاج ہے؟ کیا اس سے ظاہر نہیں کہ دُنیا کی حالت اسوقت سخت تباہ اور برباد ہو چکی ہے اور اسوقت اسکی اصلاح کیلئے کسی آسمانی مدد کی ضرورت ہے؟ اور سُنیئے محولہ بالا مضمون تو ایک آریہ سماجی ایڈیٹر کا تھا۔ اب ایک سناتنی ایڈیٹر کے الفاظ بھی پڑھ دیکھئے ؎

ایڈیٹر صاحب اخبار سناتن دھرم پرچارک امرتسر

"بلاشبہ (اسوقت) براہمن۔ چھتری۔ ویش اپنے اپنے کرم (فرائض) سے گرے ہوئے ہیں۔ اور مجموعی صورت میں آج کل کے براہمن و چھتری و ویش یہ فخر نہیں کر سکتے کہ وہ قابل تعظیم ہیں۔ ان اُوچیہ ورنوں (اعلیٰ ذاتوں) میں سینکڑوں براہمن ہزاروں چھتری اور کئی ایک ویش شراب پیتے ہیں۔ مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رنڈیوں کے ساتھ تعلق رکھتے۔ اور انگریزی ہوٹلوں میں کھانا کھاتے۔ اپنے دھرم سے قطعی گرے ہوئے ہیں۔ اور ایسے براہمنوں، چھتریوں وغیرہ کے ساتھ تمام باقی براہمنوں چھتریوں ویشوں کا پان کھان رشتہ داری وغیرہ بھی ہے پس عمل کے لحاظ سے قریباً تمام باتیں دھرم کے چھوڑنے سے پتت (گرے ہوئے) ہیں۔ (سناتن دھرم پرچارک امرتسر ۸ جون سنہ ۱۹۲۵ء ص ۳)

جب صاف لفظوں میں اقبال ہے کہ ہر طبقہ اور ورن کے انسان بگڑ چکے ہیں ان کے چال چلن تباہ ہو چکے ہیں اور انہوں نے اپنے فرائض بالائے طاق رکھدیئے ہیں تو کیا ایسی حالت پر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابھی دھرم کی گلانی نہیں ہوئی اور یہ وقت کسی اوتار کے آنے کا نہیں؟ یہی کیوں اور سنئیے۔ ایک دوسرا سناتن دھرمی اخبار کہتا ہے کہ:۔

اخبار سُدرشن چکر راولپنڈی "ہم دن رات شریر (جسم) کی پرورش میں مشغول ہیں۔ مکانوں اور زیوروں کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ ہماری نظر "ہرنیہ مئے پاتر" سنہری برتن پر ہی ہے۔ آتما کی کتھا سُننا تو ایک ظاہر داری کا اڈمبر (ڈھونگ) ہے۔ کانوں کا رس (ذائقہ) ہے۔ آہ بھگت جی تم (کتھا) کہنے والے بھی تو ایسے ہی ہو۔ اسی (گناہوں کے) باغ کی مولی ہو۔ سچ ہے۔ بھارت میں آتما کا دکتا۔ شروتا (روحانیت کے معلّم اور متعلّم) دونوں لوپ (غائب) ہو گئے۔ ورنہ کیا کارن (باعث) ہے کہ گیتا۔ اُپنشد۔ شاستر۔ وید ہماری آتما (روحانیت) کو جگا نہیں سکتے۔ کبھی میلے آئینہ میں بھی مُنہ نظر آتا ہے۔ ذرا اپنا من روپی درپن (آئینہ دل) دیکھو۔ خود غرضی۔ بے ایمانی۔ جھوٹ۔ مکر۔ فریب۔ دغابازی۔ حسد۔ فساد۔ دولت عزت زر۔ زن۔ زمین سب کچھ موجود۔ تو آتم گیان (علم الٰہی) کہاں گھسے۔ نہ یم نہ نیم پھر پرکاش (روشنی) کہاں۔ برہمچریہ (ضبط نفس) کہاں۔ آج بھوگ ولاس (شہوت) کے غلام ہیں" (سُدرشن چکر راولپنڈی ۱۲ کارتک سمت ۱۹۸۲ بکرمی ص ۲)

پیارے ہندو بھائی خود ہی غور فرمائیں کیا مندرجہ بالا بیانات بزبان حال اس امر کی گواہی نہیں دے رہے کہ زمانہ بگڑ گیا۔ اس کا چلن بگڑ گیا، اس کی حالت خراب ہو گئی، برباد ہو گئی، اس میں رہنے بسنے والے گناہوں اور پاپوں میں غلطان و پیچان ہو گئے، نیکی پاکیزگی روحانیت عنقا صفت ہو کر رہ گئی، اور اس کی جگہ گند۔ گناہ۔ اور پاپ نے لیلی۔ کیا ان حالات کی موجودگی میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ابھی ایشوری اوتار کے آنے میں لاکھوں سال کا زمانہ باقی ہے؟ ہم نہیں سمجھتے کہ جب گیتا صاف لفظوں میں کہہ چکی ہے کہ جب جب بھی بدی پھیلے گی دینداری کو زوال آئیگا تب تب ہی ایشور کا اوتار آئیگا۔ تو کیا وجہ ہے کہ اس ہیبتناک اور لرزہ براندام کر دینے والے حالات کے ظاہر ہو جانے پر بھی کوئی اوتار نہ آئے؟ اور بھی ملاحظہ ہو۔ ایک دوسرا سناتن دھرمی اخبار لکھتا ہے کہ:۔

اخبار آنند لاہور "آج بھارت واسیوں کے دل سے ایشور وشواش (خدا پر ایمان) اُٹھ گیا ہے۔ آج ہمارے نوجوان مذہب مردہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں۔ برت (روزہ) سے چڑتے ہیں۔ بھوک ہڑتال کرتے ہیں۔ ہندوؤں کو ضبط کرنے کی دھمکی دیتے ہیں۔ لیکن اگر ایشور کے نام پر برت رکھیں تو آج بھارت ورش کا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ ہم نربل (کمزور) ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ہمارے اندر روحانی طاقت نہیں رہی۔ یہاں تک کہ نوجوان خودکشی پر اتر آئے ہیں" (اخبار آنند لاہور ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء صفحہ ۱۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابلِ توجہ احمدی احباب

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جسکو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنے کے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطرخواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمھارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمّت کرو۔ خدا تمھارے دل میں القا کرے کہ یہی وقت ہمّت کا ہے۔"

نقشہ اُجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہارات دینے کیلئے بہترین موقع ہے۔

ضمیمہ دو صفحے ۱۲ ر سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۲ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ روپے	"	۱۲ روپے
تین ماہ	"	۱۲ روپے		۷ روپے

ریویو آف ریلیجنز اردو۔ قادیان دارالامان۔ ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۲۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈی اکٹر ایس۔ کے۔ برمن) لیمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور ولاتی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR
TRADE SKB MARK
(REGD.)

اسٹار ٹریڈ مارک

R9α

ڈابر دراکشارشت

(جسم میں چستی پیدا کرتا ہے اور بھوک بڑھاتا اور کمزوری رفع کرتا ہے)

دوسرے ڈرکشا شو ڈارکشار سٹو سے یہ زیادہ مفید ہے کیونکہ اس میں انگور کافی مقدار میں پڑا ہے۔ کھانے میں خوش ذائقہ ہے یہ سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ استعمال کرنے سے قوٰی جسمانی طاقتور و چست ہو کر چہرہ پر رونق و بشاشت آتی اور دل بشاش رہتا ہے۔

بہتی | تیجھی

قیمت نصف سیر کی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ محصولڈاک عہ

R9α

سوپن ہری

(احتلام کی گولیاں)

اس میں کوئی جوش پیدا کرنیوالی اشیاء نہیں ہے دماغ کی کمزوری چہرہ اور دل کی اداسی قوت حافظہ کی کمی وغیرہ احتلام کی خرابیوں کو دور کر جلد ہی اپنا اثر دکھاتی ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ دو آنہ عہ محصولڈاک سات آنہ ۷ر

ڈابر جنتری سنہ ۱۹۳۴ء بلا قیمت مفت منگا کر ملاحظہ کیجئے

نوٹ:۔ سب جگہ ملتی ہیں دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:۔ گورداسپور میں شیخ محمد بشیر رحمت علی سوداگر